

وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَبَّهُوا قَسِيرًا



مَطْبَعُ عَمَّةِ الْمَطْلَعِ طَبْعُ كَرِي



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
<p>ہر طرح کی تعریف اللہ کیلئے جسے بھیجا ہماری سزا محمد کو خدا کی رحمتیں اپنا لوگوں کی طرف تاکہ وہ چاہیں اور بتائیں اور طرف اللہ کے اسکے حکم سے اور (ہو جائیں) روشن چرخ پھول ہمارا کیا اللہ نے صحابہ کرام اور فقہای مجتہدین کو کہ حفاظت کریں اپنی نبی کے دین کی ہر طبقہ میں یہاں تک اعلان کر دیتا اپنے ختم ہو گیا (یہ) اس واسطے (کیا کہ) پوری کریں نعمت اپنی اور وہ جس بات پر چاہے قادر ہو اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کوئی اس کا شریک نہیں ہو اور شہادت دیتا ہوں کہ ہمارے سزا محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں چکے بعد کوئی نبی پیش نہ آئے گا اللہ انہیں اور ان کے آل اصحاب سب پر</p> <p>اما بعد کتاب محمد عجاج السلام کی رحمت کا ولی اللہ بن عبد الرحیم (پوری کرے) اللہ ان دونوں پر اپنی نعمتیں دُشیا و آخرت میں { کہ اللہ تعالیٰ نے ڈالی</p>	<p>الحمد لله الذي بعث سيدنا محمداً صلوات الله عليه الى الناس ليكون هادياً الى الله باذنه وسراجاً منيراً ثم الحمد للهم العصابة والتابعين والفقهاء المجتهدين من حفظوا سرنا بعد طبقة بعد طبقة الى ان يؤذن الدنيا بانقضاءها ليقم نفعه وكان على ما يشاء قد يرادوا شهدان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان سيدنا محمداً عبده ورسوله الذي لا نبى بعده صلى الله عليه واله واصحابه اجمعين</p> <p>اقابعد فيقول الفقير الى رحمة الله الكريم ولي الله بن عبد الرحيم انتم الله تعالى عليه نعمه في الاول والاخرى زالله تعالى القى في</p>
<p>تسليم جو مجھے مقرر فرما دے صنف کے بڑھائے ہوئے میں اس شکل کی دو خطوط کے درمیان ہیں { اور وہ الفاظ مرسوم کے بڑھائے ہوئے ہیں وہ اس طرح کے دو خطوط کے درمیان میں ہیں } ۱۳۷</p>	<p>تسليم جو مجھے مقرر فرما دے صنف کے بڑھائے ہوئے میں اس شکل کی دو خطوط کے درمیان ہیں { اور وہ الفاظ مرسوم کے بڑھائے ہوئے ہیں وہ اس طرح کے دو خطوط کے درمیان میں ہیں } ۱۳۷</p>



قلبی مقام من الاوقات میزان اعرف به  
سبب كل اختلاف وقع في الملة المحمديّة  
على صاحبها الصلوات والتسليمات واعرف  
به ما هو الحق عند الله وعند رسوله و  
مکنى من ان ابين ذلك بياناً لبقی معه  
شبهة ولا اشكال ثم سئلت عن سبب  
اختلاف الصحابة ومن بعدهم في الاحكام  
الفقهية خاصة فانتدبت لبيان بعض  
ما فتح علی ساعتي من بقدر ما يسع الوقت  
ومحيط به السائل فجاءت رسالة مفيدة  
في بابها وسميتها الانصاف في بيان  
سبب الاختلاف حسب الله ونعم  
الوكيل لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم  
باب اسباب اختلاف الصحابة  
والتابعين في الفروع

اعلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم  
لم يكن الفقه في زمانه الشيفل ونا  
ولم يكن البحث في الاحكام يومئذ مثل  
البحث من هؤلاء الفقهاء حيث يثبتون  
ياقصي جهدهم الامر كان والشرط والاداب

میرے دل میں ایک خاص وقت میں ایسی منزل کہ پہچان لو میں اس کے  
ذریعہ سے سبب تمام اختلافات کا جو واقع ہوئی است محمد  
[علی صاحبہا الصلوات والتسلیات] میں اور جان لو ان کے ذریعہ  
سی کہ خدا اور خدا کی رسول کی نزدیک حق کیا ہو اور اللہ نے مجھے اس بات  
پر بھی قرأت دی کہ میں اس میزان کو بیان کر دوں (اور) بیان  
دے بھی) ایسا کہ اس کے بعد کوئی شبہہ اور اشکال سننے والی کو نہ چھوٹے  
پھر مجھے صحابہ اور ان کے بعد والوں کے باہم مختلف ہونے کا سبب خاص  
احکام فقہیہ میں پوچھا گیا پس میں نے منظور کر لیا بیان کر دینا بعض  
باتوں کا جو اللہ نے مجھ پر سوخت کھولیں، حق اس کے کہ گنجائش رکھے  
اسکی وقت دریا دکر کے اسکو سائل پس وہ ایک سالہ بنگیا جو اپنے  
مقصد میں رہنا بیت سفیدی میں نے اسکا نام الانصاف  
فی بیان سبب الاختلاف لکھا کافی ہے بحکم اللہ اور  
وہ اچھا کار ساز ہو اور نہیں ہے طاقت قوت گماندہ رنگ ترکی  
باب اول) صحابہ و تابعین کے فروعی اختلاف  
کے اسباب (کیا ہیں)

جاننا چاہیے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
کے بزرگ زمانہ میں فقہ کتابوں میں لکھی نہ گئی تھی  
اور نہ اس وقت احکام میں ویسی بحث ہوتی تھی جیسے  
یہ فقہا کرتے ہیں کہ وہ اپنی انتہائی کوشش سے  
ارکان کو اور مشرور بنا کر اور آداب کو ہر چیز کو

اور خارج رہے کہ صحابہ میں باہم جس قدر اختلافات تھے وہ سب دعویٰ تھے مول میں وہ سب باہم متفق تھے وہ عقائد چیز درخت سب کے لیے  
تھے اور وہ اسکی یہ تھی کہ اصول میں کو انھوں نے یقین کے ساتھ ہمت اہتمام اور ضبط و اتقان کے ساتھ مشکوٰۃ نبوت اخذ کیا تھا تا کہ اللہ علی ذالک



كل شي ممتازا عن الاخر بدليله وبقضو  
الصور ويتكلم على تلك الصور المفردة  
ويحد من ما يقبل الحد يحد من ما يقبل  
الحد الى غير ذلك من صنایعهم اما رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت یہ تھی کہ آپ صلوٰۃ کرتے تھے اور صحابہ  
آپ کے وضو کرتے دیکھتے تھے پھر وہ اسی کو اختیار کرتے تھے بغیر اس کے  
کہ آپ نے فراموش کیا یہ (فعل) رکن ہوا اور آپ نے پڑھتے تھے اور  
صحابہ آپ کی نماز دیکھتے تھے پھر جیسا آپ کے پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے  
خود بھی پڑھتے تھے اور آپ نے حج کیا لوگوں نے آپ حج دیکھا پھر  
جیسا آپ نے کیا تھا ویسا ہی انھوں نے بھی کیا یہی کیفیت آپ کی  
اکثر اوقات ہوتی تھی۔ آپ نے یہ نہیں بیان فرمایا کہ وضو میں جیسا آپ  
فرض میں اپنے یہ صوت فصیح کی کیا یاد کوئی شخص بغیر مولات  
کے وضو کرے کہ اس پر آپ صحت فساد وضو کا حکم دیتے مگر کبھی کبھی  
بیان بھی کرتے تھے اور صحابہ بھی باتیں آپ سے بہت کم پوچھتے تھے  
حضرت ابن عباس سے مروی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے کوئی قوم صحابہ  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر نہیں دیکھی صحابہ نے آپ سے  
صرف یہ مسئلہ پوچھا یہاں تک آپ کی وفات ہو گئی یہ سب  
مسائل قرآن میں نہیں ہیں (ایک) یہ ہے اس لوگ عن الشہر الحرام  
قال ما کانوا یسألون الا عما یفعلون قال ابن

دوسرے سے جدا کر کے دلیل سے ثابت کرتے ہیں اور صوت میں  
(مسائل کی) فرض کرتے ہیں اور ان مفروضہ صوتوں پر بحث کرتے  
اور جو چیز قابل حد ہے اس کی حد بیان کرتے ہیں اور جو چیز قابل حد  
ہے ان کو حد کرتے ہیں اور اسی قسم کی کام کرتے ہیں مگر رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت یہ تھی کہ آپ وضو کرتے تھے اور صحابہ  
آپ کے وضو کرتے دیکھتے تھے پھر وہ اسی کو اختیار کرتے تھے بغیر اس کے  
کہ آپ نے فراموش کیا یہ (فعل) رکن ہوا اور آپ نے پڑھتے تھے اور  
صحابہ آپ کی نماز دیکھتے تھے پھر جیسا آپ کے پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے  
خود بھی پڑھتے تھے اور آپ نے حج کیا لوگوں نے آپ حج دیکھا پھر  
جیسا آپ نے کیا تھا ویسا ہی انھوں نے بھی کیا یہی کیفیت آپ کی  
اکثر اوقات ہوتی تھی۔ آپ نے یہ نہیں بیان فرمایا کہ وضو میں جیسا آپ  
فرض میں اپنے یہ صوت فصیح کی کیا یاد کوئی شخص بغیر مولات  
کے وضو کرے کہ اس پر آپ صحت فساد وضو کا حکم دیتے مگر کبھی کبھی  
بیان بھی کرتے تھے اور صحابہ بھی باتیں آپ سے بہت کم پوچھتے تھے  
حضرت ابن عباس سے مروی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے کوئی قوم صحابہ  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر نہیں دیکھی صحابہ نے آپ سے  
صرف یہ مسئلہ پوچھا یہاں تک آپ کی وفات ہو گئی یہ سب  
مسائل قرآن میں نہیں ہیں (ایک) یہ ہے اس لوگ عن الشہر الحرام  
قال ما کانوا یسألون الا عما یفعلون قال ابن

سلف حقیقہ کے نزدیک وضو میں ہی چار چیزیں فرض ہیں قرآن میں ان کو بیان نہیں کیا دھونا ہاتھ دھونا سر کا مسح پیر کا دھونا اور پیر  
اللہ نے نیت اور مولات کو فرض کیا ہے ان کے نزدیک فرض وضو چھ ہوئے ۱۲ مولات سب درجہ کام کر لیں گے  
میں وضو میں مولات کا مطلب ہے کہ ایک عضو خشک ہونے پہلے کہ دوسرے عضو کو دھوئے ۱۲



عمر لا تسال عما لم يكن فاني سمعت عمر بن الخطاب يلعن من سال عما لم يكن قال القاسم انكم تسالون عن اشياء ما كنا نسئل عنها وتنكرون عن اشياء ما ادركناها ولو علمنا ما احل لنا ان نكتمها عن عمر بن اسحاق قال لمن ادركت من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اكثر مما سبقني منهم فاريت قوما ايسر سيرة ولا اقل تشديدا منهم وعن عبادة ابن يسير الكندي سئل عن امرأة ماتت مع قوم ليس لها ولي فقال دركك اقواما ما كانوا يشددون تشديدا كم ولا يسهلون مسائلكم اخرج هذه الآثار الدارمي وكان صلى الله عليه وسلم يستفتيه الناس في الوقائع فيفتيهم ويرفع اليها القضايا فيقضى فيها ويرى الناس يفعلون معروفا فيمدحونه او منكرا فينكر عليه كل ما افاق به مستفتيا وقضى به في قضية او انكره على فاعله كان في الاجتماعات ولذلك كان الشيخان ابو بكر وعمر اذا لم يكن لهما علم

کہتے تھے کہ صحابہ انہیں باتوں کو پوچھتے تھے جو انکو نفع دیتی تھیں ابن عمر فرماتے تھے کہ وہ بات پوچھو۔ یہ بھی نہیں ہونی کہیونکہ میں نے ابو الدرداء سے خطاب سنا جو لعنت کرتے تھے ان شخصوں پر جو پوچھتے کہ ابھی نہیں ہوئی یا تم دن محمد بن ابی بکر صدیق نے (ایک مرتبہ) کہا کہ تم لوگ ایسی باتیں پوچھتے ہو کہ تم پوچھتے تھے اور تم لوگ ایسی باتوں کی تفتیش کرتے ہو کہ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا ہیں یا اگر تم لوگ ان باتوں کو جانتے ہو تو تم لوگ چھپانا جائز نہ تھا۔ عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا جس قدر اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا ہر وہ زیادہ تھوڑے سے مجھے پہلی گزر چکے ہیں کہ قحیم کو اسے زیادہ آسان و شجاعتی ہو گا اور کم شدت کرنا والا نہیں دیکھا۔ اور عبادة بن یسیر نے کہا کہ اسے پوچھا گیا کہ ایک عورت ایسے لوگوں میں رہی کہ انہیں کوئی اسکالہ نہیں دے تو اسکول کون سی عبادہ نے کہا میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ تمہاری طرح سختی کرتے تھے اور تمہاری طرح مسائل پوچھتے تھے ان سب کو انہوں نے لکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت تھی کہ لوگ فقہاء میں آپ سے فتویٰ پوچھتے تھے آپ انکو فتویٰ دیتے تھے مقتداً آپ کے سامنے پیش کیے جاتے تھے اور آپ انہیں فیصلہ کرتے تھے اور جب کوئی اچھا کام کرتے دیکھتے تھے تو اسکی تعریف کرتے تھے یا برا کام کرتے دیکھتے تھے تو اسکو برا کہتے تھے اور یہ سب باتیں (یعنی جو فتویٰ آپ نے کسی سے مستفتی کو دیا کسی مقدمہ میں فیصلہ کیا کسی کام کے کرنے والے کو برا کہا) مجھ میں

۱۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس کسی علم کا پہلی سچا علم وہ جانتا ہو پھر چھپا دینی بیان نہ کرے تو اس کے منہ میں قیامت کو الکل کا نام پڑے گی ترمذی و ابو داؤد وغیرہ ۲۔ اصطلاح میں اقوال و افعال صحابہ کو اثر کہتے ہیں مثلاً اسکی جمع ہے ۳۔



فی المسئلة یسئلان الناس عن حدیث  
رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ابو بکر  
ما سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم  
قال فیها شیئا یعنی الجدة و سأل لثام  
فلما صلی الظهر قال ایکم سمع رسول الله  
صلی الله علیه وسلم فی الجدة شیئا فقال  
المغيرة بن شعبه انا قال ما اذا قال اعطاه  
رسول الله صلی الله علیه وسلم سد ساقا  
ایعلم ذلای احد غیره فقال محمد ابن  
مسلمه صدق فاعطاه ابو بکر السدس  
وقصة سوال عمر الناس فی الغرة ثم رجوعه  
الی خیر مغيرة و سألہ ایاہ فی الوباء ثم  
رجوعه الی خیر عبد الرحمن ابن عوف و  
کن ارجوعه فی قصة الجوس الی خیر  
وسمى عبد الله بن مسعود بخیر معتقل  
بن یسار لما وافق دایه وقصة رجوع

ہوئی تھیں اسی واسطے شیخین نے حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق  
کی عادت تھی کہ جب انکو کسی مسئلہ میں علم نہ ہوتا تھا تو لوگوں سے  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پوچھتے تھے چنانچہ ابو بکر صدیق  
نے فرمایا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جب (یعنی اداوی  
یا نانی کی میراث) کی بابت کچھ کہتے ہوئے نہیں سنا میں اور لوگوں  
پوچھو تگا (شاید اور کسی کو حدیث معلوم ہو) پھر جب انھوں نے  
ظہر کی نماز پڑھ لی تو پوچھا کہ تم میں سے کسی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
جہ کی بابت کچھ سنا ہے حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ  
حضرت صدیق نے پوچھا کیا انھوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
جہ کو چھٹا حصہ یا حضرت صدیق نے پوچھا کیا اسکو چھٹا حصہ  
اور کوئی بھی عانا ہے حضرت محمد بن مسلمہ نے کہا ہاں سچ کہتے ہیں  
پس حضرت ابو بکر نے جہ کو چھٹا حصہ یا اور حضرت عمر کا  
قصہ غرہ کی بابت پوچھنا پھر حضرت مغیرہ کی حدیث کی طرف رجوع  
کرنا اور نیز قیام متعلق انکا پوچھنا پھر حضرت عبد الرحمن بن عوف کی  
حدیث کی طرف رجوع کرنا اور اس طرح جو سب قصہ میں حضرت عبد الرحمن  
کی حدیث کی طرف رجوع کرنا اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کا حدیث معتقل

۱۰ یاد سوقت کا حال ہو کر ایک عورت کا پوتا یا نواسہ گیا تھا وہ حضرت صدیق کی خدمت میں آئی کہ میرا حصہ بیت المال سے دلو ہے ۱۱  
۱۲ اگر ان کا کسی نے مارا اور اسکا حمل سا قتل ہو کر چھڑ گیا تو اس بچہ کا خون نہا غرہ ہو یعنی ایک غلام یا لونڈی یا بچہ اس کا پوتا یا نواسہ  
۱۳ درم حضرت فاروق نے اس معاملہ میں لوگوں سے مشورہ کیا تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شک کا خون نہا غرہ فرمایا ہے حضرت عمر  
نے اوسے کے بموجب حکم دیا ۱۴ حضرت عمر نے لشکر کو شام کی طرف روانہ کیا تھے راہ میں شام کے شام میں باہر پہلے جہنم الفار سے جو مشورہ  
کیا تو وہ کسی بات پر متفق نہ ہوئے عبد الرحمن بن عوف نے اگر عرض کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کی جگہ جانے سے منع فرمایا ہے آپ نے یہ حدیث  
لشکر لشکر کو واپسی کا حکم دیا بخاری میں قصہ مفصل مذکور ہے ۱۵ حضرت فاروق نے جو سیون سے جزیرہ لیتے تھے عبد الرحمن بن عوف نے کہا  
کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو سیون جزیرہ لیتے تھے اس حدیث کو لشکر حضرت عمر نے بھی لیا ہے ۱۶ دھاری ابو داؤد ۱۷ ایک مفصل حال صفحہ نوین کو دیکھو



ابو موسیٰ عن باب عمرو سوالہ عن الحسن بن  
 وشہادۃ ابی سعید لہ وامثال ذلک کثیرۃ  
 معلومۃ مرویۃ فی الصحیحین والسنن  
 وبالجملة فہذہ کانت عادۃ الکریمہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم قرأ کل صحابی ما یرید اللہ  
 من عباداتہ وفتاواہ واقضیتہ فحفظہا  
 وعقلہا وعرّف لکل شیء وجہا من قبل  
 حفوف القرائن بہ فہل بعضہا علی الایات  
 وبعضہا علی الاستجاب بعضہا علی السنن  
 والحدیث وقراءتہ کانت کافیۃ عندہ ولم یکن  
 العمل عنہم الا وجدان الاطینان والثلج  
 من غیر التفات الی طرق الاستدلال کما تری  
 الا عراب یفہمون مقصود الکلام فہذہ  
 اور شیلہ صدقہم بالتصویح والتلوین والایام  
 من حیث لا یشرعون فانقضی عصرہ  
 الکریم وہ علی ذلک

ثم انہم تفرغوا فی البلاد وصار کل واحد  
 مقتدی ناحیۃ من النواحی فکثرت

یسار کی حدیث نیکو خوش ہو چکے وہ حدیث انکی سے کہ موافق ہو گئی اور  
 ابوسے (اشعری) کا حضرت عمر کے دروازہ واپس اور حضرت  
 حدیث پوچھا اور حضرت ابوسید خدری کا حضرت ابوسے کے موافق شہاد  
 دینا اور اسی قسم کے واقعات (اہل علم کو معلوم ہیں اور صحیحین اور  
 سنن میں نیکو رہیں خلاصہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی  
 یہی تھی پس صحابی نے بصدقہ اللہ انکو توفیق دی کہ آپ کے عبادات اور  
 فتو اور فیصلے دیکھے اور انکو یاد کیا اور سمجھا اور ہر چیز کی وجہ قرآن معلوم کی  
 پس اسے آپ کے کسی فعل کو یا احتیاج پر اور کسی فعل کو احتیاج پر  
 اور کسی فعل کو نسخ پر مہمول کیا بوجہ ان علامات قرآن کے جو  
 نزدیک کی تھے اور صحابہ کے نزدیک اطمینان (قلب) اور یقین  
 و خاطر ہی بہتر تحقیق حق کا کچھ ذریعہ تھا انکو طرق لایزال  
 کی طرف بالکل التفات نہ تھا جس طرح تم بڑوں کو دیکھتے ہو کہ ہاتھ  
 مقصود کلام کا سمجھ لیتے ہیں اور انکے دل تصریح اور کنایہ اور  
 اشارہ سے ایسے مطمئن ہو جاتے ہیں کہ انکو خبر نہیں ہوتی پس  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اعظمت مانہ گذر گیا  
 اور صحابہ کی یہی حالت رہی۔

پھر انہوں نے وفات سرور عالم کے (صحابہ کرام شہر مدینہ منورہ کے  
 اور ہر ایک ایک طرف کا پیشوا ہو گیا پھر واقعات بکثرت

ایک مرتبہ وہ حضرت عمر کے پاس گئے اور دروازہ پر تین دفعہ ہازت چاہی جب کچھ جواب ملا تو واپس گئے حضرت عمر نے کام  
 خارج ہو کر کہا کہ ابوموسیٰ کو اجازت دو وہ دروازہ پر نہ ملے اور انکو بلو کر سبب واپس جانے کا پوچھا اور انھوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا کہ تین بار اجازت مانگو اگر اجازت ملے تو واپس آجئے حضرت عمر نے اس حدیث پر گواہ مانگا ابوسید خدری نے گواہی دی وہ اجازت ہی نصلاً



الوقائع ودارت المسائل فاستفتوا فيها  
فلجاب كل واحد حسب ما حفظ واستنبط  
وان لم يجد فيما حفظ واستنبط ما يصلح للجواب  
اجتهد برأيه وعرف العلة التي ادا رسل  
الله صلى الله عليه وسلم عليها الحكم في  
منصوصات فطرح الحكم حيث ما وجد ما  
لا يالوجه في موافقة عرضه عليه الصلوة  
والسلام فعند ذلك وقع الاختلاف  
بينهم على ضروب منها ان صحابيا سمع  
حكما في قضية او فتوى ولم يسمع الاخر  
فاجتهد برأيه في ذلك وهذا على جوه  
احدها ان يقع اجتهاد موافق للحديث  
مثال ما رواه الترمذي وغيره ان ابن مسعود  
سئل عن امرأة مات عنها زوجها ولم يعثر  
لها قفل لم ار رسول الله صلعم يقضوني  
ذلك فاختلفوا عليه شهرًا وكانوا اجتهاد  
برأيه وقضى بان لها مهر نسائها لا دكر  
ولا شطط وعليها العدة ولها الميراث  
فقام معقل بن يسار فشهد بان الله

ہوئے اور مسائل پیش آئے تو کون نے افسے انہیں فتویٰ پوچھا  
ہر صحابی نے موافق اپنی یاد اور استنباط کے جوابے یا اور اگر کو  
اپنی یاد اور استنباط میں کوئی ایسی شے ملی جو جواب کے قابل  
ہو تو انھوں نے اپنی لمے سے اجتہاد کیا اور اس علت کو معلوم  
کیا جس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صریح ارشاد میں حکم جاری  
کیا تھا پس صحابہ نے اس حکم کو عام کر دیا جہاں کہیں وہ علت  
انکو معلوم ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقصود کی موافقت  
حاصل کرنے میں کم کوشش کرتے تھے پس اس حالت میں انہیں  
بہم کئی قسم کے اختلاف واقع ہوئے۔ **منجملہ** انکے یہ کہ کسی  
صحابی نے کوئی حکم کسی مقدمہ میں کوئی فتویٰ سنا اور دوسرے  
نے نہ سنا پس اس دوسرے نے اس معاملہ میں اپنی رائے سے  
اجتہاد کیا اسمیں کئی صورتیں پیش آئیں اول یہ کہ اجتہاد انکا  
موافق حدیث کو اتر مثال اسکی یہ کہ انسائی وغیرہ نے حضرت  
ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ انسے پوچھا گیا کہ ایک عورت کا  
شوہر مر گیا اور اسنے کچھ مہر اسکا مقرر کیا تھا حضرت ابن  
مسعود نے کہا میں نے اس معاملہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو  
کوئی حکم دیتے ہوئے نہیں سنا پھر ان لوگوں نے ایک حدیث تک انکے  
پاس نہ درفت کھلی اور جواب کیلئے اسرار کرتے رہے تو حضرت  
ابن مسعود نے اپنی رائے سے اجتہاد کیا اور حکم دیا کہ اس عورت کو اسکا

۱۔ مثلاً حرم شراب کا حکم ہوا اس حکم کی علت دریافت کی معلوم ہوا کہ حرم شراب کی علت مسکری پس مسکری حرم  
انکو مسکری معلوم ہوا اسکو حرام کہہ دیا اسی کا نام تھا اس سے ہم بہتر بھی نہا تھا ناسانی میں اسکی  
تصریح ہے ۱۲



علیہ السلام قضی بمثل ذلک فی امرأة منهم فصح  
بذلک ابن مسعود فرجة لم یفرح مثلاً قط  
بعدالة سلام وثابنها ان یقع بینہما المناظرۃ  
ویظہر الحدیث بالوجه الذی یقع بہ غالب  
الظن فیجمع عن اجتهاده اولا الی المسموع  
مثالہ فارواه الاثمة من ان اباهن یزکان  
من مذہبہ من اصبح جنبا فلا صوم  
لہ حتی اخبرتہ بعض ازواج النبی صلی اللہ  
علیہ وسلم بخلاف مذہبہ فرج وکالتہا  
ان یبلغ الحدیث ولكن لا علی الوجه الذی  
یقع بہ غالب الذین قد یترک اجتهاده بل  
طعن فی الحدیث مثالہ فارواه اصحاب  
الاصول من ان فاطمة بنت قیس شہدت  
عند عمر بن الخطاب بانها کانت مطلقة  
الثلاث فلم یجعل لہا رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نفقة ولا سکنی فود شہادتها وقال  
لا یترک کتاب اللہ بقول امرأة لا یدرے

خانہ کی عورتوں کے برابر ہر گز نہ زیادہ اور سہرت بھی لازم ہوگی اور مسک  
یراث بھی ملے گی پس حضرت یحییٰ بن یسارؒ فرماتے ہیں انھوں نے شہادت دی کہ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے قبیلہ کی ایک عورت کے متعلق ایسا ہی حکم دیا تھا کہ  
حضرت ابن مسعودؓ نے اسے خوش ہو کر سلام کے بعد بھی ایسے خوش ہوئے  
تھے ووسکتے کہ ان دنوں صحابیوں میں شاذ ہو گیا اور حدیث طوری  
پر نظر نہ ہوئی کہ اس کو واجب العمل ہو گیا غالباً ان پیدا ہو گئے ہیں وہ  
ابن ماجہ اور سابق سے آئے مثال کی یہ کہ ائمہ حدیث نے روایت کی  
کہ حضرت ابو ہریرہؓ کا مذہب تھا کہ جو شخص صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
صحیح ہو گیا تھا کہ بعض ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ان سے حدیث کی  
پس ازواج نے اپنے مذہب سے رجوع کیا یہ سہر کہ کہ جہاد کرنیوالی صوفی  
حدیث پر بھی ملاحظہ فرمائیے یہ پوچھنی جس سے اس کے واجب العمل ہو گیا تھا  
غایت کہ اس نے اپنا اجتہاد چھوڑا بلکہ حدیث میں طعن کیا مثال اس کے  
کہ احکام اصول نے روایت کی ہے کہ فاطمہ بنت قیس نے حضرت عمرؓ  
خطاب کے سامنے شہادت دی کہ مجھ کو تین طلاقیں دی گئیں تھیں سو خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے نفقہ کا حکم دیا نہ رہنے کے مکان کا  
حضرت عمرؓ نے فاطمہ کی شہادت نہ مانی اور فرمایا کہ ہم کتاب خدا  
(کے حکم) کو نہیں چھوڑ سکتے ایک ایسی عورت کے کہنے سے کہ

۱۰ یعنی ایک وہ جس کو حدیث معلوم تھی دو سرا وہ جس نے حدیث نہ معلوم ہوئی کہ باعث اجتہاد کیا تھا ۱۱ حضرت  
عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج سے ہم ہمیشہ ہو کر جنابت کی حالت میں صبح کو اٹھتے  
تھے پھر روزہ رکھتے تھے رواہ البخاری ۱۲ محدثوں کی اصطلاح میں صحیح سنہ کو اصول کہتے ہیں اور ان کے مؤلفین کو  
اصحاب اصول ۱۳ اشارہ ہے ان آیات قرآنی کی طرف جن میں مذکور ہے کہ مطلقہ عورتوں کو نفقہ اور رہائش  
کا حکم دیا ہے ۱۴



اصل قتامة كذب لها النفقة والسكنى  
وقالت عائشة رما لفاطمة الاسقى لله تع  
في قولها اسكنى والنفقة ومثال آخر  
الشيغان ان كان من من هب عمر بن الخطاب  
ان التيمم لا يجزئى بحنبلى لذي لا يجزئ  
فروى عنه عمار انه كان مع رسول الله  
صلعم في سفر فاصابته جنابة ولم يجد ماء  
فتمسك في التراب فذكر ذلك لرسول الله  
صلعم فقال رسول الله صلعم انما كان يكفرك  
ان تفعل هكذا وضرب بيده الارض  
فسح بها وجهه ويديه فلم يقبل عمر ولم  
ينهض عنه حجة لقادح خفي رآه فيه حتى  
استفاض الحديث في الطبقة الثانية من طرق

معلوم نہیں اسے مسیح کہا یا جھوٹ مطلقہ عورت کو نفقہ دینے کا سکا ایک  
اور حضرت عائشہؓ کا کہہ کر کہ تو خدا سے نہیں آتی یعنی اس بات میں جو کہ  
کبھی بکرا مطلقہ عورت کیلئے نہیں ہے کامکان جو اوروہ نفقہ دوسری  
مثال بخاری کا سلم نے روایت کی جو کہ حضرت عمرؓ کا خطاب کہ مذہب  
یہ تھا کہ تم جنس کو کافی نہیں جو اگر وہ پانی دے پائے پس ان کے ساتھ حضرت  
عمرؓ نے روایت بیان کی کہ میں ایک سفر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے  
ہمراہ تھا مجھے جنابت ہو گئی اور پانی نہ ملا وہیں مٹی میں ہوتا رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مٹی میں اس کا ذکر کیا تو اپنے فرمایا کہ تم کو صرف  
اس طرح کرنا کافی تھا اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو زیر کر  
کر کرنا دیکھو چہرہ اور ہاتھوں پر پیرا اگر حضرت عمرؓ نے (اس  
حدیث کو) قبول نہ کیا اور ان کے نزدیک یہ حدیث حجت ہوئی  
قابل نمونی بوجہ کسی مخفی نام کے جو انھوں نے اس حدیث میں  
دیکھا کہ یہ حدیث دوسرے طبقات میں مستفیض ہو گئی۔

۱۔ یہ لفظ قابل تاویل ہے صحابہ سب عدول ہیں سب راستگو ہیں انھی پر کلمہ عدول مجبوراً اہل سنت کا مسلک کلیہ ہے اس کیلئے  
دلائل قاطعہ اپنے مقام پر مذکور ہیں اور باہم صحابہ میں کسی تکافؤ واقع نہیں ہوا اور بخبریکہ حمل و مصفیہ میں خورنہ  
مذاہبان پر مبنی حضرت عثمان کی شہادت کا نقشہ برپا ہوا اگر کسی نے صحابی سے دوسری صحابی کی روایت کو جوٹ نہیں کیا  
پس دلیل اسکی یہ ہے کہ جوٹ کسی معنی میں استعمال ہو (۱) اور علم و اعتقاد کے خلاف کوئی بات کسی جگہ اور وہ خلاف واقع  
ہو (۲) اپنی علم و اعتقاد کے خلاف کوئی بات کہی جائے اور نہ مطابق واقع کے جو میں طرح منافی لوگوں  
حضرت مصلی اللہ علیہ وسلم اور رسول اللہ کے تھے اللہ تعالیٰ نے سورہ منافقین میں فرمایا کہ وہ لوگ جوٹے ہیں یعنی یہ  
قول انکا خلاف انکو اعتقاد کے ہے گو واقع کے مطابق ہو (۳) اپنی علم و اعتقاد کے موافق کوئی بات کہی جائے اور نہ خلاف  
واقع کو نہ وہ کسی قسم کا جوٹ اکثر بشریت کے صادر ہو جاتا ہے جسے کہ انبیاء علیہم السلام سے صادر ہوا ہے اور باہم صحابی  
جسے اہل اسلام قادیان غصہ ست زمین کو کال اس جوٹ کا غلطی استناد یا مہود مذاہبان کو زیادہ اور کچھ نہیں ہے مثال  
اسکی یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور سے توراۃ لیکر بنی اسرائیل کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ کوہ سا  
پرستی کر رہے ہیں پس اسی حالت کو دیکھ کر انہیں سخت غصہ آیا اور اپنی بہائی کی ڈھڑکی اور سر کے بال کو کھڑکھینچے اور فرمایا  
فرقت بین بنی اسرائیل لم تقرب تو کے یعنی تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات سنا خیال نہ رکھا  
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت ہارون پر عیر کو تفرقہ ڈالنے والا اور اپنی بات کا خیال نہ رکھنے والا فرمانام

جو کہ اس کے معصوم بیٹے یا اسلام ہی محفوظ نہیں کہی گئی ہیں نہ عمر نے جو جو ملک ان اطفال تربیت معصی کا ہے کہ اسلام میں پیدا کیا ہے کسی تیسری قسم کا جو جو ملک اور تباہت جو کہ چاہی کر دے



اکثرة واضمحلال و هو القاح و اخذ و ابه  
 و زعم بان لا يصل اليه الحث اعلا  
 مثاله ما اخرج مسلم ان ابن عمر كان يامر  
 النساء اذا اغتسلن ان ينقضن رؤسهن  
 فسمعت عائشة بذلك فقالت يا عباد الله  
 عمر هذا يامر النساء ان ينقضن رؤسهن  
 و يامرهن ان يحلقن رؤسهن لقد كنت اغتسل  
 انا و رسول الله صلعم من اناء واحد ما  
 ازید علی ان افرغ علی اسی ثلاثا فغلت  
 مثال اخر ما ذكره الزهري من ان هند الم  
 تبلغها رخصة رسول الله صلعم و المستحاضة  
 فكانت تنكح لافها كانت لا تقبل و من تلك  
 الضروب ان يراد رسول الله صلعم عليه السلام  
 فعل فعله فحمله بعضهم على القرية و بعضهم  
 على الاباحة مثله عارواه احمقا الاصول  
 في قضية التخصيب اي النزول لا يلزم  
 عندنا لنزول رسول الله صلعم عليه السلام  
 به فذهب ابوهريرة و ابن عمر الى انه على وجه

اور خیال طعن کا کمزور ہو گیا اور لوگوں نے اس پر عمل کیا۔  
 چوتھے یہ کہ اجتہاد کرنے والے صحابی کو حدیث بالکل پہنچی  
 ہی نہیں مثال اسکی یہ ہے کہ مسلم نے روایت لکھی ہے کہ حضرت  
 ابن عمر عورتوں کو حکم دیتے تھے کہ جب وہ غسل کریں تو  
 اپنے سر کے بال کھول میں حضرت عائشہ نے سنا تو فرمایا  
 تعجب ہے ابن عمر سے وہ حکم دیتے ہیں عورتوں کو کہ وہ  
 اپنے سر کے بال کھول لیا کریں یہ کیوں نہیں حکم دیتے کہ  
 اپنے سر وں کو منڈوا دیں بیشک میں اور رسول خدا صلی  
 علیہ وسلم ایک ہی طرف سے غسل کرتے تھے اور میں اس سے  
 زیادہ کچھ کرتی تھی کہ اپنے سر پر مین بار پانی بہاتی تھی مثال  
 دوسری وہ ہے جو زہری نے ذکر کیا ہے کہ ہند کو رسول خدا  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت مستحاضہ کے بارے میں نہ  
 پہنچی تھیں تو وہ روزی تھیں کیونکہ وہ رکالت استحاضہ  
 کا زمانہ پر متحقی تھیں اور منجملہ انساام اختلاف کے یہ ہے کہ کسی پہ ہونے والا  
 صلعم کو کوئی کام کرتے ہوئے دیکھیں اور بعض صحابہ اسکو  
 عبادت سمجھیں اور بعض منع خیال کریں مثال اسکی یہ ہے کہ اسی سب  
 اصل کے ج میں بھی چکار تمام اہل علم میں تھیں کہ اسکو  
 حضور و ان فرود کش ہوئے پس حضرت ابوہریرہ و ابن عمر اس طرح

سہ مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہیں جسکو علاوہ حیض نفاس کے اندر کوئی خون آئے پہچان استحاضہ کی احکام  
 اسکے علم الفقہ جلد اول میں دیکھو ۱۲

سہ اہل بوزن اہل تفضیل نامیل گاہ داری مکہ کا ہے اور اصل میں تیسری ہی زمین کو  
 کو کہتے ہیں ۱۲



القرية فجعلوا من سنن الحج ودمية عنته  
 وابن عباس الى انه كان على وجلة اتفاق وليس من  
 السنن مثال اخر ذهب الجمهور الى ان المثل في الطواف  
 سنة وذهب ابن عباس الى انه اذا فعل النبي صلعم  
 على سبيل الاتفاق بعارض عنه وهو قول  
 المشركين حطه حتى ثبت ليس بسنة  
 ومنها اختلاف في وهم في تعبير مثال ان  
 رحل الله صلعم حج فراء الناس قد ذهبوا الى  
 انه كان مقتعا وبعضهم الى انه كان قلوا و  
 بعضهم الى انه كان مفرقا مثال في خروج ابو داود  
 عن سعيد بن جبير انه قال قلت لعبد الله بن  
 عباس يا ابا العباس عجت في اختلاف اصحاب  
 رسول الله صلعم في اهل ال رسول الله صلعم حين  
 ارج فقال لي لا علم الناس بذلك انما انا  
 كائن من رسول الله صلعم حتى انا في هذا  
 اختلاف اخر رسول الله صلعم حاجا فاصلى  
 في مسجد ذي الحليفة وكعبه اوجب في حنبل  
 واهل الحرم حين فرغ من ركعتيه فسمع ذلك منه  
 اترام فحفظت عنه ثم ركب فلما استقلت به

ري عبادت جو لہذا انھوں نے اس حج کی سنتوں میں سے کیا  
 اور حضرت عائشہ اور ابن عباس اس طرف ہیں کہ یہ اترنا جس فی  
 طواف تھا (حج کی) سنتوں میں سے ہے دوسری مثال جمہور  
 اس طرف گئے ہیں کہ مثل یعنی اگر چہ طواف میں سنت ہے  
 اور حضرت ابن عباس اس طرف ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 اسکو اتفاقی طواف پر کیا تھا وجہ ایک عائشی بات کے بعض مشرکین کے  
 اس کہنے کے کہ مسلمانوں کو غیر کے بنی لینے کمزور کیا ہے ورنہ  
 مخالف سنت نہیں ہوا و بچل ان قسم اختلاف کے ایک ہی  
 کہ (حدیث کے) بیان کرنا میں ہم کے باعث اختلاف ہوا مثل  
 اس کے ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا اور لوگ سننے آئے  
 (حج کہتے ہوئے) اور کیا پس بعض طرف نے کہ اس میں بعض طرف کے  
 کو آپ نے بعض طرف میں آپ نے دوسری مثال ابو داود  
 نے سعید بن جبیر روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس  
 کہہ کہ ابو العباس میں عجت کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے  
 بائیں کہ سنت اپنے احرام باندھنا یہ دن تعلق میں حضرت ابن عباس نے  
 کہا میں اس عذر کو سب نہ یاد جانتا ہوں سوئی صلعم رجب ہجرت  
 اس حج کیا اس وجہ سے وہ نہیں فرما رہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حج کر کے اپنے  
 اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے تھے کہ ان کی پیدائش اور پیدائش اور پیدائش اور پیدائش  
 کہ حج کر کے اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے تھے کہ ان کی پیدائش اور پیدائش اور پیدائش اور پیدائش

اس متنی میں حج کے مہینوں میں عمرہ کر کے سر منڈاؤ اور احوال موجود ہے پھر اس سفر میں حج کا باندھ کر حج کر کے  
 قارن ہے حج اور عمرہ کی ایک ساتھ نیت کر کے اور دونوں کے حج میں شامل نہ ہو اور مفرد ہے جو عرفہ حج کی نیت کر کے ۱۲



تسما اهل ادمك ذلك منه اقوام وذلك  
ان الناس انما كانوا ايتون ارسالا فسمو حين  
استقل به ناقة هل فقالوا انا اهل رسول  
الله صلى الله عليه وسلم حين استقلت بنا ناقة  
ثم مضى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما علم  
على شرف البلاء اهل ادمك ذلك منه فقالوا  
فقالوا انا اهل حين علا على شرف البلاء وابع  
الله لقل وجب في مصلاه واهل حين استقلت  
به ناقة واهل حين علا على شرف البلاء  
ومنها اختلاف السهو والنسيان مثاله ما رو  
ان ابن عمر كان يقول اعتمر رسول الله صلى  
الله عليه وسلم عمره في رجب فسمعت بذلك  
عائشة فقضت عليه بالسهو ومنها اختلاف  
الضبط مثاله ما رو ابن عمر عن رسول الله صلى  
الله عليه وسلم ان ابنته عاتكة  
عليه بانه لم ياخذ الحنث على وجه من رسول  
الله صلى الله عليه وسلم على يهودية يمل عليها  
اها فقال غم يكون عليها وانها عذب  
في قبرها فظن العذاب معلولا للبكاء  
وظن الحكماء على كل ميت ومنها

تو اپنے بیک کہانچہ لوگوں نے اس وقت سنا کہ لوگوں کے ہوتے  
جاتے تھے میں بعض نے اس وقت سنا جب دشمنی آپ کو بیک کھڑی ہوئی  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چلے جب (مقام) بیدار میں پہنچے  
تو پھر بیک کہا کہ لوگوں نے اس وقت سنا تو انھوں نے کہا کہ رسول  
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت احرام باندھا جب آپ بیدار کی گئی  
پر چڑھے حالانکہ خدا کی قسم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس  
احرام باندھا تھا جہاں نماز پڑھی تھی اور دشمنی پر سوار ہو کر بھی  
بیک کہا اور بیدار کی بندی پر پونچ کر بھی بیک کہا اور منجمل  
قسام اختلاف کے اختلاف سہو نسیان کا ہر مثال اسکی یہ ہے  
موسیٰ جو کہ حضرت ابن عمر فرماتے تھے کہ رسول خدا صلی  
اللہ علیہ وسلم نے رجب میں عمرہ کیا حالانکہ یہ سہو تھا جب حضرت  
عائشہ نے اسکو سنا تو انھوں نے اپنے سہو کا حکم لگا دیا۔  
اور منجملہ قسام اختلاف کے اختلاف منہا کا ہر مثال اسکی یہ ہے کہ  
حضرت ابن عمر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے: ایت کی ہو کہ  
یراسکے عزیز دیکھ روئی کے عذاب کیا جاتا ہے حضرت عائشہ نے  
یہ حدیث سکر حکم لگا یا کہ انھوں نے حدیث کو اسکی اصل حالت  
پر نہیں اخذ کیا اصل یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا گدڑ  
ایک دفعہ عورت (کی قبر) پر بڑا اسکے غزا سپر رہے تھے حضرت  
فرمایا یہ لوگ سپر دور سے ہیں اور میں کپڑے کی قبر میں جا رہا ہوں حضرت  
ابن عمر فرماتے کہ یہ سب بھلائی اور خیال کیا کہ ہر میت کو شامل ہے اور منجمل

سہو نسیان مثاله ما رو ابن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ابنته عاتكة  
عليه بانه لم ياخذ الحنث على وجه من رسول الله صلى الله عليه وسلم على يهودية يمل عليها  
اها فقال غم يكون عليها وانها عذب في قبرها فظن العذاب معلولا للبكاء  
وظن الحكماء على كل ميت ومنها







صلی اللہ علیہ وسلم عن استقبال فی الاستیفاء  
 فذهب قوم الی عموم هذا الحكم وکون غیر منسوخ  
 وراہ جابر یقول قبل ان یتوفی بعام مستقبل  
 القبلة فذهب الی انہ نسخ للنہی لم یقبل وراہ  
 ابن عمر قضی حاجتہ مستد بالقبلة مستقبل  
 الشام فرد بہ قولہم وجمع قوم بین الروایتین  
 فذهب الشیعہ وغیرہ الی ان النہی مختص  
 بالصحاء فاذا کان فی المراحض فلا بأس  
 بالاستقبال والاستدبار وذهب قوم الی ان القول  
 عام محکم الفعل محتمل کونه خاصا بالنبی صلی  
 اللہ علیہ وسلم فلا ینفذ فی سواہ ولا یخصما  
 ویاکما فاختلف مذاہب اصحاب النبی صلی  
 اللہ علیہ وسلم التابعون کذلک کواحد ما یتسر  
 ل حفظ ما سمع من حدیث رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم وعللها وجمع لمختلف علی  
 ما یتسر ورجح بعض الاقوال علی بعض وضمحل  
 فی نظرہم بعض الافعال انکاد یا نودا وکبار  
 الصیابة کالمنہب اما ثور عن ابن مسعود  
 فی تیمم الجنب اضحل عندہم الاستفاض منہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استنجا رکنا حالت میں کیا ہو سکتا ہے  
 منع فرمایا پس کچھ صحابہ تو اس حکم کے عام تھے، وغیرہ نسخ ہوئے  
 کی طرف گئے اور حضرت زید آپ کو وفات ایک سال پہلے قبلہ و  
 پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو وہ اس طرف گئے کہ یہ پہلی مانعت کا  
 منع ہو اور حضرت ابن عمر نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے قبلہ کی طرف پشت اور  
 شام کی طرف منہ کر کے تنہا جلست کی یہاں تک کہ ان کے  
 قول کو رد کر دیا اور کچھ لوگوں نے ان دونوں روایتوں میں تطبیق دی ہے  
 شعبی وغیرہ اس طرف گئے ہیں کہ یہ مانعت جنگل کے ساتھ محدود ہے  
 اور جب آدمی گھر کے پانچانوہمیں ہو تو قبلہ کی طرف منہ پشت کر کے  
 میں کچھ حرج نہیں ہے اور کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ اگر کسی عام ہزار  
 محکم ہو اور فعل میں احتمال ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے  
 اندر فعل نہ مانع (قول) ہو سکتا ہے نہ مخصوص المتحدہ اصحاب  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مذاہب مختلف ہو اور انہیں مانع نہیں ہے  
 اخذ کیا جسکو جہنم رزقین کی جس قدر حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی اور مذاہب کے سے انکا یاد کیا اور انکو سمجھا اور مختلف احکام میں  
 اپنی سمجھ کے موافق تطبیق دی اور بعض اقوال کو بعض پر ترجیح  
 دی اور بعض اقوال کی نظر میں کمزور ہو گئے گو وہ بڑی صحابہ کی روایت  
 ہوں مثلاً اس میں کہ جو حضرت عمر اور حضرت ابن مسعود سے تمہیں  
 باہرین منقول ہر ایک کے نزدیک انکا کمزور ہو گیا ہو جب اسکا کوئی

۱۵ اصول کا مسئلہ ہو کہ حدیث تو میں حدیث فی ترجیح کہتی ہے قبلہ وپیشاب کی مانعت حدیث قولی ہے اور خود کیا کہ حدیث قولی  
 نقلی ہے حکم مقابل میں منسوخ کے ہوا ہے تاہو یعنی جو حکم منسوخ ہوا اسکو محکم کہتے ہیں اس لئے کہ بعضے جنب کو یا تو سہلے سے  
 باعث سے تیمم جائز نہیں ۱۲



الاحادیث عن عمار و عمران بن حصید و زید  
 عن ذی یارک و کل عالم من علماء التابعین  
 من ذهب علی خیالہ فانتصب فی کل بلد ما مثل  
 سعید بن المسیب و سالم بن عبد اللہ بن عوف الدمشقی  
 و بعد ہما الزہری و القاضی نجی بن سعید  
 و یحییٰ ابن ابی عبد الرحمن فیہما و عطاء ابن ابی  
 رباح بکۃ و ابراہیم الضحیٰ الشعمی بکوفۃ  
 و الحسن البصری بالبصرۃ و طاؤس بن کثیر  
 بالیمین و کحول بالشام و اظہار اللہ اکباد الی  
 علومہم فرغوا فیہا و اخلوا عنہم لکرمۃ فقا  
 الصحابة و اقاویلہم و ملاہب علماء العلماء و  
 تحقیقاتہم من عند نفسہم و استفتی عنہم  
 المستفتون و دارت المسائل بینہم و رقت  
 الیہم الرقضیۃ و کان سعید بن المسیب و ابراہیم  
 الضحیٰ و امثالہم اجمعوا ابواب الفقه اجمعہا و کان  
 الیہم فی کل باب اصول تلقوا من السلف و کان  
 سعید و صحابہ ینزلون الی انما اهل الحرمین  
 ثبت الناس فی الفقه و اصل من ہبہم فتاوی  
 عمر و عثمان و قضایا ہما و فتاوی عبد اللہ بن  
 عمر و عائشۃ و ابن عباس و قضایا قضاء المدینۃ

حضرت عثمان بن عفان بن حصین وغیرہا سے پہونچیں  
 پس اس وقت تک تابعین میں سے ہر شخص کا یکٹ جمع آگیا  
 قائم ہو گیا اور ہر شہر میں ایک ایک امام قائم ہو گیا جیسے سعید بن  
 سالم بن عبد اللہ بن عمر بنہ میں اور ابن زون کے بعد ہری قاضی  
 یحییٰ بن سعید و زید بن ابی عبد الرحمن بنہ میں اور عطاء بن ابی  
 رباح کہ میں اور ابراہیم نحی اور شعبی کو فہم اور حسن بصری مصر  
 میں اور طاؤس بن کثیران میں میں اور کحول شام میں  
 پھر اللہ نے چند لوگوں کے جگر کو ان کے علوم کا پایا بنا دیا  
 پس ان کے علوم کی طرف کل پہونچے اور ان سے حدیث اور صحابہ کے فتوے  
 اور ان کے اقوال اور خود ان علماء کے مذاہب انکی اتی تھیں  
 اور جس کین اور ان علماء سے فتویٰ پوچھنے والوں نے فتوے  
 پوچھے اور ان کے درمیان میں ہم مسائل میں آئے اور مقدمہ  
 ان کے سامنے پیش کئے گئے۔ سعید بن مسیب و ابراہیم نحی اور  
 ان کے مثل اور لوگوں نے فقہ کے تمام باب جمع کر لیے تھے  
 اور ہر باب میں ان کے پاس کچھ اصول ایسے تھے جو انھوں نے  
 سلف سے حاصل کئے تھے۔ سعید بن مسیب اور ان کے شاگردوں  
 کا مذہب تھا کہ مکہ اور مدینہ والے فقہ میں سب سے زیادہ مضبوط  
 ہیں ان لوگوں کے مذہب کی اصل حضرت عمر و عثمان کے فتوے اور ان کے  
 فیصلے اور حضرت عبد اللہ بن عمر اور ام المومنین عائشہ اور  
 ابن عباس کے فتوے اور مدینہ کے قاضی کے فیصلے تھے پس سعید

اس فنون کی کہ جنب کو بھی ذات نہ تھی یا مثلاً جہان سے ہا ۵۲ امام اعظم ابو حنیفہ کو فی رضی اللہ عنہ کا مذہب نہیں  
 ابراہیم نحی کے مسلک میں سے ہیں کہ خود مصنف آگے بیان کر چکے ہیں



فجمعوا من ذلك ما يسهل الله لهم ثم نظروا فيها  
نظرا عتباطا وتفتيشا فما كان منها جمعا عليه  
علماء المدينة فأنهم يأخذون عليه بنواجزهم  
ما كان فيه اختلاف عند من فأنهم يأخذون  
بما قواها وأرجحها ما لكثرة من فيها اليه منهم  
أولوا فقهه بقياس قوي أو تخرج صريح من الكتاب  
والسنة ونحو ذلك إذا لم يجد أيضا حفظوا منهم  
جوابا لمسئلة خرجوا من كلامهم وتبعوا الأئمة  
والاقتضاء فصل لهم مسائل كثيرة في كل  
باب باب وكان إبراهيم وأصحابه يرون أن  
عبد الله بن مسعود وأصحابه أثبت الناس في  
الفقه كما قال علقمة أسد بن حسان أحد من أثبت  
من عبد الله بن قول الحقيقة لا هو زاعي بأهله فقه  
من سالم ولولا فضل الصحبة لقلنا أن علقمة فقه  
من عبد الله بن عمر وعبد الله بن مسعود  
وأصل مذهبه فتاوى عبد الله بن مسعود  
وقضايا علي رضي الله عنه وفتاواه وقضايا

بن سبياء والركن شاگردان ان خون کو بیج کیا جس کو شاگرد  
نے نہیں توفیق دی پھر انھوں نے اس مجموعہ میں اعتبار اور  
تفتیش کی نظر سے غور کیا پس چونکہ فکر مدنیہ کے دو نہیں  
متفق علیہ تھیں انکو دو اپنی انہوں سے مضبوط پر دیتے تھے  
اور جن چیزوں میں باہم اہل یہ اختلاف ہوتے تھے انہیں ہاتھ  
قوی اور راجح ہوتی تھی اسکو اختیار کرتے تھے اور جہاں انکو سے دستور  
کرتے تھے کہ وہ بہت گناہ کرتے تھے یا اسکو سے وہاں کسی قریبی  
قرآن و حدیث کے کسی سے بلا صریح کے موافق ہوتی تھی اور اسی قسم کی باتیں  
جب انکو کے سچے مجموعہ میں کسی مسئلہ کا جواب پاتے تھے تو اسکو عمل میں  
کے کلام سے مستنبط کرتے تھے اور اشارہ اور فقہاء کی جستجو کرتے تھے  
(اس طرح ہر باب میں ایک سے کئی مسائل (جدگانہ) اور ہر باب  
انکو شاگردوں کی یہ تھی کہ حضرت عبد بن مسعود اور انھوں نے فقہ میں سے  
زیادہ مضبوط چیزیں لیں کہ علقمہ نے مسند کہا تھا کہ انہیں کوئی عبد بن مسعود  
سے زیادہ مضبوط اور امام حنفیہ نے اس سے کہا تھا کہ ابراہیم غفرلہ  
زیادہ فقیہ ہیں اگر صحابی ہو یا شریک رافع انہوں نے یہ کہا تھا کہ علقمہ  
بہتر کو زیادہ فقیہ ہیں علامہ ابن مسعود (ابن مسعود) ہی ہیں  
ان کا کوئی نظیر ہی نہیں ابراہیم غفرلہ کے ذریعہ کی اس عبد بن مسعود کے سچے

۱۔ اگر ان کو کسی نے نہیں دیکھا تو ان کو یہ بات کہ جیسے ان کو وہ انھوں نے کہا ہے تو ان کو یہ بات کہ انھوں نے کہا ہے  
۲۔ ان کو یہ بات کہ انھوں نے کہا ہے تو ان کو یہ بات کہ انھوں نے کہا ہے  
۳۔ ان کو یہ بات کہ انھوں نے کہا ہے تو ان کو یہ بات کہ انھوں نے کہا ہے  
۴۔ ان کو یہ بات کہ انھوں نے کہا ہے تو ان کو یہ بات کہ انھوں نے کہا ہے  
۵۔ ان کو یہ بات کہ انھوں نے کہا ہے تو ان کو یہ بات کہ انھوں نے کہا ہے  
۶۔ ان کو یہ بات کہ انھوں نے کہا ہے تو ان کو یہ بات کہ انھوں نے کہا ہے  
۷۔ ان کو یہ بات کہ انھوں نے کہا ہے تو ان کو یہ بات کہ انھوں نے کہا ہے  
۸۔ ان کو یہ بات کہ انھوں نے کہا ہے تو ان کو یہ بات کہ انھوں نے کہا ہے  
۹۔ ان کو یہ بات کہ انھوں نے کہا ہے تو ان کو یہ بات کہ انھوں نے کہا ہے  
۱۰۔ ان کو یہ بات کہ انھوں نے کہا ہے تو ان کو یہ بات کہ انھوں نے کہا ہے



وقضایا علی رضی اللہ عنہ وقلواہ وقضایا شیخ  
 وغیرہ من قضاء کوفہ فجمع من ذلک ما یسره اللہ  
 فمصرع فی آثارہم کما صنع اهل المدينة فی آثارہم  
 للمدنیۃ وخرج کما خرجوا فتمت حاصل مسائل الفقہ فی کل  
 باب باب وکان سعید بن مسیب لسان  
 فقہاء المدینۃ وکان احفظہم لقضایا عمر وحدث  
 ابی ہریرۃ وابراہیم لسان فقہاء کوفۃ فاذا انکما  
 بشیء لم ینسباہ الی احد فانه فی اکثر منسب  
 الی احاد من اسلاف صحابہ او ابناء ونحو ذلک  
 فاجتمع علیہ انہ ما یلزمہما واخذوا عنہ او عن  
 وخرجوا عنہ اللہ اعلم باب اسباب اختلاف  
 مذہب الفقہاء اعمدان اللہ انشاء بعد عصر  
 التابعین نسا من حملة العلم انجاز المادۃ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیث قال یخلف هذا  
 العلم من کل باب ما لا یخلفہ واخذوا عنہما  
 معہ منہم صفاء منہم والغسل والصلوۃ و  
 الحج والعمرة و غیر ذلک منہم ما یلزمہ وقوعہ ورواہ  
 الحدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم واما قضایا قضاة  
 البلدان فمتاخری وغنیہ لیسوا بالوا عن المسائل  
 واجتہدوا فی فہم کما یرى صاروا کبراء قوم وہو  
 اللہ اعلم بالصواب عنی ذلک شیخ محمد بن یحییٰ

اور حضرت علی کے فیصلے اور انکی فتویٰ اور بعضی شریک وزیر اور قاضی  
 کوفہ کے فیصلے تھی پس ابراہیم نخعی نے ان چیزوں کو جمع کیا جس قدر  
 نے انکو توفیق دی پھر انھوں نے بعد میں مسعودی علی مرتضیٰ وغیرہ  
 قوال میں یہ عمل کیا جو سفید مسیب نے علماء مدینہ کے اقوال میں کیا تھا  
 انھوں نے بھی تخریج کی جیسا کہ انھوں نے تخریج کی تھی پس ہر باب میں  
 مسائل بھی جدا جدا کیے سعید بن مسیب میں فقہ کی زبان اور ابی ہریرہ  
 زیادہ حضرت عمر کے فیصلوں اور حضرت ابو ہریرہ کی حدیث کو عالم تخریج  
 ابراہیم نخعی تھا کوفہ کی زبان تجتہت دونوں کوئی مسئلہ ان میں  
 اور مسکویاں طرف منسوب ہیں تو وہ مسئلہ اکثر سلف میں کسی کسی  
 منقول ہوتا ہے حضرت با اشارۃ پس ان دونوں انکی فکر تھی انھوں نے  
 کر لیا اور اسے علم حاصل کیا اور اسکو سمجھا اور اس مسائل کا واسطہ علم  
 باب ۱۰ م مذاہب فقہاء کے مختلف ہونے اسباب (کیا ہیں) چنانچہ  
 کہ اسے بعد ماہ تابعین کے ایک گروہ علماء کا پیدا کیا پس خود اسے اللہ علیہ  
 وسلم کا وعدہ پورا کر نیکی لیا کیونکہ آپ نے فرمایا تھا اس علم پر کچھ لوگوں میں  
 جو عدل بنیگوہ ائمہ میں گئے پس اس گروہ علیہ تابعین کی جماعت  
 جو انکو ملی وضو وغسل اور نماز اور حج اور نکاح اور خرید و فروخت اور  
 تمام ان چیزوں کے احکام جنکی اکثر ضرورت پڑتی تھی حاصل کر رہی  
 صلہ کی حدیثیں روایت کیں اور فقہاء کے قاضیوں کے فیصلے اور  
 مفتیوں کے فتویٰ سننے اور مسائل پوچھنے اور ان باتوں میں جو  
 کوشش کی پس لوگ قوم کے بزرگ اور علم کا مرجع بن گئے  
 قرار پایا انھوں نے اپنے استادوں کے مذہب پر کام شروع کیا اور



فیسع الایماء ات الاقتضاءات فقصوا وافقوا  
ورودا وعلوا وکان صنیع العلماء فی هذه  
الطبقة تشابها وحاصل صنیعهم ان یقتضوا  
بالمسند من حدیث رسول الله صلی الله علیه  
والله وسلم والمرسل جمیعاً ویستدل یا قوال الصی  
والتابعین علما منهم انما اما احادیث منقول  
عن رسول الله صلی الله علیه وسلم اختصروها فجعلوها  
موقوفة كما قال ابراهیم وقد وی حدیث فی  
رسول الله عن الحاکفة والمراينة فقیل له اما  
تحفظ عن رسول الله صلی الله علیه وسلم حدیثا غیر هذا  
قال بلی ولا کن اقول قال عبد الله قال علقه  
احب الی وکما قال الشعب قد شل عن حدیث  
وقیل انه یرفع الی النبی صلی الله علیه وسلم  
قال لا علی مزدون النبی صلی الله علیه وسلم احب  
الینافان کان فیہ زیادة ونقصان کان علی

وقصا ر کے جستجو میں اور انھوں نے کچھ کوتاہی کی پھر اون کو گونے  
فیصلہ کیا اور فتویٰ دیئے اور (حدیثوں کی) روایت کی اور (لوگوں کو)  
علم سکھایا اس طبقہ میں علما کی روش ایک دوسرے سے ملتی جلتی تھی  
انکی روش کا حاصل تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر عمل  
کیا جائے خواہ وہ مسند ہو یا مرسل اور صحابہ اور تابعین کے اقوال بھی  
استدلال کیا جائے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ صحابہ اور تابعین اقوال  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں جنکو انھوں نے مختصر کر کے  
احقیقاً موقوف بنا لیا اپنا پورا ایمہہ غنی سے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ  
ان حدیث کا قد اور اثر انھیں ممانعت میں روایت کی تو ان سے پوچھا گیا کہ  
کیا آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی در کوئی حدیث سے علاوہ تابعین  
تو انھوں نے کہا ہاں یہاں طریق کہہ دیا کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود  
فرمایا ہر علقہ سے کہ اس پر بھی زیادہ پسند اور بھی جب ایک حدیث پوچھی  
گئی اور اسے کہا گیا کہ حدیث تو مرفوعہ کی جاتی ہے شعبی نے کہا نہیں یہی  
علیہ وسلم کے بعد کسی کی طرف منسوب کر دینا مجھے زیادہ پسند کیونکہ  
اس میں زیادتی کسی ہوگی تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھ کر یہ بھی یا کہ صحابہ

سے لاکھ دن مقلد ہر عقل سے جیسے مٹی زراعت کو ہر بار درمطالع میں کر لے یا تازہ میں کا تھائی یا چو قھائی وغیرہ بیدار برادر جنھوں نے  
اور مٹی بھی کہ جن کے مشابہ ہیں اور جنھوں نے مٹی سے جو مٹی دفن کرنا اور اصطلاح میں درخت کے پر خرمائی ترک کو خرمائی کے غرض میں درخت  
کرنا ہے ۱۲ شعبی اور شعبی دونوں کہار تابعین میں میں یکتا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حدیث کو منسوب کرتے جو کہ لکھ دیتے  
تھے اگر حدیث رسول معلوم ہوتی تھی اگر ۱۵ سکھو روایت کرتے دے صحابی یا تابعی کی طرف منسوب کر دیتے تھے اور جس حدیث کی یہ تھی کہ رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر شخص میرے اوپر جھوٹ بولے وہ نہ ہی جگہ مجھ میں تلاش کرے اسی لیے اکثر صحابہ اور کثر  
تابعین حدیث بیان کرتے ہیں بہت سے تھے بہت احتیاط کرتے تھے اگر نہ شریعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تھی جی دشوار غلطیہ متفقہ ضابطہ  
حدیث کی بھی تھی پس کیا اس کے نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ ان امام دین کے پاس علم حدیث کہ نہ تھا جو تابعین ان کے مقابل میں اور سر سے ہند کاٹ میں تھے  
لہذا حدیث بیان کرنے کا شوق تھا کثر شعبی روایت کرتے تھے ان کا یہ خیال تھا کہ اگر حدیث رسول رسوں کی طرف منسوب کی جائے تو جو نقص  
اس سے ہوتا جاسیے وہ نہ ہوگا اور علم دین کے استحکام میں فرق آئینا غرض دونوں فریق کی نیت بخیر تھی اور دونوں کو حق سمجھانے  
جس کام کے لیے پیدا کیا تھا اسکے داعیوں و بسی جی کیفیت پیدا کر دی تھی جو خوش گفتار نہ ۱۵ ہر کے راہر کار سے ساختہ  
میں آن اندر و لکھ انداختہ ۱۶ رضی اللہ عنہم اجمعین ۱۲



من معون النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو یکر استنباطا  
منہم من المتصوین واجتہادہم بارئ محمد  
صنیعا فی کل ذلک من جمیع بعدہم  
واکثر اصابہ واقدم زمانا داوی علماء عین العمل  
بہ الا اذا اختلفوا وکان حدیث رسول اللہ صلی  
یخالف قولہم مخالفتا ظاہرۃ وانہ اذا اختلفت  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسئلۃ وجوال  
اقوال الصحابۃ فان قالوا ینسخ بعضها او یبوقہ  
عن ظاہرہ اولہ یصرحوا بذلك ولكن اتفقوا علی  
ترک و عدم القبول بموجبہ فانہ کابداء علیہ  
والحکم ینسخہ او تاویلہ اتبعوہم فی کل ذلک  
قول مالک فی حدیث ولوغ الکلب جہلہذا الحدیث  
ولکن لا ادری ما حقیقۃ حکاہ ابن الحاجب یعنی  
لیار الفقہاء یعلمون بہ وانہ اذا اختلفت فرہب  
الصحابۃ والتابعین فی مسئلۃ فالتخار عن کل عالم  
مذہب اہل بلدہ وشبوخہ لانہ عرف بالصحیح من  
اقوالہم من السقیم داوی للاصول المناصبہ فضا  
و قلب امیل الی فضلہم و یقرہم مذہب عمر و عثمان  
وعائشہ وابن عمر ابن عباس و زید بن ثابت و جمیع

و تابعین کسی حکم نہ صحت استنباط کیا ہوا اپنی سے  
سے اجتہاد کیا ہوا اور وہ ان تمام باتوں میں اپنے بعد والوں سے  
بہتر اور صحت رائے میں سب زیادہ اور زمانے کے اعتبار  
سب سے قدیم اور علم میں سب سے دھڑلے میں ورنہ ان کے قول پر  
عمل کیا جائے مگر جبکہ وہ ہم مختلف ہوں وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
قول کی خاطر پر مخالفت کی ہو نیز اس میں بعض علماء کی روش یہ تھی کہ  
جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی مسألہ میں مختلف ہو تو ان کے قول  
صحیح کی طرح رجوع کرتے ہیں اگر صحابہ کسی حدیث میں منسوخ ہو یا ظاہر  
منفی راہ ہو کے قائل ہو یا ان تو تابعین سے کسی تصریح کرتے مگر اس سے  
ترک اور اس کے موافق عمل کرنے پر متفق ہو تو یہ حدیث میں ثابت  
ظاہر کیا اس کے منسوخ ہونے کا حکم کیا جائے اس کے سوا ان کا حکم دینا تھا قرآن  
سب سے تو نہیں وہ لوگ صحابہ کی پیروی کرتے تھے اس کو سے امام راہ لے جاتے تھے  
بکسی قرآن میں نہ اللہ کی حدیث متعلق نہ صحابہ کی تو یہ مگر تابعین  
کہ انکی ضیق کی ہر گز چاہنے تو کیا یہ مطالبہ یہ ہر گز نہیں  
حدیث پر عمل کرتے نہیں کیا اور نیز اس طرح کہ علماء کی روش تھی جیسی  
مسألہ میں صحابہ تابعین کے مختلف ہوں تو یہ امام کو اپنے ہر گز کو ان کے  
استاذ و کما بہت معلوم ہوتا تھا کیونکہ انکی صحیح و سقیم تو ان کو نہ  
پتہ تھا اور ان کو نہ سب کو زیادہ کچھ پتہ نہ تھا ہر گز تو ان کا دل انکی  
فطرت پر جو کچھ زیادہ پتا نہ تھا ان پر حضرت عمر اور حضرت عثمان

سے وہ حدیث اس طرح ہو کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کو سات ہار دھو اور

انگوٹھیں دھوئی سے ان پر غامہ لٹائی ۱۱



مثل سعید بن المسیب نہ کان حفظہم لقضایا  
 عمر و عثمان ابی ہریرۃ و عروۃ و سالم و عکرمہ و عطاء  
 و عبید اللہ بن عبد اللہ امثالہم احق بالآخذین  
 غیر عند اهل المدینۃ کما ینہ النبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم فی فضائل الدینۃ و لا غامولی الفقہاء  
 و جمیع العلماء فی کل عصر و لذلك تری مالکاً یلازم  
 مجتہدہم و قد اشہر عن مالک ان ینسبک باجماع  
 اهل المدینۃ و عقد البخاری باباً فی الاخذ بما  
 اتفق علیہ ائمہ مان و مذهب عبد اللہ بن  
 مسعود و اصحابہ و قضایا علی شریعہ و الشعب  
 و فتاویٰ ابراہیم احق بالآخذ عند اهل الکوفۃ  
 من غیرہ و هو قول علقمہ حین مال مسروق الی  
 قول زید بن ثابت فی التشریک قال هل احد  
 منہم اثبت من عبد اللہ فقال لا و لکن رایت زید  
 بن ثابت و اهل المدینۃ یشرکون فان اتفق اهل  
 البلد علی شئ ماخذوا علیہ بنواخذہ و هو الذی  
 یقول فی مثله مالک السنۃ القی لا اختلاف فیہا عند  
 کذا و کذا و ان اختلفوا اخذوا باقواھا و ارجھا و اما  
 کثرة القائلین بہ او موافقۃ بقیاس قوی و غیرہ

عاشقہ و ابن عباس و زید بن ثابت و انکروا کما مثل سعید بن مسیب (۱) و  
 حضرت عمر و عثمان و عکرمہ و عطاء و عکرمہ و عطاء و عکرمہ و عطاء  
 اور عروہ و سالم و عکرمہ و غیر اہل مدینہ نزدیک نسبت اور مذہب کے  
 زیادہ قابل اختیار کر لیں گے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فضائل  
 میں بیان فرمایا اور نیز مسیوس کے مدینہ نہیں رہے تھے اور علماء  
 مدینہ کے مجمع یا کسی کو تمام مالک کے دیکھو گے کہ وہ اہل مدینہ کی پیش  
 کو لازم پکڑے جو ہیں اور امام مالک کی بات مشہور ہے کہ جماع اہل  
 حجت پکڑتے تھے اور بخاری نے ایک باب منعہ کیا ہے کہ جس باب  
 پر حرمین تشریف کا اتفاق ہو اسکو اختیار کرنا چاہیے۔ اور کوفہ و مدینہ  
 نزدیک ہے عبد اللہ بن مسعود اور انکی شاگرد و یحکا اور فیصلے علی  
 اور شریعہ اور شعبہ کو اور انکا و ابراہیم کی زیادہ مستحق عمل و تکرار  
 نسبت دوسرے کے اور یہی وجہ تھی کہ علقمہ نے جب مدینہ کو  
 بنی بکر کے یحیٰ بن تشریک کے باب میں بیان کیا تو کہا کہ یہ مدینہ  
 میں نسبت عبد اللہ بن مسعود کی زیادہ ہے عالم ہر مسروق نے کہا  
 کہ نہیں لیکن میں نے زید بن ثابت و اہل مدینہ کو تشریک کو دیکھا  
 کہ وہ کسی شے پر قطع کر کے چلے علی اسکو مضبوط کرنا اور کسی  
 بات کو اٹھانے سے باز رہنا میں نے انکی بات کو اختیار کیا اور انکی  
 یہی سنت یہ ہے کہ انکی بات کو اختیار کیا اور انکی بات کو اختیار کیا  
 اختلاف ہوا تو قول میں میں نے انکی بات کو اختیار کیا اور انکی بات کو اختیار کیا

۱۔ اشارہ ہے جو صحیفہ کبریٰ کی تفسیر میں غزالی نے لکھی ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ عالم ہر نسبت  
 مدینہ کے عالم کے چاہیں گے اور اسکا بیان مسروق میں ہے ۲۔ مسئلہ تشریک کی صورت یہ ہے کہ مالک اپنی زمین دوسرے کو  
 آدمی یا کسی اور کو دے دے کذا فی الجمع ۳



من الكتاب السنة وهو الذي يقول في مثله مالك  
 هذا الحسن ما سمعت فاذا لم يجدوا فيه حفظوا منه  
 جواب المسئلة خرجوا من كلامهم وتبعوا الرواء <sup>قصدا</sup> والادب  
 واهموا في هذه الطبقة الذين عد من مالك ومحمد  
 بن عبد الرحمن بن ابي ذيب بالمدنية وابن عيينة  
 بمكة والثوري بكنوفة وربيعة بن صبيح بالبصرة و  
 كلهم مشوا على هذا النهج الذي ذكرناه ولما حج  
 المنصور قال لمالك قد عزمت ان امر بكتبتك هذه  
 التي صنعتها فتدفع ثم ابعث في كل مصر من مصائر  
 المسلمين منها نسخة وامرهم بان يجعلوا بما فيها ولا يفتروا  
 في غيره فقال يا امير المؤمنين لا تفعل هذا فان  
 الناس قد سبقت اليها تاويلات سبوا لحديث  
 وروايات واتوا كل قوم بما سبق اليهم واوابوا  
 من اختلاف الناس فلع الناس ما اختار اهل كل  
 بلد منهم لانفسهم ويجلي نسبة هذه القصة الى  
 دلائل الرشيد انه شاور مالك الكافي ان يعلى الموطا  
 في نسخة ويحل الناس على رايه فقال لا تفعل فان  
 من انتم رسول الله صلى الله عليه وسلم اختلوا في

لو جوهر وقت كفا في تاريخ كذا سنت کی اور میں نے کلام  
 مالک بن نویر کی اس سماعت یعنی بات سب سے بہتر وہی ہے  
 اور جب بالوین صواب رہا ہے تو اس کی تہمید اب کا پناہ تو کی  
 تقریر سے نکال اور اشارہ درخت کا کلام کو تلاش کیا اور اس طبع میں ہوا  
 کہ اس نے لایا پناہ نام لکھ کر محمد بن احمد بن ابی ذیب نے مدینہ میں  
 تہمید اور ابی ذیب نے کنوفہ میں وریعہ بن صبیح نے البصرة میں  
 لکھیں اور سماعت نے ہر طریق اختیار کیا جو چاہے بیان کیا اور جب منقول  
 حج کیا تو امام مالک سے کہا کہ میں پناہ کو لکھ کر جو تہمید بنی میں  
 بارہ میں حکم کروں کہ لکھی جائے یہ مسلمانوں کے ہر شہر میں لکھا جائے  
 یہ میں وہ حکم کروں کہ ان کتاب کو بوجہ عمل کر میں اور دوسری  
 کی صورت تجاوز کریں امام مالک نے کہا کہ اگر امیر المؤمنین اس سے کہیں  
 تو لکھ کر اس سلسلہ کو اتار دیں جو اور وہ حد میں ہیں اور وہ تہمید  
 بیان کی گئیں اور جو قوم نے وہ بات غلطی کر لی جو تہمید کو پہنچی اور جو  
 لوگوں کو خطا کی اور پھر بند ہو گئے تو ہر شہر میں لکھ کر جو تہمید بنی میں  
 لوگوں کو خطا کی رہی اور بعض لوگ اس قصہ کی نسبت بارہ میں تہمید  
 کرتے ہیں کہ میں نے ہر دفعہ امام مالک سے مشورہ کیا کہ یہ کتاب طاعت  
 میں لکھی جائے اور لوگوں کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ جو کچھ اس میں  
 کاربند ہوں مالک نے کہا ایسا مت کیا کہ اس کا بوجہ صدمہ ہے میں

نہی یہ بار تہمید نہ ہو سب سے جری کا جو کسی سند میں احادیث کی تردید شروع ہوئی اور بہت سے ائمہ سے  
 اسے اپنے تہمید پر مختلف اغراض و مقاصد پر کرتے ہیں لکن شروع میں اس دور کی تصانیف میں اب صرف  
 امام مالک کی موطا باقی ہے











وانما كان اختلافهم في احد شئين وان يكون  
 لشئهما مخرج على مذهب ابراهيم بن اجمانه  
 فيه او يكون هناك ابراهيم ونظائر احوال  
 مختلفة يخالفان في ترجيح بعضها على بعض  
 فصنف محمد وجمع راي هؤلاء الثلاثة ونفع  
 كثير من الناس فتوحها صحتها يعنفه الى  
 تلك النضا تقرها وتخبر بها وتاسيسا واست  
 تم تفرقوا الى خراسان وما وراء النهر فسمي ذلك  
 مذهب ابي حنيفة وانما عدد من ابي حنيفة مع من  
 ابي يوسف محمد واحد مع انهم اختلفوا في مطلقا  
 ومخالفة ما غير قليلة في الاصول الفروع <sup>فهم</sup> و  
 في هذا الاصل اثنان من مذاهبهم جميعا في  
 المسطو والجامع الكبير ونشأ الشافعي في اوائل  
 ظهور المذاهب في ترتيب اصولها وفروعها  
 فنظر في صنيع الاوائل فوجد فيه امورا  
 عنانه عن الجرحان في طريقهم قد ذكرها في اول  
 كتاب الام منها انه وجد هم يأخذون بالمرسل  
 والمنقطع فيدخل فيهم الخلل فانه اذا جمع  
 طرق الحديث يظهر انه كثر من مرسل الاصل

امام ابو حنيفة ہی کہتے تھے تو اور اختلاف امام صاحبین میں  
 باتین کے ایک میں تھا یا یہ کہ امام نے کوئی ترجیح مذہب ابراہیم پر  
 صاحبین میں ترجیح میں نہ فرمائی ہو یا یہ کہ ابراہیم اور اسکے  
 پیروں کے اقوال مختلف ہیں جس میں بعض اقوال کی ترجیح دینا  
 بعض پر امام کا خلاف کرتے ہیں غرض کہ امام محمد نے کتاب میں  
 لکھیں یہ تینوں شخصوں کی رائے کو جمع کیا اور بہت لوگوں کو  
 پوچھا یا بعد اسی ابو حنيفة ان تصانیف کو جمع کرنے کے اور  
 کو قریب فہم کرنے اور مسائل نکالنے اور یہ کرنے اور بحث کرنا  
 ہو کر پھر ان سے ماہر الفہم میں پسل گئے اور یہ کتاب نام مذہب  
 رکھا گیا اور یہ امام ابو حنيفة پر اور محمد کیسے ایک مذہب  
 کی یہ باوجودیکہ صاحبین مجتہد مطلق ہیں انکی مخالفت ہی  
 اصول اور فروع میں کہ نہیں ہے کہ اس اصل میں سب ان میں  
 اور نیز اس کے کہ بنو جامع کبیر میں سب کا مذہب ایک ساتھ لکھا  
 امام فہمی ابتدا ہو رہا ہو ان امام ملک اور امام ابو حنيفة میں اصول  
 اور فروع مرتب کیے وقت کا ہر محقق انہوں نے انکی کارروائی  
 دیکھی اس میں ایسی باتیں ہیں جنہوں نے انکو پسلی ارادہ چاہی  
 دیکھا ان تو کا ذکر امام فہمی نے شروع باب میں کیا ہے کہ  
 کہ کہ لوگوں کو معلوم کیا کہ یہاں مرسل و منقطع دونوں کو یہ ہیں  
 اس کے ان لوگوں کو اقوال میں خلل پڑتا ہے کیونکہ جب حدیث سے لفظ

اصل سے غرض ابراہیم کی مدوش ہو کہ امام فہم صاحبین سب اسی پر چلتے ہیں اسلئے مرسل وہ حدیث ہے جس میں تابعی کہ  
 کہ انھیں معلوم نے فرمایا اسکی سند میں ذکر صحابی نہوا در منقطع وہ حدیث ہے جسکی سند میں کوئی راوی چھوٹ گیا ہو ۱۲



نہ دیکھ من میں مخالف مسئلہ فقہانوں نے لایا  
 نہ ہل الا عند وجود شرط وہی مذکورہ فی  
 کتب الاصول ومنها انه لم یکن قواعد یصح  
 بین المختلفات مضبوطة عندہم فیطرف بذاتہ  
 خلل فی مجتہداتہم فوضع لها اصولا ودونها  
 فی کتاب ہذا اول تدوین کان فی اصول  
 الفقہ مثالیہ ما بالغنا انہ دخل علی محمد بن  
 الحسن ہو یطعن علی اہل المدینۃ فی قصاص  
 یا شاهد الواحد مع الیمین یقول ہذا زیادہ  
 علی کتاب اللہ فقال الشافعی ثبت عندک  
 اربہ لا یجوز الزیادۃ علی کتاب اللہ بخبر الواحد  
 قال نعم قال فام قلت ان الوصیۃ للوارث  
 لا یجوز لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم الا وصیۃ  
 لوارث وقد قال اللہ تعالیٰ کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا  
 حَضَرَ لَکُمُ الْمَوْتُ الْاٰیۃ واورد علی اشیاء  
 من ہذا القبیل فانقطع کلام محمد بن الحسن  
 ومنها ان بعض الاحادیث الصحیحۃ لم تبلغ  
 علماء التابعین حد سد الیہم الفتوی فاجتہدوا  
 بارائہم واتبعوا العمومات واقتدوا بمن مضی

جمع کیا جاتا ہے تو غرض ہوتا ہے کہ بہت سی حدیثیں اصل میں  
 بہت سی مسئلوں کی مخالفت ہوتی ہیں لہذا امام شافعی نے یہ  
 ٹھہرایا کہ حدیث میں کوئی نسخہ لکھ کر اس حدیث میں شرطیں لپیٹیں  
 وہ شرطیں اصل کی کتابوں میں کوئی نسخہ لکھ کر اس حدیث میں شرطیں لپیٹیں  
 میں مطابقت کے قاعدہ ان کو لکھیں تو اس وجہ سے ان کو امتداد  
 مساوی نہیں حاصل ہو جاتا تھا امام شافعی نے اس کے قواعد بنائے  
 اور ان کو ایک کتاب میں اصول فقہ میں پہلے ہی تحریر ہوئی  
 اس کی مثال یہ ہے کہ ہم نے سنا ہے امام شافعی امام محمد کے پاس  
 آئے جس وقت کہ وہ اہل مدینہ پر ایک آہ اور ہم کو حکم دیا  
 طعن تو تھا اور کہتے تھے کہ یہ قرآن پر زیادتی ہے امام شافعی نے  
 کہا کہ کیا تمہاری نزدیک ثابت ہے کہ خبر واحد قرآن پر زیادتی  
 لیا نہیں امام محمد نے کہا ہاں امام شافعی نے کہا کہ پرکھتے ہو کہ  
 وصیۃ کو درست نہیں لہذا شاذ اخفرت معلوم کرتے  
 ہیں کہ حقیر نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا  
 حَضَرَ لَکُمُ الْمَوْتُ الْاٰیۃ یعنی حکم ہو تم پر جب حاضر ہو ایک کو تم میں سے  
 موت اگر چہ چار یا مال وصیۃ کرنا مان یا اپنے رشتہ داروں کو  
 اور امام شافعی نے اسی قسم کی چند باتیں امام محمد پر عرض کیں وہ فرمایا  
 ہو چکا اور میری بات یہ ہے کہ بعض صحیح حدیثیں ان سے بعض کو  
 پہنچیں جن کو فتویٰ کا کام ہے پھر تم اس وجہ سے انہوں کو ان پر لپٹوں

سے لے کر قرآن میں محمد و رسول کی گواہی یا ایک مرد و عورتوں کی شہادت کا اور حدیث کے ایک گواہ اور اس کے تتم سے حکم  
 جیسا کہ حدیث میں مذکور قرآن و حدیث کے قیام کے قیام کو اس حدیث میں اس حدیث میں اس حدیث میں اس حدیث میں اس حدیث میں



من الصحابة فاموا حسب ذلك ثم ظهرت بعد ذلك في الطبقة الثالثة فلم يعملوا بها اكلانهم فاختالف عمل اهل مد مد ثم سنتهم التي لا اختلاف لهم فيها وذلك قاج في الحديث حلة مستقطعة له اولم تظهر في الطبقة الثالثة وانما ظهر بعد ذلك عن جامع اهل الحديث في جميع طبقات الحديث ورحلوا الى اقطار الارض وبحثوا عن حلة العلم فكثر من الاختلاف في الصحابة الاربعة رجال ورجلان لا يرويه عنه او عنه الاربعة رجال ورجلان واهل جافق على اهل الفقه وظهر في عصر الحفاظ الجامع لمرقاة الحديث كثير من الاحاديث واهل البصرة مثل وسائر اقطار في غفلة منه في الشافعي والاعمام من الصحابة والتابعين يرون شائخهم انهم يطلبون الحديث في المسئلة فاذا لم يجدوا انفسهم في انواع اخر من الاشكال ثم انهم انهم الكمايت بعد جوامع اجتهاد في الحديث فاذا كان الامر على ذلك لا يكتف بعدم تمسكهم بالحديث قد حافيه لله الا اذا بينوا العلة القادرة مثاله حديث القلتين فان حديث صحيح

اجتهاد کیا اور عموماً کا اتباع کیا یا اگر صحابہ کا اقتدار کیا اور کسی موافق فتویٰ یا پرتیسر طبقہ میں بعد کودہ حدیثیں ظاہر ہوئیں و نیز گمان سے عمل نہ کیا کہ یہ سہارا ہل شہر کے عمل اور طریق کی جنہیں ہم کو کچھ اختلاف نہیں بخلاف میں یہ بتا حدیث میں موجب طعن و علت سقوط ہے یا تیسری طبقہ میں حدیثیں ظاہر نہ ہوئیں بلکہ اسکے بعد ظاہر ہوئیں جسوقت اہل حدیث نے طرق حدیث کو جمع کرنا شروع کیا اور ملوک ملوک پر اور علماء کا تحسین کیا کیونکہ بہت سی حدیثیں ہیں صحابہ میں صرف ایک دو تکرار ہی ہیں پہلی ایک یا دوسری ہی ایک یا دوسری روایت کرتے ہیں اور سی طرح لے کر جاؤ اسی وجہ سے احادیث فقہ والوں پر پوشیدہ رہیں اور زمانہ حفاظ میں ظاہر ہوئیں جنہوں نے طرق حدیث کو جمع کیا اور نیز بہت سی حدیثیں ہیں کہ خلا اہل عصر ہی نے انکو روایت کیا اور دوسرے طرفین اس سے غافل ہیں پس امام شافعی نے بیان کیا کہ علماء صحابہ و تابعین کا حال برابر رہا کہ وہ جواب سالہین حدیث ڈھونڈتے اور جب حدیث نہ پاتے تو وہ ان کی قسم کی استدلال سے حجت پکارتے پھر پندرہ جب انہر حدیث ظاہر ہوتی تو اپنا اجتہاد سے حدیث کی جانب جوع کرتے جب حال پر توحی کا حدیث پر تمسک نہ کرتا جب طعن نہ تھا میں نہیں ہو کر ان اسی صورت میں کہ علت طعن بیان کریں اسکی مثال حدیث قلین ہے کہ یہ حدیث صحیح

من الصحابة فاموا حسب ذلك ثم ظهرت بعد ذلك في الطبقة الثالثة فلم يعملوا بها اكلانهم فاختالف عمل اهل مد مد ثم سنتهم التي لا اختلاف لهم فيها وذلك قاج في الحديث حلة مستقطعة له اولم تظهر في الطبقة الثالثة وانما ظهر بعد ذلك عن جامع اهل الحديث في جميع طبقات الحديث ورحلوا الى اقطار الارض وبحثوا عن حلة العلم فكثر من الاختلاف في الصحابة الاربعة رجال ورجلان لا يرويه عنه او عنه الاربعة رجال ورجلان واهل جافق على اهل الفقه وظهر في عصر الحفاظ الجامع لمرقاة الحديث كثير من الاحاديث واهل البصرة مثل وسائر اقطار في غفلة منه في الشافعي والاعمام من الصحابة والتابعين يرون شائخهم انهم يطلبون الحديث في المسئلة فاذا لم يجدوا انفسهم في انواع اخر من الاشكال ثم انهم انهم الكمايت بعد جوامع اجتهاد في الحديث فاذا كان الامر على ذلك لا يكتف بعدم تمسكهم بالحديث قد حافيه لله الا اذا بينوا العلة القادرة مثاله حديث القلتين فان حديث صحيح



روی بطرق کثیرة معظمها يرجع الى الوليد بن  
 كثير عن محمد بن جعفر بن الربيع او محمد بن  
 عباد بن جعفر عن عبيد الله ابن عبد الله  
 عن ابن عمر ثم تشعبت الطرق بعد ذلك  
 وهذا ان كانا من الثقات لكنها اليسا من  
 وسننهم الفتوى وعون الناس عليهم فلم  
 يظهم الحديث في عصر سعيد بن المسيب ولا  
 في عصر الزهري ولم يمش عليه المالكية الا حقة  
 فلم يعملوا به وعمل به الشافعي وكثير خيار  
 المجلس فان حديث حمير روى بطرق كثيرة  
 وعمل به ابن عمر ابو هريرة من الصحابة ولم  
 يظهم على الفقهاء السبعة ومعاصريهم فلم  
 يكونوا يقولون به فرأى مالك وابو حنيفة  
 هذا علة قاذحة في الحديث وعمل به الشافعي  
 ومنها ان اقوال الصحابة جمعت في عصر  
 الشافعي فتكثر في اختلاف تشعبت ورأى  
 كثير منها يخالف الحديث الصحيح حيث يبلغهم  
 ورأى لسلفهم يروا ويرجعون في مثل ذلك

اور بہت سی اسنادوں سے مروی ہو کہ مال اکثر اسنادوں کا  
 اس اسناد کی طرف جو ولید بن کثیر روایت کرتے ہیں محمد بن  
 جعفر بن پیر سے یا محمد بن عباد بن جعفر سے اور وہ دونوں ہی  
 ہیں عید اللہ بن عبد اللہ سے اور وہ راوی ہیں ابن عمر سے پھر  
 بعد اسکے بہت سی طرق شاخ و شاخ ہو گئے اور یہ دونوں راوی  
 یعنی محمد بن جعفر اور محمد بن عباد اگرچہ معمرین لیکن ان لوگوں نے  
 نہیں خبر فرماتے کہ ان لوگوں کا اعتقاد ہوا ہو کہ یہ حدیث سعید  
 بن مسیب سے زہری کے زانیہ میں تھیں ہر سنی اور مالکیہ و حنفیہ ائمہ  
 نے اپنے اپنے کے بموجب عمل کیا اور امام شافعی نے اُس پر عمل کیا۔  
 دوسری مثال حدیث خیار مجلس ہے کہ یہ حدیث صحیح بہت سی  
 اسنادوں سے مروی ہو صحابہ میں ابن عمر اور ابو ہریرہ کے اُس پر  
 عمل کیا اور فقہاء متکلمانہ اور ائمہ معمرین پر ظاہر ہوا اسی وجہ  
 سے کہ قاضی نے اسے اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ نے اس بات کو  
 حدیث میں طعن سمجھا اور امام شافعی نے اُس پر عمل کیا یہ بھی بات  
 یہ ہو کہ امام شافعی کے زانیہ میں صحابہ کے اقوال جمع ہوئے کہ کثرت  
 اور مختلف اور متفرق تھے انہیں سے بہت کو دیکھا کہ جہاں  
 ان لوگوں کو حدیث نہیں پہنچی وہ ان صحیح حدیث کے  
 مخالف ہیں اور سلف کو دیکھا کہ اس جیسے معاملہ میں برابر

۱۵۔ وہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہے یعنی منہ معاملہ کا جب تک کہ جدا نہ ہوں حنفیہ  
 جہاں سے وہ اقوال کا تفرق بنتے ہیں اور شافعیہ دونوں کی علحدگی مراد لیتے ہیں ۱۱



الى الحديث فترك التمسك باقوالهم ما لم  
يتفقوا وقال هم رجال فخرج جال ومنها انه  
راى قوما من الفقهاء يخلطون الراى لذي  
لم يسوغ الشرح بالقياس لذي ائبته  
فلا يميزون واحدا منها من الاخر ويسمونه  
قارة بالاستحسان اعنى بالراى ان يصح  
مظنة حرج او مصلحة علة لحكم وانما القياس  
ان يخرج العلة من الحكم المنصوص ويدار عليها  
الحكم فابطل هذا النوع اتم ابطال قال  
من استحسن فانه اراد ان يكون شارعا  
حكاه العضد في شرح مختصر الاصول مثاله  
رشد اليتم امر خفي فاقاموا مظنة لرشد  
بلوغ خمس وعشرين سنة مقامه وقالوا اذا  
بلغ اليتم هذا العمر سلم اليه فانه قالوا هذا  
استحسان والقياس ان لا يسلم اليه وبالجمله  
فالما راى في صنيع الاوائل مثل هذه الامور  
اخذا لفقة من الراس فاسس الاصول وفرع  
الفرع وصنف الكتب فاجاد وافاد واجتمع  
عليها الفقهاء وتصرفوا اختصارا وشرحا و

حديث كيطرف رجوع کرتے ہیں اہل امام شافعی نے انکے اقوال سے  
مستحق کہ کو یا بھیک کہ وہ لوگ متفق نہ ہوں اور یہ کہا کہ وہ بھی مراد  
ہیں اور ہم بھی مروی ہیں پہلچین بات یہ کہ کچھ لوگوں کو فقہائین سے  
دیکھا کہ وہ اس کو جسے شریعت جائز نہیں کیا قیاس سے خلط کرتے ہیں  
جسکو شریعت نہایت کیا ہے یعنی ایک کو دوسرے تیز نہیں کرتے اور  
الجمعی کے لئے کو استحسان بولتے ہیں اور اس سے میری غرضت ہو  
کہ کسی حرج یا مصلحت کے موقع کو حکم کی علت ٹھہرایا جھوٹا اور قیاس  
وہی تھا کہ حکم منصوص سے علت نکالی جائے اور اسی علت پر  
حکم ہمارا ہو۔ غرض امام شافعی نے اس کو غایت درجہ پر ہل  
کیا اور کہا کہ جو کوئی استحسان کرنا کہ یہ چاہتا ہو کہ خوشامع ہو جائے  
نقل کیا ہو اسکو عقدہ مختصر الاصول کی شرح میں اسکی مثال تہم کا  
عقل ہو تا ہو کہ ایک امر پوشیدہ ہو ان لوگوں کے موقع و نشانی پچیس  
سال کی عمر کو اسکے قائم مقام کیا اور کہا کہ تہم جب اس عمر کو پہنچ  
جائے اسکا ال اسکے پر کیا جاو اور کہا یہ استحسان ہو اور قیاس  
یہ ہو کہ اسکو نہ پایا جاو۔ حاصل یہ کہ جب امام شافعی نے پہلے  
لوگوں کی کاروائی میں اسطرح کی باتیں لکھیں فقہ کو از نو بنایا اور  
اصول کی بنیاد لی اور فروع کو نکالا اور کتابیں تصنیف کیں  
اور عمدہ لکھیں اور قائم ہو پایا اور انکے پاس فقہاء جمع  
ہوئے اور ان کتابوں میں مختصر کرنے اور شرح کرنے

۱۔ یعنی جیسے قرآن حدیث سے انھوں نے استنباط کیا ہم بھی کر سکتے ہیں ہر بات میں انکی متابعت نہیں کرتے۔ ۲۔ اسکی صیغہ  
فقہائین قیاس سے پوشیدہ ہو جو مقابل قیاس ظاہری کے ہوتا ہو۔ ۳۔ استحسان کی یہ کہ اگر اس عمر میں کہہ جائے کہ اسکو نہ پایا جاوے تو  
عقل بالغ شخص کو اسکے مال سے محروم کرنا لازم آتا ہو اور یہ عمر کامل عقل کی ہو چنانچہ عمر فاروق سے مروی ہو کہ جب آدمی پچیس برس کا

یہ کتاب جو کہ فقہ شافعی کے اصول و فروع میں ہے اسکی تصنیف امام شافعی نے فرما دی ہے اور اسکی تفسیر و شرح  
کے لئے انھوں نے اسکی کتابیں تصنیف کیں اور انکی تفسیر و شرح کے لئے انھوں نے اسکی کتابیں تصنیف کیں اور انکی تفسیر و شرح کے لئے انھوں نے اسکی کتابیں تصنیف کیں







واهلك وقال ابو نصر لما قن ابو سلمة  
 البصري اتيته انا والحسن فقال للحسن  
 انت الحسن ما كان احد بالبصرة احب الي  
 لقل منك وذلك انه بلغني انك تفتي بربا  
 فلافت بربك الا ان يكون سنة عن رسول  
 الله صلى الله عليه وسلم او كتاب منزل قال  
 ابن المنذر ان العالمين دخل فيما بين الله وبين  
 عباده فليطلب لنفسه المخرج وسئل الشعمي  
 كيف كنتم تصنعون اذا سئلت قال خرجت  
 كان اذا سئل الرجل قال لصاحبه او هم  
 فلا يزال حتى يرجع الى الاول قال الشعمي  
 ما حدثني هؤلاء عن رسول الله صلى الله عليه  
 وسلم فخذ به وما قالوه براهم قال في الكثرة  
 اخرج هذا الزمان عن آخرها الدارمي فوقع  
 شيوع تدوين الحديث ولا ترفي بلدان  
 الاسلام وكتابة الصحف والنسخ حتى قل  
 من يكون اهل الرواية الا كان له تدوين  
 او صحيفة او نسخة من حاجتهم بموقع عظيم

دور و منکر ہر ایک کی طرح اور ابو نصر کہتے ہیں کہ جب ابو سلمہ بصرہ میں  
 آئے تو میں ابو حسن بصری ان کے پاس گئے انھوں نے حسن سے  
 کہا کہ تم ہی حسن ہو مجھے تمھاری نسبت کیسا مایوس نہیں نہ کہ  
 محبوب تھا اور کسی وجہ سے کہ جو تمھاری جو کہ اپنی سے نہ تھے  
 دیتے ہو آئندہ کو اپنی سے سے فقہ سے دو چیز اس کے کہ سنت رسول خدا  
 صلعم سے ہو یا قرآن مجید سے اور ابن منذر کا قول ہے کہ عالم  
 خدا تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان اسلحہ دو تاجہ اس کے پہلو  
 کر اپنے لیے جو کچھ کی صورت تلاش کرے و شیعی سے کسی نے  
 پوچھا کہ جب آگ سے سالہ پوچھتے تھے تو یہ کہتے تھے خدا نے  
 ان کو تیرے ذرا دھنکار سے یافت کیا و ان سے تیرا کہ جب کسی  
 کو تیرا پوچھتا تو وہ پوچھتا ہی سے کہتے کہ وہ تیرے سے نہ دے  
 تیرے سے کہتے اس طرح برابر ہوتا یا ان کے سوال پہنچے ہی تیرے  
 آتے تھے نیز شیعی نے کہا کہ یہ لوگ کچھ رسول صلعم سے حدیث بیان  
 کرتے ہیں پر عمل کرو اور حیرات کو اپنی رائے سے کہیں ان کو باخبر میں اور  
 ان سب کا کار کو انہی نے روایت کیا ہو غرض کہ جمع کرنا حدیث اور  
 اثر صحابہ و تابعین کی اور لکھنا چھوٹے رسالوں پر ہی اور کتابیں  
 شریفہ مقدمہ شائع ہوئیے کہ روایت ان میں ایسا کہ انہی نے حاجت کے پاس  
 کوئی مجھو یا رسالہ کتابت کی بڑی ضرورت تھی یہ تھے جن بڑے

۱۵ مقصود یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے احکام بندوں کو ٹھیک ٹھیک پہنچائے کہ قرآن اور حدیث کے مطابق جو ان میں اپنی ہوا  
 کی کمیز کش کرے ۱۶ اس سے یہ غرض ہے کہ ہر شخص جو اب دینے سے کتراتھا کہ مبادا جواب میں کوئی بات سے موقع منحوس سے  
 نہ نکل جائے ۱۷ یعنی خلاص قرآن اور حدیث اور اجماع کے بیان کرے ۱۸



فطاف من ادریہ من عظامہم ذلک الزمان  
 بلانہ الحجاز ولسان العراق والمصر واليمن و  
 الحراسان وجمعوا الكتب تتبعوا النسخ وجمعوا  
 فی التخص عن غریب الحديث ورواد الاثر  
 فاجتمع باهتمام اولئك من الحديث ولا تار  
 ما لم یجتمع لاحد قبلہم و تیسرا لم مالہ تیسرا لم  
 قبلہم وخلص الیہ من طرق الاحادیث شئ  
 کثیر حتی کان لکثیر من الاحادیث عندہم  
 مائة طریق فافوقها فکشف بعض الطرق  
 ما استقر فی بعضہا الاخر و عرفوا محل کل حدیث  
 من الغریبة والاستفاضہ و امکن لہم النظم  
 المتابع والشواہد ظہر علیہم احادیث  
 صحیحہ کثیرہ لم تظہر علی اهل الفتوی من  
 قبل قال الشافعی لاحد انتم اعلم بالاختیار  
 الصحیح منافذاکان خبر صحیح فاعلم  
 متی ذهب الیہ کوفیاکان او بصریا او شامی  
 حکاہ ابن الہمام و ذلک لانه کم من حدیث  
 صحیح لا یرویہ الا اهل بلاد خاصہ کافراد

تبعہ جن بڑے علما نے یہ ماثبات کیا انھوں نے حجاز اور شام و عراق  
 اور مصر اور یمن اور خراسان میں گشت کیا اور کتابوں کو اکٹھا کیا اور  
 نسخوں کو تلاش کیا اور احادیث غریبا و روادرات کو بہت  
 محنت سے تجسس کیا ان لوگوں کے ہتمام سے وہ حدیثیں  
 اور آثار مجتمع ہوئے کہ پہلے کسی سے جمع نہ ہوئے تھے اور  
 انکو وہ بات حاصل ہوئی کہ ان سے پیشتر کسی کو نصیب نہ  
 تھی اور احادیث کی سندیں اس کثرت سے ہمسر  
 پہونچیں کہ بہت سی حدیثوں کی سندیں ان کے پاس ہو اور  
 زیادہ ہو گئیں جنہیں سے بعض سندوں نے وہ بات واضح  
 ہو اور سندوں میں بھی ہوئی تھی اور جسے انھوں نے پرست  
 کا غریب ہونا اور مشہور ہونا پہچان لیا اور متابعات و روایات  
 میں نظر کرنے پر قادر ہوئے اور انکو ایسی صحیح حدیثیں  
 ظاہر ہوئیں کہ فتویٰ ان پر ظاہر نہیں ہوتی یقین چنانچہ امام  
 شافعی نے امام احمد سے کہا کہ تم صحیح حدیثیں ہم سے زیادہ  
 ہو تو اگر کوئی حدیث صحیح ہو تو مجھے بتانا کہ میں اس پر عمل کروں  
 خواہ کوئی ہو یا بصری یا شامی نقل کیا ہو اسکو ابن ہمام  
 اور ابن ابی شیبہ نے ظاہر ہوئی کہ بہت سی صحیح حدیثیں صرف  
 خاص یا شامی روایت کے جیسے شامی و البصری و البصری و البصری

کے جسے کئی راوی ایک ہی مضمون کی حدیثیں روایت کریں اور راوی غیر یعنی صحابی ایک تو یہ حدیثیں ایک دوسرے کے  
 جتنے ہیں اگر مضمون ایک ہو اور نسخہ دو ہوں یا زیادہ تو وہ حدیثیں ایک دوسرے کے شاہد کہلاتی ہیں **سک** افراد میں فردی ہی  
 افراد حدیث کہتے ہیں جسکا راوی ایک ہو گو ایک ہی درجہ میں ہو اور اسکو غریب بھی کہتے ہیں **۱۲**



الشاميين والعراقيين واهل بيت حم  
 كشيخة مرید عن ابی بردہ عن ابي موسى  
 وفسحة عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده  
 او كان الصحابي مقلا خاطلا لم يحل عنه  
 الا شذوذة قليلون فمثل هذا الاحاديث  
 يعقل عنها ما ناهل الصالح واجتمعت  
 عند هم انار فقه كل بلد من الصحابة و  
 التابعين وكان الرجل فيما قبلهم  
 لا يتمكن الا من جمع حديث بلده واصحابه  
 كان من قبلهم يعقلون في معرفة اسماء  
 الرجال ومرتب عدالتهم على ما يحصل لهم  
 من مشاهدة حال وتبع الفرائض واسمع  
 هذا الطبقة في هذا الفن وجعلوه ساء  
 مستعلا بالدين ونحت وناظر واني  
 الحكم بالصحة وغيرها فانكسف عليهم هذا  
 الدين والمساطرة ما كان خفا صرحا  
 الاتصال والانقطاع وكان سفیان وکیع  
 وامتثالهما مختلفون غابة الاجتهاد فلا  
 يتمكنون من الحديث المرفوع المتصل  
 الا من دون الف حدیث

یا قاصد ایک گھروالے روایت کرتے ہیں مثل نسخہ زبیر کہ  
 روایت کرتے ہیں ابو بردہ سے اور وہ راوی ہیں ابو موسیٰ  
 اشعری سے اور مثل نسخہ عمرو بن شعیب کہ راوی ہیں اپنے  
 باپ شعیب سے اور وہ راوی ہیں اپنے دادا عہد مد بن عمرو  
 یا یہ کہ صحابی کم روایت کرنا والا غیر معروف تھا کہ اس سے  
 بجز تھوڑے لوگوں کے کسی نے روایت کی تو اس قسم کی حدیث  
 سے اکثر اہل قتب سے غافل ہو اور اہل روایت کو پاس ہر شہر کے  
 فقہای صحابہ ارتابین کے آثار جمع ہوئے اور ان سے پیشتر کا  
 صرف اپنے شہر، اپنے اصحاب کی احادیث جمع کر سکتا تھا اور  
 نیز پہلے لوگ اسما، جال کے پہچاننے اور ان کی عدالت کے  
 مراتب معلوم کرنے میں اس مشاہدہ حال اور تلاش قرین پر  
 اعتماد کرتے تھے جو ان سے بن پڑتے تھے اور اہل روایت کے  
 طبقہ نے اس فن میں خوب غور کیا اور لکھنے و بحث کرنے  
 میں اسکا دامن مستقل ٹھہرایا اور بسکی صحت وغیرہ کے حکم کو نہیں  
 مناظرہ کئے تو اس لکھنے اور مناظرہ کرنے سے جو حال اتصال  
 و انقطاع کا پوشیدہ تھا وہ اُن پر ظاہر ہو گیا اور سفیان اور  
 وکیع اور ان کے مثل نہایت درجہ کو کوشش کرتے تھے  
 پھر بھی حدیث مرفوع متصل پر ہزار سے کم ہی قادر تھے  
 چنانچہ ابو داؤد سمعانی نے اپنے خط میں جواب لکھا کہ  
 اسکا ذکر کیا ہے اور اس طبقہ والے چالیس ہزار حدیث کے

ان اتصال سے ماہرین متذکرین کا اول سماع نہ تھا اور انقطاع سے غافل نہ تھے اور ان میں سے کوئی ایک صحیح نہیں لکھا



كما ذكره ابو داود البجستاني في رسالته الى  
 اهل مكة وكان اهل هذه الطبقة يروون  
 اربعين الف حديثا فما يقرب منها بل صح  
 عن البخاري انه اختصر صحيحه من ستمائة الف  
 حديث وعن ابى داود انه اختصر منه من ثمانين  
 الف حديث وجعل احمد مسنده ميزانا يعرف به  
 حديث رسول الله صلى الله عليه وآله وحديثه ولو بطريق واحد  
 من طرقه فله اصل والا فلا اصل له فكان روى  
 عنه عبد الرحمن بن مهدي ويحيى بن سعيد  
 الفطان وزيد بن هارون وعبد البر بن  
 ابوبكر بن ابى شيبة ومسلم ودهناد وحماد بن حنبل  
 والحق بن زهير والفضل بن دكين وعلي بن المديني  
 اقرانهم وهذه الطبقة هي الطراز الاول من طبقات  
 فرجع المحققون منهم بعد احكام في الرواية ومعرفة  
 مراتب الاحاديث الى الفقه فلم يلدن عندهم  
 من الراي ان يجمع على تقليد رجل ممن مضى مع  
 ما يرون من الاحاديث والاثار المناقضة لكل حد  
 من تلك المذهب فاخذوا في تنقيح احاديث النبي  
 صلى الله عليه وآله وسلواته الصحابة والسابعين و  
 المجتهدين على قواعد الحكموهي نفوسهم وانا  
 استبالت في كلمات بسيرة

قريب واديت کرتے تھے بلکہ بخاری سے نقل صحیح ہو کر انھوں نے  
 صحیح بخاری کو چھ لاکھ حدیثوں سے مختصر کیا۔ اور ابو داؤد سے  
 مروی ہو کر انھوں نے اپنی سنن کو پانچ لاکھ حدیثوں سے چھٹاٹا  
 امام احمد نے اپنی مسند کو نیز ان چھٹاٹا ہو چکے حدیثوں سے  
 صلعم کی پہچانی جائے یعنی جو حدیث مست میں ہو اگرچہ اس کے  
 ایک ہی سند ہو تو اس حدیث کی اصل ہو اور اگر سند میں  
 تو وہ بے اصل ہو غرض کہ اس طبقہ کے سربراہ یہ لوگ تھے جن  
 بن مہدی اور یحییٰ بن سعید قطان اور زید بن ہارون اور  
 عبد البر بن ابی بکر بن ابی شیبہ و دہناد و حماد بن حنبل  
 و امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن ابی ہریرہ و فضل بن عیینہ  
 اور علی بن مدینی اور اس کے ہمسر اور یہی طبقہ محدثین کے  
 طبقات میں سے نقش اول ہے۔

انہیں جو محقق شخص بعد عنہما کرنے فن و ادب اور پہچاننے  
 مراتب حدیث کے فقہ کی طرکات میں پہنچے ہوئی یہ رائے نہ تھی کہ  
 گذشتہ لوگوں میں سے کسی شخص کی تقلید پر اتفاق کیا جاوے  
 باوجودیکہ احادیث و آثار مخالف ہر مذہب کے ان محدثین  
 سے اس کی کوشش نظر تھی لہذا انھوں نے احادیث پر غیر معلوم اور  
 آثار صحابہ و تابعین و راویان مجتہدین کو ان قواعد و  
 موافق جو اپنے دونوں پر نچے کر رکھے تھے تحقیق اور قیاس  
 کرنا شروع کیا اور میں ان قواعد کو جسے بخاری سے  
 الفاہ میں بیان کئے دیتا ہوں



كان عند همدان اذ وجد في المسئلة قرآن  
ناطق فلا يجوز القول منه الى غيره واذا  
كان القرآن محتملا لوجه فالسنة قاضية  
عليه فاذا لم يجد في كتاب الصاخذ وا  
بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم سواء  
كان مستفيضاً اثر ائمة الفقهاء او يكون  
مختصاً باهل بلد واهل بيت او بطريق خاصة  
وسواء عمل به الصحابة والفقهاء ما لم يعملوا  
به ومتى كان في المسئلة خلل فلا يتبع فيها خلافاً  
انما لا تاروا الاجتهاد احد من المجتهدين وان  
افرقوا اجمعهم في تتبع الاحاديث ولم يجد في  
المسئلة حداً يتاخذوا باقوال جماعة من الصحابة  
وتابعي السلف ان يقوم دوز قوم دابة بل  
لم يتابعوا من فعل من قبلهم فان اتفقوا  
العلماء والفقهاء على شيء فهو المتبع وان  
اختلفوا اخذوا بآثار علمهم علماء او غيرهم ولو  
اكتفوا بآثارهم واشتهر عنهم فان اختلفوا في  
قوله في المسئلة ذات قولين فان عجز عن  
ذات يضاف الى انعموات الكتاب السنن المتأخر

اونکے یہاں یہ تھا کہ جب سالہ میں قرآن ناطق پایا  
جائے تو اس کے دوسری چیز کی طرف پھر ناجائز نہیں  
اور جب قرآن میں کوئی حد تو کیا احتمال ہو تو حدیث رسول خدا  
صلعم اس پر حاکم ہو گئے۔ اور جب قرآن میں نہ ایسی حدیث  
رسول اللہ صلعم کو اختیار کریں خواہ مشہور اور فقہائین  
راج ہو خواہ کسی شہر یا کسی خاندان یا کسی خاص طریق  
سے مخصوص ہو اور خواہ صحابہ اور فقہائے اس پر عمل کیا ہو یا  
نکلیا ہو اور جب سالہ میں کوئی حدیث موجود ہو تو وہ میں  
اسکے خلاف کی پیروی نہ کیا اسے خواہ اسکے خلاف اثر ہو  
کسی مجتہد کا اجتہاد اور جس حدوت میں احادیث کی تلاش  
میں خوب کوشش کر لیتے اور سالہ میں کوئی حدیث نہ پائی  
تو اقبال گردہ صحابہ اور تابعین اختیار کرتے بدون تیسرے  
خاص نام اور کسی خاص شہر کی جیسے اُن سے پہلو لگ کر تھے  
اور اگر جمہور خلفاء اور فقہا کسی بات پر متفق ہو جائیں تو اسکا  
اتباع کیا جاتا اور اگر اختلاف کریں تو ایسے شخص کی حدیث  
اختیار کرتے جو علم اور ورع اور ضبط میں بڑھ کر ہو یا وہ بات  
اختیار کرتے جو اُن سے مشہور ہو اور اگر کوئی بات ایسی پائے  
جس میں دو قول برابر ہوتے تو وہ سالہ و قول الا کمالات اور اگر  
اس بات سے بھی عاجز ہوتے تو عمومات قرآن اور سنت کے اشاروں

سے اس سے مراد ہر حدیث تھی اور موت کتاب بخیر طاق سے پرز کرنا اور خیر احکامی باتوں کو دور رہنا اور ضبط کے معنی یاد رکھنا تھے

سے روایت کا ایسی حدیث کہ وقت سے پہلے کر کے درج نہ کی ہو تیسری میں ایک حدیث میں یاد رکھنا دوسری کتاب میں یاد رکھنا



واقضاء اھا وحلوا نظیر المسئلة علیھا فی  
 واذا كانتا متقاربتین بادی الرأی لا یعتد  
 فی ذلك علی قواعد من الاصول ولكن علی  
 ما یخلص الی الفهم وشمل به الصلح کما ان لم یسر  
 میزان التواتر علی الرواة ولا حالهم ولا کن  
 الیقین الذی یعقبه فی قلوب الناس کما  
 نبهنا علی ذلك فی بیان حال الصحابة  
 وكانت هذه الاصول مستخرجة من صنع الرواة  
 وتصریحاتهم وعن میمون بن مهران قال  
 کان ابو بکر اذا ورع علیہ الحضم نظری کنا  
 الله فان وجد فیہ ما یقضى بینهم قضی به  
 وان لم یکن فی الکتاب علم من رسول الله صلی الله  
 علیہ وسلم فی ذلك الامر سنه قضی به فان  
 اعیاه خرج فسال المسلمون قال نانی کن ذک فحل  
 علمنا رسول الله صلی الله علیہ وسلم قضی  
 فی ذلك بقضاء فوما اجتمع الیه افر کهم بکر  
 من رسول الله صلی الله علیہ وسلم فی قضاء فقول  
 ابو بکر الحکم الذی جعل فینا من یحفظ علی  
 بس فان اعیاه ان یجد فیہ سنة من رسول الله صلی  
 علیه وسلم جمع رؤس الناس وخیاهم فاستشارهم فاذا اجتمع

اور آئینا زمین مل کرتے اور مسالہ کی تیسرے دو میں  
 محمول کرتے بشرطیکہ دونوں میں ایک سے ہوتے اس میں  
 اصول کے قواعد پر غماز کرتے بلکہ اوپر اعتماد کرتے جو انکی سمجھ  
 میں آتا وہ جس سے اوپر دل کا طمینان ہوتا جیسے متواتر  
 میزان اور یوں کے شمار اور انکا حال نہیں بلکہ وہ قضیہ ہے کہ  
 حدیث متواتر سننے کے بعد لوگوں کے دل میں ہوتا ہے چنانچہ  
 بیان حال صحابہ میں مدحیہ اسیر تہیہ کی ہو۔

اور یہ قواعد پہلے لوگوں کے افعال اور اقوال میں مستخرج  
 گئے ہیں۔ میمون بن مهران سکر دی ہر کہ اور کھولنے کہ کہ حضرت  
 ابو بکر صدیق کو پاس جب کہ فی مقدمہ الا آتا تو قرآن میں کھیتے  
 اگر قرآن میں حکم فیصلہ باہمی کا پاتے تو اسی کے موافق حکم کرتے  
 اور اگر قرآن میں نہ ہوتا اور حدیث رسول خدا صلیم اس باب  
 میں انکو معلوم ہوتی تو اس کے موافق حکم کرتے اور اگر ان دونوں  
 باتوں سے عاجز ہوتے تو باہر نکلتے اور مسلمانوں کو پوچھتے اور فرماتے  
 کہ میرے پاس فلاں معاملہ ہے کیا تمکو معلوم ہے کہ رسول خدا صلیم  
 نے اس باب میں کوئی حکم فرمایا جو بعض اوقات انکی خدمت میں بہت  
 لوگ جمع ہوجاتے یہ ایک نہیں ہے اس معاملہ میں حکم رسول خدا صلیم  
 بیان کرنا حضرت صدیق ذیل کہ خدا ہرگز جیسے ہم میں ایسے لوگ  
 بنائے جو ہمارے پیغمبر صلیم کے احکام یاد رکھتے ہیں اور اگر اس باب  
 سے بھی عاجز ہوتے کہ اس معاملہ میں حدیث رسول خدا صلیم سے



والحمد علی امر قضی به وعن شریح ان عمر  
الخطاب کتب الیه ان جاءک شیء فی کتاب  
اللہ فاقض به ولا یفتک عنہ الرجال فان  
جاءک ما لیس فی کتاب اللہ فانظر سنة  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاقض  
بها فان جاءک ما لیس فی کتاب اللہ ولم یکن  
فیہ سنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
فانظر ما اجتمع علیہ الناس فخذ به فان جاءک  
ما لیس فی کتاب اللہ ولم یکن فیہ سنة  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم  
یتکلم فیہ واحد قبلك فاخترای الامر من  
ثبتت ان شئت ان تجتهد برائک ثم  
نقد مرقلم وان شئت ان تتأخر  
فتأخر ولا اری التأخر الا خیر الک  
وعن عبد اللہ بن مسعود قال انی  
علینا زمان لسان نقضی ولساننا لک  
وان اللہ قد قدر من الامر ان قد بلغنا  
ما ترون فمن عرض له قضاء بعد ایوم  
فلیقض فیہ بما فی کتاب اللہ

لی تو لوگوں کے سرداروں اور بہتر و مکمل جمع کرنے اور اُن سے مشورہ  
لیتے جب انکی رائے کسی بات پر متفق ہوتی تو اسی کے بموجب  
حکم کرتے اور شریح قاضی سے مروی ہے کہ حضرت شریح  
نے انکو لکھا کہ اگر تمہارے پاس ایسا مسئلہ آئے جو قرآن میں  
تو قرآن کے بموجب حکم کرنا اور اس سے ٹکوں گے نہ قرآن  
اور اگر تمہارے پاس ایسا مسئلہ آوے کہ قرآن میں نہ تو حدیث  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا اور اس کے بموجب حکم کرنا اور اگر ایسا  
مسئلہ تمہارے پاس آوے کہ نہ قرآن میں نہ حدیث میں نہ ائمہ کرام کی  
حدیث رسوخ اصلم کی ہو تو جس بات پر لوگوں کا اجتماع ہو  
دیکھنا اور اسکی مطابق اختیار کرنا اور اگر تمہارے پاس ایسا  
مسئلہ آوے کہ نہ قرآن میں نہ حدیث میں نہ ائمہ کرام کی حدیث  
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو اور نہ کسی پہلے کسی نے اس سے  
کیا تو دو باتوں میں جن میں سے چاہو پسند کرنا اگرچہ جو میں سے  
جہاد کرو پھر آگے بڑھو اور اگر چاہو کہ دیر کرو تو دیر کرو اور میں  
تمہارے حق میں دیر کرنے ہی کو بہتر سمجھتا ہوں اور جب یہ  
مسئلہ سے مروی ہے کہ غزوہ نے لکھا کہ ہم پر ایک مسئلہ آیا  
کہ ہم حکم کرتے تھے اور نہ اس لائق تھے اور خدا کی قسم  
ہماری تقدیر میں یہ لکھا تھا کہ ہم اس مرتبہ پر جو بیعت ہوئے  
ہو تو آج کے بعد جس کسی سامنے کوئی بھگت نہیں دیتے

۱۔ مسئلہ آج کے بڑھنے سے یہ کہ جہاد اگر موافق جملہ حکم صادر ہو کہ دو دیر کرنے سے نزدیک کجبات جہاد مصلحت ہوا لیکن

غواہ مال لکھا تھا کہ حق میں یہ سچ ہے ۲۔ یعنی ملکا راشدین کے سامنے ہم حق کا بیعت تھی کہ ہم کسی مسئلہ میں جہاد



ع: وجل وان جاء ماليس في كتاب الله  
 فيقضى بما قضى به رسول الله صلى  
 الله عليه وسلم فان جاء ماليس في كتاب  
 الله لم يقض به رسول الله صلى  
 الله عليه وسلم بما قضى به الصالحون ولا يقر  
 اني اخافوا اني اسرى فان لكره بين  
 والحلال بين وبين ذلك امور مشبهة  
 فروع ما يربك الى ما لا يربك وكان ابن  
 عباس اذا سئل عن الامر فكان في  
 القرآن اخبر به وان لم يكن في  
 القرآن وكان عن رسول الله صلى  
 الله عليه وسلم اخبر به فان لم يكن  
 عن ابي بكر وعمر فان لم يكن قال فيه  
 براءه وعن ابن عباس اما تخافون ان  
 تعدوا او تخف بكم ان تقولوا قال  
 رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال  
 فلان وعن قتادة قال حدث ابن سنان  
 رجلا يحدث عن النبي صلى الله عليه وسلم  
 فقال قال فلان لئن امكن اقول ابن سنان

بوجوب علم قرآن کے حکم کے اور اگر اسکے پاس وہ صورت  
 اور کہ قرآن میں نہ تو مطابق اس حکم کے فیصلہ کرے جو  
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اور اگر اسکے پاس وہ معاملہ آوے  
 کہ قرآن میں نہ اور نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا حکم دیا تو اس  
 فیصلہ کے بوجوب حکم کرے کہ علماء صانع نے اس فیصلہ  
 کیا ہو اور یہ نہ ہو کہ میں ڈرتا ہوں اور میں جو چیز دیکھتا ہوں کہ  
 حرام مظاہر ہے اور حلال بھی ظاہر ہے جو چیز میں شک ہے میں  
 میں نہیں شک کرتا شبہ ہے تو جن باتوں میں شبہ ہے چھوٹے  
 اور چھوٹے شبہ نہ ہو مگر اختیار کر اور حضرت ابن عباس سے سب  
 کوئی بات پوچھی جاتی اور قرآن میں ہوتی تو اسکو بتا دیتا اور  
 اگر قرآن میں نہ ہوتی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہوتی تو  
 اسکے بوجوب بتا دیتا اور اگر حدیث میں بھی نہ ہوتی تو اب بکر صدیق  
 اور عمر فاروق کے اقوال سے جواب دیتا اور اگر انکے اقوال  
 میں بھی نہ ملتی تو اسباب میں اپنی رائے کہتے اور نیز ابن  
 عباس سے منقول ہے کہ تم کہتے نہیں کہ عذاب دیا دیا  
 زمین میں جنت کا دوا بنو اس کھنڈے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا اور فلان شخص نے کہا ما اور قتادہ سے مروی ہے کہ ابن  
 سنان نے ایک رستہ حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کی آ  
 رستہ کہا کہ فلان شخص نے ایسا ایسا کہا ہے ابن سنان نے کہا

سہ یعنی منع کے بوجوب فیصلہ کرے ۱۲ مسئلہ منکر یہ کہ باوجود معلوم کر لینے حکم کے قرآن یا حدیث یا عقل سے یہ خبر  
 نہ کر سکے جس کی نیشی سے ڈرتا ہوں اور تجریر حکم میں مثال ہوں ۱۳ مسئلہ یہی حدیث کے مقابل میں کسی کا قول نقل  
 سے کر دینا مستحق عذاب ہونے کے ۱۴



أحد ثمة، عن النبي صلى الله عليه وسلم  
 رتقول قال فلان كذا وكذا أو عن الأوزاعي  
 قال كتب عمر بن عبد العزيز أنه لا رأي  
 لأحد في كتاب الله وأما رأي الآية فيمالم  
 ينزل فيه كتاب لم يخص فيه سنة  
 عن رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 ولا رأي لأحد في سنة من رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم وعن الأعمش  
 قال كان إبراهيم يقول يقوم عن يساره  
 فحدثته عن سميع الزيات عن ابن  
 عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم أقام  
 عن يمينه فأخذ به وعن الشعب جاء رجل  
 دخله عن شيء فقال كذا ابن مسعود يقول فيه  
 كذا وكذا فلان خبرني أنت بذلك فقال لا تجوز من  
 هذا الخبر عن ابن مسعود ويشد عن زاذل  
 أنوعك من ذلك الله لأن اتعنى بعناية الحب  
 من أن أخبرك بربني أخرج هذه الآثار كلها  
 الدارمي وأخرج الترمذي عن أبي الزناد

کہ میں تجھ کو پیغمبر صلیم سے حدیث بیان کرتا ہوں وہ تو کہتا ہے  
 کہ فلان نے ایسا ایسا کہا ہے اور وزاعی سے منقول ہے کہ عمر بن  
 عبد العزیز نے لکھا کہ قرآن کے حکم میں کسی کی رائے کا اعتبار نہ  
 بلکہ ایسی رائے اسی صحت میں ہے کہ جس میں قرآن نازل ہوا ہو  
 اور نہ حدیث رسول خدا صلیم نے مقرر فرمایا ہو اس میں کسی  
 رائے کا اعتبار نہیں۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ انھوں نے  
 کہا کہ ابراہیم مخفی امام کے بایں طرف کھڑے ہو کر کمال  
 میں آئے سامنے حدیث بیان کی سمیع زیارت ہے کہ وہ دعا  
 کرتے ہیں بن عباس سے کہ پیغمبر صلیم نے ان کو اپنا درمیان جانب  
 کھڑا کیا ابراہیم نے اس حدیث کو مان لیا اور شعبی سے منقول  
 ہے کہ ایک مرد اون کی پاس آیا کہ کس بات کو اپنے پوچھتا تھا کہ  
 نے کہا کہ ابن مسعود نے اس بات میں ایسا ایسا کہتے تھے اس  
 شخص نے کہا کہ آپ مجھ کو اپنی کتاب سے شعبی نے حاضر کیا  
 کہ تم اس شخص سے تعجب نہیں کرتے کہ میں اس روایت ابن  
 مسعود سے بنا دی اور وہ مجھے میری رائے پوچھتا ہے کہ یہ نزدیک  
 میرا طریق اپنی رائے سے بڑھ کر ہے بخدا کہ میں اگر کسی بلایں  
 بتلا ہوں یہ بات مجھ کو محبوب ہے اس سے کہ تجھے اپنی رائے  
 بتاؤں ان سب آثار کو دارمی نے روایت کیا ہے اور زاذلی نے

۱۱۰ یعنی جس حدیث میں کہ مقتدی الیہ ہو ۱۱۱۔ اس وقت کا ذکر ہے کہ ابن عباس اپنی خادمہ المؤمنین سے وہ کہہ گئے کہ میں نے سنا ہے  
 ۱۱۲۔ حضرت صلیم بھی وہی تشریف کہتے تھے کہ جب تمہارے چہرے لگے تو ابن عباس بھی منور کر کے آپ کی بایں جانب کھڑے ہو گئے  
 آپ نے ان کو دیکھ کر اپنی دینی جانب کھڑا کیا ۱۱۳۔ یہاں عربی کے نسخوں میں تصحیف اور تحریف ہے مگر جو دیکھتا ہے اس میں تصحیف  
 انوں بصیرت واحد مستقر باب فضل سے ہے اس طرح جتنے عین مطہر ان سے ہوں ان سے ہوا اس کے موجب ترجمہ کیا ۱۲



ابو السائب قال كنا عند وكيع فقال لرجل  
 من ينظر في الراي اشعر رسول الله صلى  
 الله عليه وسلم ويقول ابو حنيفة هو مثله  
 قال الرجل فانه قد روى عن ابراهيم النخعي  
 انه قال الاشعار مثله قال رايت وكيعا غضب  
 غضبا شديدا وقال اقول لك قال رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم وتقول قال ابراهيم  
 ما احقك بان تجلس ثم لا تخرج حتى تفرج  
 عن قولك وعن عبد الله بن عباس وعطاء  
 ومجاهد ومالك بن انس انهم كانوا يقولون  
 وما من احد الا وما خذ من كلامه ومردود  
 عليه الا رسول صلى الله عليه وسلم وبالجملة  
 فلما مهد والفقه على هذه القواعد فلم  
 يكن مسئلة من المسائل التي تكلم فيها من  
 قبلهم والتي وقعت في زمانهم الا وجد فيها  
 حديثا مرفوعا متصلا او مرسل او موقوف او صحيحا  
 او حسنا او صالحا للاعتبار او وجدوا اثرا من  
 اثار الشيخين او سائر الخلفاء وقضاة

ابو سائب روایت کیا کہ ہم وکیع کے پاس تھے وکیع نے ایک  
 سے جو اسے کا مقصد تھا کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار  
 فرمایا سہ اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اشعار مثله ہوا اس  
 نے کہا کہ ابراہیم نخعی سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا کہ  
 اشعار مثله ہوا ابو سائب کہتے ہیں کہ میں نے وکیع کو دیکھا کہ  
 نہایت درجہ کو غصہ کیا اور کہا کہ میں تجھے کتابوں کے  
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور تو کتاب ہے کہ ابراہیم نے کہا  
 تو نہایت مستحق اسکا ہے کہ قید کیا جائے اور جب تک اپنے قوس  
 باز نہ آئے قید سے نکالا نہ جائے۔ اور عبد اللہ بن عباس  
 عطا اور مجاہد اور مالک بن انس سے منقول ہے کہ وہ کہتے  
 تھے کہ کوئی شخص مجاز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسا نہیں کہ اسکی  
 بعض بات اختیار کیجاسے اور بعض نہ مانی جائے۔  
 حاصل یہ کہ جب ان لوگوں نے فقہ کو ان قواعد پر مرتب کیا  
 تو کوئی مساکہ ان مسائل میں سے جنہیں پیشرو ان کے بیان کیا  
 تھا اور نیز انہیں جو خاص ان کے زمانہ میں واقع ہوئے یا تھا  
 جنہیں انکو وراثت مرفوع متصل یا مرسل یا موقوف صحیح یا حسن  
 یا لایق اعتبار کے نہ ملے ہو یا کوئی اثر انار شیخین یا اوفقیہ کا  
 اور شہرہ کے فاضلوں اور فقہ کا نیا یا ہو یا خود عموم یا اشہر

۱۰۰ شمار میں یعنی فقہ کراہی اور اصطلاح شرع میں اسکو کہتے ہیں کہ وہ کسی کو ہونے کی دہنے حاکم پر چہری وغیرہ سے اس  
 کے اثر میں نہ نظر ہونے میں آوے ہر جاکہ ۱۰۰ شد بغیر یہود کے من مثله تاک کاں غیر کا تھا ۱۰۰ مرفوع وہ حدیث ہے کہ  
 جسکی سند حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہنچی ہوئی ہو اور متصل وہ ہے کہ جسکی سند میں شروع سے آخر تک سب دی مذکور ہوں  
 اور اسکو سند میں کہتے ہیں اور مرسل وہ ہے جس میں تاہی کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگردوں کو کہہ دیا کہ تم میں سے جو کوئی میری بات







مما فی اتصال او علو سند و راجعہ فقیہ عن  
 فقیہ او حافظ عن حافظ و نحو ذلك من المطالب  
 العلیہ و هو کلام البخاری و مسلم و ابوداؤد  
 و عبد بن حمید و الدارمی و ابن ماجہ و  
 ابویعنی و الترمذی و النسائی و الدارقطنی  
 و الحاکم و البیهقی و الخطیب و الدینی  
 و ابن عبد البر و امثالہم۔  
 و کان ابو سعید علم اعندی و انفعہم  
 تصنیفاً و اشہرہم ذکر ارجال ربعة متفق  
 فی العصر اولہم ابو عبد اللہ البخاری و کان  
 غرضہ تجرید الاحادیث الصحاح المستفیضة  
 المتصلة من غیرها و استنباط الفقه و  
 السیرة و التفسیر منہا فصف جامعہ  
 الصحیحہ فوقی ما شرط و بلغنا ان رجلاً من  
 الصحاحین رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم فی مسامہ و هو یقول مال لا شغل  
 بفقہ محمد بن ادریس و ترک کتابی قال  
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم و ما کتابک قال صحیح  
 البخاری و لعمری نال من الشہرة  
 و اقبول درجۃ لا تشام فوقہا

جو پہلوئے روایت نہیں کیں۔ یا مثل جمع کر کے ان کو  
 کے جملے سے پہلوئے روایت نہیں کی باین بیان کہ سند  
 جدید میں اتصال یا عالی ہونا نہ کیا روایت کہ فقیہ  
 فقیہ سے یا حافظ کا حافظ سے اور مثل اسکے مطالب علیہ  
 پائی جاتی ہیں اور اس سے گروہ گروہ بخاری و مسلم  
 و ابوداؤد و عبد بن حمید و دارمی و ابن ماجہ و ابویعنی  
 و ترمذی و نسائی و دارقطنی و الحاکم و البیهقی اور  
 خطیب و ردی و ابن عبد البر و ان کے امثال ہیں۔  
 اور میرے نزدیک علم میں زیادہ وسیع اور تصنیف سے  
 زیادہ نفع پہونچا سکا اور ذکر میں زیادہ مشہور چار شخص نام  
 میں ایک دوسرے کے قریب ہیں انہیں سے اول ابو عبد اللہ بخاری  
 ہیں جنہی غرض احادیث صحیح مشہور متصل کو اور حدیثوں سے  
 علوہ کرنا اور فقہ اور سیرت اور تفسیر کا احادیث سے مستنبط  
 کرنا و اسی غرض سے انھوں نے اپنی کتاب جامع صحیح بخاری  
 کو تصنیف کیا اور جو شرط کی تھی اسکو پورا کیا اور ہر کوئی خبر  
 ہی ہو کہ کسی شکیخت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا  
 کہ آپ یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ تجھے کیا ہوا ہے کہ محمد  
 بن ادریس یعنی امام شافعی کی فقہ میں مشغول ہو اور میری  
 کتاب کو تو نے چھوڑ دیا او نے غرض کیا یا رسول اللہ  
 ابھی کتاب کے نسخے پہونچے فرمایا کہ صحیح بخاری اور میری  
 یہ کتاب سقد مقبول و مشہور ہوئی کہ اس سے زیادہ نہیں



و ثانیہم مسلم النسابوری توخی تجرید  
 الصحاح المجمع علیہا بین المحدثین المتصلة  
 المرفوعة مداستنبط منه السنة و اراد  
 تقریبہا الی الاذہان و تسہیل الاستنباط  
 منها فرتب ترتیبا جمیدا و جمع طرق کل حدیث  
 فی موضع واحد لیتضح اختلاف المتن  
 و تشعب الاسانید اصح ما یکون و  
 جمع بین المختلفات فلم یدع لمن لم معرفة  
 لسان العرب عذرا فی الاعراض عن السنة  
 الی غیرها و ثالثہم ابوداؤد السجستانی  
 و کان منہ جمع الاحادیث القیاسی  
 بہ الفقہاء و دارت فیہم و بنی علیہا  
 الاحکام علماء الامصار فصنف  
 سننہ و جمع فیہا الصحیح و الحسن و  
 اللین الصالح للعمل قال ابوداؤد  
 و ما ذکر فی کتابہ  
 حدیثا اجمع الناس علی ترکہ  
 و ما کان منہا ضعیفا صحیح بضعفہ و  
 ما کان فیہ علة یبطلہا بوجه یعرفہا الخاض  
 فی هذا الشأن و ترجمہ علی کل حدیث  
 بما استنبط منہ عالم و ذہب لیبذہب

ہو سکتے۔ و دوسرا شخص مسلم شاہ پوری ہر جسے قصہ  
 کیا کہ صحیح حدیثوں مرفوع متصل کو چنہر حدیثوں کا اتفاق  
 اور جسے سنت مستنبط ہوتی ہر جدا کردی اور زیادہ کیا  
 کہ اول حدیث کو لوگوں کی سمجھ کے قریب و راہنم سے  
 مسائل کا مکان آسان کردی اسلئے کتاب کی ترتیب بہت  
 عمدہ رکھی اور ہر حدیث کی سندین ایک جگہ لکھا کر دین تاکہ  
 اختلاف متن اور تفرق اسناد و نکات زیادہ صریح و واضح  
 ہو جائے اور مختلف حدیثوں میں مطابقت کردی غرض کہ جو  
 شخص زبان مرہب جانتا ہو اسکے لیے مسلم نے کوئی عذر نہیں  
 چھوڑا کہ سنت سید و سری طرف منہ چھیرے مسر شخص  
 ابوداؤد سجستانی ہر اس کا مقصود ان احادیث کا جمع کرنا  
 تھا جن سے فقہانے حجت پکڑی ہو اور وہ حدیثیں انہیں  
 رائج ہیں و شہرہ کے علمائے ادب احکام کی بنا ڈالی ہو اس  
 غرض سے اس نے اپنی سنن کو تصنیف کیا اور اس میں  
 احادیث صحیح اور حسن اور ضعیف قابل عمل کو درج کیا ابوداؤد  
 کا قول ہے کہ میں نے اپنی کتاب میں کوئی ایسی حدیث نہیں کر  
 کی کہ سب مجھے نہ سنائے اسکے ترکہ اتفاق کیا ہو اور جہد  
 او نہیں سے سفید نہ تھی اس کے ضعف کی تصحیح کردی اور اس میں  
 کوئی علت تھی اس کو ایسی صورت سمیایا گیا کہ فہم حدیث  
 میں غور کر نیوالا اس کو جان لے اور ہر حدیث کا عنوان اس  
 مسئلہ سے کیا جو کسی عالم نے اس حدیث سے نکالا ہو کوئی



اولئک صحیح الغزالی وغیرہ بالکتابہ کافی  
 للجهتہ ورابعہم ابو عیسیٰ الترمذی و  
 کان استحسن طریقۃ الشیخین حیث  
 بینا و ما بہما و طریقۃ ابی داؤد حیث جمع  
 کما ذهب الیہ داهب فجعل کتابا لطرقتین  
 و زاد علیہما بیان من اصاب الصحابة والتابعین  
 وفقہاء الامم فجمع کتابا جامعاً واختص  
 طرق الحدیث اختصار الطیفاً کما وجد  
 و اوصی الی ما عدہ و بین امر کل حدیث من  
 انہ صحیحہ او حسنہ او ضعیفہ او منکر و بین  
 وجہ الضعف لیکون الطالب علی بصیرۃ  
 من امرہ یعرف ما یصلح للاعتبار عما دونہ  
 و ذکر انہ مستفیض او غریب و ذکر وجہ  
 الصحابة وفقہاء الامم و سنی من  
 یحتاج الی التسمیۃ و حتی من  
 یحتاج الی لکنیۃ و امرید عطفہ  
 من هو من رجال الحکم و لئلا ینک  
 یتقال انہ راف للجهتہ مغن  
 لتقلد۔

و کان یأزاء مولاء فی عصر  
 مالک و سنیان و بعد مسم

جائے والا اس طرف گیا ہو اور ہمیں وجہ امام غزالی اور ترمذی  
 نے تصحیح کی ہو کہ ابو داؤد کی کتاب مجتہد کیسے کافی ہو  
 چوتھا شخص ابو عیسیٰ ترمذی ہی جس نے طریقہ بخاری  
 اور مسلم کا پسند کیا کہ انھوں نے صاف بیان کیا اور  
 ہم نے ہمیں چھوڑا اور نیز ابو داؤد کا طریقہ پسند کیا جس نے سب  
 ایسی باتیں جمع کیں جو کسی کا مذہب نہیں لہذا ترمذی نے  
 ان دونوں طریقوں کو جمع کیا اور اپنی یہ اضافہ کیا کہ نسخا  
 و رتاجین اور فقہا امصار کو مذہب بھی بیان کئے غرض کہ  
 ایک کتاب جامع بنائی اور طرق حدیث کو لطف کے ساتھ  
 مختصر کیا یعنی ایک کر کر کے ماسوا کی طرف اشارہ کر دیا  
 اور ہر حدیث کا حال کہ صحیح ہو یا حسن یا ضعیف یا منکر  
 بیان کر دیا اور وجہ ضعف کی ظاہر کر دی تاکہ طالب کو اپنی  
 معاملہ میں کی شناخت ہو اور قابل اعتبار کو غیر خیر سے  
 پہچان لے اور یہ بھی ذکر کیا کہ حدیث مشہور ہو یا غریب  
 مذہب صحابہ و فقہاء امصار کے بیان کئے اور جبکہ  
 نام لکھنے کی ضرورت تھی اور سب نام لیا اور جبکہ کنیت  
 کی حاجت تھی اسکا کنیت بیان کی اور جو لوگ مرید  
 ہم ہیں ان کے لئے کچھ چپا نہیں کھا اور اسی وجہ سے  
 کہتے ہیں کہ جامع ترمذی مجتہد کے لئے کافی و تقلید  
 رہنے والے کے حق میں پس ہو۔

اور ان لوگوں کے مقابل نہانہ مالک و سفیان میں اور بعد



قوم لا یکرهون المسائل ولا یهابون  
الفتیاء ویقولون علی الفقه بناء الدین  
فلا بد من اشاعته ویهابون رواية  
حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم والرفع  
الیہ حتی قال الشعبي علی مزدون النبی صلی  
اللہ علیہ وسلم احب الینافان کان فیہ  
زیادة او نقصان کان علی من دون  
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابراہیم  
اقول قال عبد اللہ وقال علقمہ احب  
الینا وکان ابن مسعود اذا حدث عن  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تربیہ  
وقال هکذا او نحوه هکذا او نحوه وقال عمر  
حین بعث رھطاً من الانصار الی الکوفة  
انکم ناتون لکوفة فتاتون قوالہم اذین  
بالقرآن فیاتونکم فیقولون قد اصاب محمد  
قد اصحاب محمد فیاتونکم فیسألونکم عن  
الحدیث فافلوا الروایة عن رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم قال ابن عون کاد  
الشعب اذا جاءہ شیء اتقی وکان  
ابراہیم یقول ویقول اخراج ہذہ  
الاثار الذکر فیہ تدین الحدیث الفقه للسا

انکے کچھ ایسے لوگ تھے کہ مسائل کو مکروہ نہ جانتے تھے اور نہ  
فتویٰ دینے سے ڈرتے تھے اور کہتے تھے کہ دین کی بناء فقہ  
پر ہی اسی وجہ سے اسکا شائع کرنا ضروری ہے اور حدیث  
پیغمبر صلعم کی روایت کرنے اور اپنی طرف مرفوع کرنے سے  
ڈرتے تھے یہاں تک کہ شعبی نے کہا کہ جو لوگ بعد پیغمبر صلعم  
انپر حدیث کا موقوف ہوتا ہمارے نزدیک زیادہ محبوب ہے  
کیونکہ اگر حدیث میں یا دلی یا کمی ہو تو وہ اسی پر ہے کہ پیغمبر  
پیغمبر صلعم کے ہی اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ قول عبد اللہ  
کا اور قول علقمہ کا ہر دو زیادہ محبوب ہے اور ابن مسعود جب  
رسول خدا صلعم سے حدیث بیان کرتے تو انکا چہرہ ہنس  
سے متغیر ہو جاتا اور یہ کہتے کہ اسی طرح فرمایا ہوا ہو سکے  
قریب ہی الفاظ میں یا مانند انکے۔ اور عمر فاروقؓ نے جب  
ایک قوم کو انصار میں سے کوئٹہ کی طرف روانہ کیا تو فرمایا  
کہ تم کو فہم میں ایسی قوم کر پڑ جائے ہو کہ قرآن پڑھ کر  
سے روتے ہیں وہ تمھارے پاس آئیں گے اور میں گئے کہ ان  
مجموعہ مسلم آئے کپکپائی تشہیف لائے نہ کہ تھیں سے  
پاس آ کر تم سے حدیث پوچھیں گے تو تم رسول خدا صلعم سے  
روایت کم کرنا۔ ابن عون نے کہا کہ شعبی کا دستاویز کہ ان  
پاس جب کوئی مسئلہ آتا تو وہ نہ دہرتے اور نہ غمی کہہ  
کرتے۔ ان آثار کو دارمی نے روایت کیا ہے۔

حاصل یہ کہ حدیث اور فقہ اور مسائل کے محقق ہیں اور میراث کا



من حاجتهم بموقع من وجه آخر وذلك انه  
لم يكن عندهم من الاحاديث والآثار ما يقدرون  
به على استنباط الفقه على اصول التي اختارها  
اهل الحديث ولم تنشرح صدرهم للنظر في  
اقوال علماء البلدان جمعها والبحث عنها  
وانهم وانفسهم في ذلك كانوا العقول في  
اعمالهم انهم في الدرجة العليا من التحقيق  
وكان قلوبهم اميل شئ الى اصحابهم كما قال  
عقبة بن احمر منهم ما ثبت من عبد الله قال  
ابو حنيفة ابراهيم افقه من سائر اولاد فضل  
الصحبة لقلت عقبة افقه من ابن عمر وكان  
عندهم من الفطانة والحدس ومعرفة انتقال  
الذهن من شئ الى شئ ما يقدرون على  
تخير جواب المسائل على اقوال اصحابهم وكل  
مبسر لما خلقه وكل حزب بما لديهم فرحون فقلنا  
الفقه على قاعدة التخيير وذلك ان يحفظ كل  
احد كتاب من هولسان اصحابه عن فهم  
باقوال لقوم واصحابهم نظر في الترجيح فيقال  
في كل مسألة وجه الحكم وكلما سئل عن  
شئ او احتاج الى شئ راى فيها يحفظه

مطلب مكل كيوں كہ خود كے پاس احاديث و آثار ہند نہ تھے  
جسے ان اصول کے مطابق كمال حدیث و فقہ كے فقہ كا  
استنباط كر سكتے اور شہر كے علماء و اقوال میں نظر كرتے اور انكو  
جمع كرنے اور انكو تحقیق كرنے پر ان كو كوكا دل نہ ٹھكا اس بات میں  
اپنے اپنا انھوں نے متم جاتا اور اپنے اماموں كے بارے میں اعتقاد كر كھا  
تھا كہ وہ تحقیق كے واسطے درجہ پر ہیں اور ان كے دل اپنے سات  
كی طرت زیادہ ٹل تھے چنانچہ عقبتہ نے كھا تھا كہ كیا كوئی مسأله  
عبد بن سعود سے بھی ثابت ہوا یا امام ابو حنیفہ نے كھا تھا  
كہ ابراہیم نخعی سارے كے نسبت زیادہ فقیہ ہیں اور اگر شخصیت صحابی  
ہونے كے ثبوت تو میں نہ كندا كہ عقبتہ ابن عمر سے زیادہ فقیہ ہیں  
اور انكو زیر كی اور ذكا اور تیزی ذہن كی ایک بات سے دوسرے كے  
طرت انتقال كرنے میں اُس قدر تھے جس سے یہ مسائل ان كا اپنے  
استاد و ذرا قوال كے بوجہ نہال سكتے تھے اور ہر ایک مختصر  
كیسے وہی چیز آسان ہوتی ہر كے لیے وہ پیدا ہوا اور ہر گروہ  
اپنے اپنے پاس كی چیز سے خوش ہیں غرض كہ لو كوں نے فقہ كی بنیاد  
تخریج كے قاعدے پر ڈالی اور تخریج كا قاعدہ ہو كہ ہر شخص اس  
فقہ كی كتاب دكرتے جو زبان اپنے استاد و ذرا قوال  
قوم سے زیادہ وقت اور ترجیح و توفیق میں نظر زیادہ صحیح كھاتا ہو  
اور بعد حفظ كتاب كے ہر سالہ میں حكم كی وجہ سوچے اور جب كی  
مسالہ پوچھا جاوے یا خود كسی كے كا محتاج ہو تو وہ اپنی اسد و ذرا



من تصریحات اصحابہ فان وجد الجواب  
 فیہا والا نظر الی عموم کلامہم ذاجرہ علی ہذا  
 الصورة او اشارة ضمنية کلامہم فاستنبطنا  
 وربما کان لبعض الکلام اراء واقتضائهم  
 المفصود وربما کان للمسئلة المصوح بها  
 نظیر یحمل علیہا وربما فی علة احکم  
 المصحح بہ بالترجیح او بالسبب والحدف  
 فاداروا حکمہ علی غیر المصحح بہ وربما کان  
 لہ کلامان لواجتماع علی هيئة القیاس الا قننا  
 او الشرطی انتجای المسئلة وربما کان فی کلامہم  
 ما هو معلوم بالمثال والقسمۃ غیر معلوم  
 بالحد الجامع المانع فیرجعون الی اهل  
 اللسان ویتکلفون بتحصیل اثباتہ وترتیب  
 جامع مانع لہ وضبط مبہمہ وتمیز  
 ربما کان کلامہم محتملا لوجهین فیسترون  
 ترجیح احد المتعلین وربما یكون تقریب  
 للائل للمسائل خفیافینون ذلک ربما  
 تبدل بعض المخرجین من فعل ائمتہم سکون  
 فو ذلک فہذا هو التخریج ویقال لہ القول  
 ج فلان کذا ویقال علی مذہب  
 فلان او علی اصل فلان او علی قول

تصریحات کو ہوا سکون یا دین دیکھی اگر جواب کجا بہتر ہوئے  
 عموم تقریر کو دیکھی اور اسکو سکون مذکور پر جاری کر دیا اُنکے  
 کلام کی کسی اشارہ ضمنی کو دیکھی اور اس سے استنباط کر دیا بعض  
 اوقات کسی کلام کا اشارہ یا مقتضایا ہوتا ہے اور اس سے  
 مقصود غہوم ہوتا ہے اور کبھی اس مسالہ مصرحہ کی نظیر ہوتی ہے  
 کہ آپ حمل کرتے ہیں اور کبھی جس حکم کی صراحت تخریج یا قننا  
 یا حذف سے ہو چکی ہے اسکی علت دیکھتے ہیں اور اور سے حکم اس  
 مسالہ پر جاری کرتے ہیں جسکی تصریح نہیں ہوتی اور کبھی اسی  
 دو تقریریں ہوتی ہیں کہ اگر قیاس اقترانی یا شرطی کی صورت چھج  
 ہوں تو اسکا نتیجہ مسالہ کا جواب ہو اور کبھی استاد کو کلام  
 میں ایسی بات ہوتی ہے کہ وہ مثال اور قسم سے معلوم ہوتی ہے  
 اور حد جامع و مانع سے معلوم نہیں ہوتی لہذا صورتیں ہوں  
 اہل زبان کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس چیز کی ذاتیات بہم  
 پہنچانی اور حد جامع و مانع مرتب کرنے اور اسکی مبہم کو ضبط  
 کرنے اور مشکل کو تیز کرنا تکلف کرتے ہیں اور کبھی ساتھ  
 کے کلام میں احتمال و وضو تو نکا ہوتا ہے تو ایسا احتمال کی ترجیح  
 دینے میں نظر کرتے ہیں اور کبھی لائل کا منطبق ہونا مسائل  
 پر مخفی ہوتا ہے تو اسکو بیان کرتے ہیں اور کبھی بعض تخریج کے  
 اپنی اماموں کی فعل اور او کو سکون وغیرہ سے حجت پکڑتی ہیں  
 غرض کہ اسی صنگ کا نام تخریج ہے اور اسکو یوں بولتے ہیں  
 کہ فلان شخص کا قول تخریج کیا ہوا ہے اور یوں بھی کہتے ہیں



فلان جواب المسئلة كذا وكذا ويقال لمولانا  
المجتهدان في المذهب عني هذا الاجتهاد  
على هذا الاصل من قال من حفظ المبسوط  
كان مجتهدا اي ان لم يكن له علم بالرواية اصرار  
لحديث واحد فوقع التخييع في كل من هب  
مذهب كثر ذاي من هب كان اصحابه مشهورين  
وسد اليهم القضاء والافتاء واشتهر تصانيفهم  
في الناس ورسولهم ساظا من انتشر في اقطار  
الارض لم يزل ينتشر كل حين واي من هب  
كان اصحابه خلائين ولم يولوا القضاة و  
الافتاء ولم يرغب فيهم الناس اندس  
بعد حين -

واعلم ان التخييع على كلام الفقهاء تتبع لفظ  
الحديث لكل منهما اصل اصيل في الدين ولم يزل  
المحققون من العلماء في كل عصر ياخذون  
بهما فمنهم من يقل من ذاك ويكثر من ذلك و  
منهم من يكثر من ذاك ويقل من ذلك فلا ينبغي  
ان يحمل امر واحد منهما بالمرء كما يفعل عامة  
المرئيين واسماء الحق البحت ان يطابق  
احدهما بالاخر وان يجيب  
اخلاف كل بالآخر وذلك قول

كردان شخص کے مذہب یا اسکی اصل اس کے قول پر سالہ کا  
جواب بطرح ہو اور ان ہی تخییع والوں کو مجتہد فی المذہب کہتے  
ہیں۔ اور جس شخص نے یوں کہا کہ جو کوئی مبسوط یاد کرے وہ مجتہد  
ہو جاتا ہے اسکی مراد یہی مجتہد داسی حد تخییع پر ہی یعنی اگر  
اسکو علم روایت حدیث بالکل نہ ہو اور نہ ایک حدیث کا بھی  
باجملہ تخییع ہر ایک مذہب میں ہو اور بہت ہو اور جس مذہب  
والے مشہور ہو انکو عمدہ قاضی اور مفتی کا سپرد ہوا اور انکی  
تصنیفیں لوگوں میں مشہور ہوئیں اور کلمہ کھلا پر حاظر جایا  
کہ جس سے اطراف زمین میں وہ مذہب پھیل گیا اور برابر ہو  
پھیلتا رہا اور جس مذہب کے لوگ گناہ تھے اور انکو قاضی  
اور مفتی کا عمدہ نہ ملا اور لوگ انکی طرف متوجہ نہ ہوئے وہ مذہب  
تھوڑے دنوں کے بعد نابود ہو گیا۔

اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ مساک کا جواب کلام فقہاء کی کتابوں  
اور الفاظ حدیث کی تفسیر سے نہ نکالنا دونوں فریق یعنی اہل حدیث  
اور اہل فقہ کے لیڈرین میں اصل مقرر ہو اور علمائے محققین ہر زمانہ  
میں ہمیشہ دونوں ان صلوات کو اختیار کرتے رہے بعضے کلام فقہاء کو  
کم لیتا اور حدیث کو زیادہ اور بعض کلام فقہاء کو زیادہ لیتے  
اور حدیث کو کم پس یوں مناسب نہیں کہ ان دونوں طریق  
میں سے ایک کو بالکل چھوڑ دیں جیسے کہ دونوں فریق کے عوام  
کرتے ہیں بلکہ حق خالص یہ ہے کہ ایک کو دوسرے سے مطابق  
کرین اور ایک کی کسر دوسرے سے متاثر نہ ہو اور یہی مراد اس



الحسن البصری سنتکم والله الذی لا اله الا هو بینہما بین الغالی والجا فی فن کان من اهل الحدیث ینبغی لہ ان یعرضوا اختار وذهب الیہ علی رای المجتہدین من التابعین ومن بعدہم ومن کان من اهل التحزیج ینبغی لہ ان یحصل من السنن ما یختار بہ من مخالفة الصریح الصحیح ومن ان یقول بروایہ فی ما فیہ حدیث او اثر یقلد الطاقة ولا ینبغی لمحدث ان یتعمق فی القواعد التی احکمها اصحابہ ولیست مما انص علیہ الشارع فیرد بہ حدیثا او قیاسا صحیحاً کرد ما فیہ ادنی شائبۃ الارسال والا لنقطاع کما فعل ابن حزم مرد حدیث تحریم المعارف لشیائے الانقطاع فی روایہ البخاری علی انه فی نفسه متصل صحیح فان مثلاً غایبنا الیہ عندا لتعارض کقولہم فلان حفظ حدیث فلان من غیرہ فیرجون حدیثہ علی تحلی غیرہ لہ وان کان فی الآخر الفحجہ من الروح جاز وکان

قول حسن بصری رحمہ اللہ سے ہو کہ قسم اس شخص سے پاک کی کہ کوئی معجزہ حق نہ آئے سوائے کہ تمہاری سنت و دلو کی و میان پر یعنی ملو کر پوچھا اور چھکار کے درمیان غصہ کہ ہل حدیث کو چاہیے کہ جس چیز کو اختیار کیا ہو اور اپنے منہ پکارتا ہو اسکو تابعین اور ان کے بعد کے مجتہد و فکی سے پریش کرے اور اہل تحزیج کو چاہیے کہ احادیث میں سے وہ بات ہم پر چھوڑے جسے سب سے حدیث صحیح کی صریح مخالفت سے بچے اور جس باب میں کہ حدیث یا اثر موجود ہو اس میں اپنی طاقت بھر اسے لگانے سے احتراز کرے اور کسی محدث کو مناسب نہیں کہ ان قواعد کے استعمال میں جو محدثین نے مستحکم کیے ہیں و شارح نے انکی تصریح نہیں کی امتثال نہ کرے کہ اس کے کسی حدیث یا قیاس صحیح کو نہ ماننے مثلاً نہ ماننا اس حدیث کا جس میں تھوڑا سا شک مرسل ہونے اور منقطع ہونیکا جو جیسے ابن حزم نے کیا ہو کہ حدیث حرمت ہاجے گاجے کے نہیں مانے اسوجہ کہ بخاری کی روایت میں منقطع ہونیکا احتمال ہو حالانکہ وہ حدیث بذاتہ متصل صحیح ہو اور میں سے بات یعنی شہد انقطاع کی طرف صرف تعارض کے وقت جایا کرے ہیں اور مثلاً محدثین کا یوں کہنا کہ فلان شخص کو فلان کی حدیث نسبت غیر کے زیادہ یا وہ اسوجہ اہل کی حدیث سے کہیں حدیث پر ترجیح دیں اگرچہ وہ اس میں زیادہ ترجیح ہو

یعنی حدیث میں نہ تنہا ہاتھ کرے کہ فقہ کو بالکل چھوڑ دے اور نہ اتنی کوتاہی کرے کہ بالکل فقہ کا ہوش اور حدیث کے

سہو ہا کرے بلکہ دونوں مہون کے بیچ میں سے چنانچہ موعظ خود آگے کھنچو



اهتمام جمهور الرواة عند الرواية بالمعنى  
 بروس المعاني دون الاعتبار القی  
 يعرفها المتعقون من اهل العربية قال  
 لهم بنحو الفاء والواو وتقسيم كلمة وتأخير  
 ونحو ذلك من التعمق فكثيرا ما يعبر الرواة  
 الاخر عن تلك القصة فياتي مكان ذلك  
 الحرف بحرف اخر والمحقق ان كلما ياتي به  
 الراوى فطاهر انه كلام النبي صلى الله  
 عليه وسلم فان ظهر حديث اخر او دليل  
 اخر وجب المصير اليه ولا ينبغي المخرج  
 ان يخرج قولاً يفيد نفس كلام اصحابه ولا  
 يفهمه منه اهل العلم والعلماء باللغة  
 ويكون بناء على تخريج مناط او حمل نظير  
 المسئلة عليها مما يختلف فيه اهل الاجتهاد  
 وتتعارض الاسراء ولوان اصحاب سائر  
 عن تلك المسئلة ربما لم يحسنوا التخييل  
 الطير لما يعورب ذكر واعلة غير ما خرج  
 هو وانما جاز التخرج بحال في الحقيقة من  
 انما ايد الاجتهاد ولا يتم الا فيما يفهم من محله  
 لا ينبغي ان يرد حديث او اثر اطلاق

اور سب اور پور کا اہتمام روایت بالمعنی کرنے کے وقت اصل  
 معنی پر توجہ نہ اُن اعتبارات پر کہ اہل عربیت کی لکھت کہتے  
 انکو جانتے ہیں مثلاً حرف فاء اور واو اور ایک کلمہ کی تقسیم  
 و تاخیر وغیرہ سے حجت پر ناخالص لکھت کیونکہ اکثر دوسرا روای  
 اسی قسمہ کو بیان کرتا ہو اور اُس حرف کی جگہ دوسرا حرف  
 رہتا ہو۔ اور سچ یہ ہے کہ جو کچھ راوی ذکر کرتا ہو ظاہر ہی ہے  
 کہ وہ غیر صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہو تو اگر دوسری حدیث  
 یا دوسری دلیل ظاہر ہو تو اسکی طرف رجوع کرنا واجب ہے  
 اور تخریج واسے کو مناسب نہیں کہ ایسا قول نکالے کہ  
 جو اُسکے ساتھ کہے کلام کا مقصود نہ ہو اور نہ اُس کلام سے  
 عرف اللہ اور لغت دان اُس قول کو سمجھیں اور تخریج مناط  
 کے بنایا نظیر مسالہ کو مسالہ پر محمول کرنا ایسا جو جہوں  
 ارباب عمل اختلاف رکھتے ہوں اور رائیں ایک  
 دوسرے کے مخالف ہوں اور اگر بالفرض اُسکے  
 استادوں سے یہی مسالہ پوچھا جاتا تو شاید کسی مانع کی  
 وجہ سے وہ نظیر کو نظیر پر محمول کرتے اور کبھی وہ ملت ہتات کہ  
 اس غلط کسوٹ پر جو تھے نکالی ہو اور تخریج فہم سوجھ سے  
 درست رہتی کہ حقیقت یہ اجتہاد کی تقلید یا تخریج پوٹی ہی  
 ہوتا ہے کہ جسکے کام سمجھی ہو اور نیز تخریج والیکون نہیں کہ  
 اس سے مدد کیا ہے جسکو چاہئے اور اسکے ساتھ نہ نکالنا کہ جسکی

مسئلہ کسی سے اور ہر جگہ سے ہیں تو وہ اندر میں کوئی صفت مثلاً لایحکم کی علت تھیں جس سے اسکی علت کو مٹا دیتے ہیں



عليه القوم لقاعدة استخراجها هو واضحاً  
 كرو حديث المصواة وكاسقاط سهم ذوى  
 القربى فان رعاية الحديث اوجب من  
 رعاية تلك القاعدة المخرجة والى هذا  
 المعنى اشار الشافعى حيث قال بما قلت  
 من قول او اصلت من اصل فبلغ عن رسول  
 الله صلى الله عليه وسلم خلاف ما قلت  
 فالقول ما قاله صلى الله عليه وسلم و  
 من شواهد ما نحن فيه ما صدر به الامام  
 ابو سليمان الخطابى كتابه معالم السنن حيث  
 قال رايتم اهل العلم فى زماننا قد حصلوا  
 جزيين والقسموا الى فرقتين اصحاب  
 حديث واثروا اهل فقه ونظروا كل واحد  
 منهما لا يتميز عز اختراها فى الحاجة ولا يستغنى  
 عنها فى در لا مانحوه من البغية والاراء  
 لان الحديث بمنزلة الاساس الذى

جسیر قوم کا اتفاق ہو کر ہے جیسے روکرنا حدیث  
 مصواة کا اور جیسی ساقط کرنا حصہ ذوی القربى کا کیونکہ  
 حدیث کی رعایت واجب تر ہے نسبت رعایت اس  
 قاعدہ نکالے ہوئے کے اور امام شافعى نے اس بات  
 کی طرف اشارہ کیا ہر جہان کہا ہے کہ جو کوئی قول میں نے  
 کہا ہے یا کوئی اصل مقرر کی ہے اور خلاف میرے قول کے  
 رسول خدا صلعم سے پہنچے تو قول وہی ہو جو آنحضرت  
 صلعم نے فرمایا۔ اور جس بات کو ہم کہہ رہے ہیں  
 اسکا ایک شاہد وہ کلام ہے جس سے امام ابو سلیمان  
 خطابی نے اپنی کتاب معالم السنن کو شروع کیا ہے  
 وہ یوں کہتے ہیں۔ میں نے اہل علم کو اپنے زمانے میں دیکھا  
 کہ دو جماعتیں ہوئیں اور دو فرقوں میں منقسم اول  
 اصحاب حدیث اور اثر دوم ارباب فقه و  
 نظر اور ان دونوں میں ہر واحد اپنی حاجت  
 میں دوسرے سے جدا نہیں اور نہ اپنا مقصود حاصل  
 کرنے میں اس سے بے پروا اسلئے کہ حدیث بجا کیونکہ ہے

۱۱ مصواة وہ دو دو کا جانور ہے کہ جس کا دو دو پر پہنچے وقت نہ دو ہوا جسے نہ دو شتری کہ اسکا ہوا۔ زیادہ قیمت دیکر خریدے اور جب حدیث مصواة  
 ہے کہ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی ایسا جانور خریدے وہ اس کے دو تئے کے بعد اختیار کرتا ہے کہ چاہے اسکو کھے چاہے واپس  
 کرے اور اس کے ساتھ ایک صلح خرابی کرے وہ انسانى غیر ایمان خرابی نہیں اس کو کہ خرید شتری نے نکالا اور یہ خوبت یہ ہے  
 کیونکہ ضمان چیز کا مثل سے ہوتا ہوا یا تمسک اور صلح خرابی اسلئے کہ وہ تھوڑا ہو یا بہت گلے کا ہو یا بکری کا سب ہونو یہ بیان میں صلح خرابی  
 ہوا ہے ہمیں بہت سے حدیث میں فقہاء کے مذاہب مختلف ہیں ۱۲ ذوی قربى سے مراد بنی ہاشم و بنی مطلب ہیں ان میں سے ان کو  
 حصہ انحصار معنی پچیسواں ہے نہ آنحضرت صلعم نے بعد از خیر کو حصہ زیادہ بخشا۔ شدید نے نہیں یا سب سے بہت سے مذاہب مختلف ہوں

۱۱ مصواة وہ دو دو کا جانور ہے کہ جس کا دو دو پر پہنچے وقت نہ دو ہوا جسے نہ دو شتری کہ اسکا ہوا۔ زیادہ قیمت دیکر خریدے اور جب حدیث مصواة  
 ہے کہ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی ایسا جانور خریدے وہ اس کے دو تئے کے بعد اختیار کرتا ہے کہ چاہے اسکو کھے چاہے واپس  
 کرے اور اس کے ساتھ ایک صلح خرابی کرے وہ انسانى غیر ایمان خرابی نہیں اس کو کہ خرید شتری نے نکالا اور یہ خوبت یہ ہے  
 کیونکہ ضمان چیز کا مثل سے ہوتا ہوا یا تمسک اور صلح خرابی اسلئے کہ وہ تھوڑا ہو یا بہت گلے کا ہو یا بکری کا سب ہونو یہ بیان میں صلح خرابی  
 ہوا ہے ہمیں بہت سے حدیث میں فقہاء کے مذاہب مختلف ہیں ۱۲ ذوی قربى سے مراد بنی ہاشم و بنی مطلب ہیں ان میں سے ان کو  
 حصہ انحصار معنی پچیسواں ہے نہ آنحضرت صلعم نے بعد از خیر کو حصہ زیادہ بخشا۔ شدید نے نہیں یا سب سے بہت سے مذاہب مختلف ہوں



هو الاصل والفقہ بمنزلة بناء الذي هو  
 له كالفرع وكل بناء لم يوضع على قاعدة  
 اساس فهو منهزم وكل اساس خلا عن بناء  
 وعمارة فهو قفر وخراب ووجدت هذين  
 الفريقين على ما بينهم من الترانى في المحابر  
 والتقارب في المنزليات وعموم الحاجة من  
 بعضهم الى بعض شمل الفاقة اللازمة  
 لكل منهم الى حبلى اخوانا متاجرين على  
 سبيل الحق بلزوم التناصر والتعاون  
 غير متظاهرين فاما هذه الطبقة الذين  
 هم اهل الحديث والاشرفان الاكثريين  
 منهم انما هم الروايات جمع الطرق وطلب  
 الغريب الشاذ من الحديث الذي اكثره  
 موضوع او مقلوب يراعون المتن ولا  
 يتفهمون المعاني ولا يستنبطون سها ولا  
 يستخرجون ركازها وفقهمها ورماعا بوالفقار  
 وتناولوهم بالطعن ادعوا عليهم مخالفة  
 السنن لا يعلمون انهم عن مبلغ ما وتوهم  
 العلم قاصرون بسؤال القول فيهم اثموا اما  
 الطبقة الاخرى وهم اهل الفقه والنظر فان  
 اكثرهم لا يعرفون من الحديث الا على

جو اصل تھا اور فقہ بجائے عمارت کے جو جو اصل کیلئے  
 بجائے شاخ کے جو جو عمارت کسی نیو کی جڑ پر نہیں  
 رکھی جاتی وہ منہدم ہوتی جو جو بنیاد عمارت سے  
 خالی ہوتی جو وہ بیابان اور ویران جو اور زمین ٹٹان  
 دونوں فرو کو جو جگے مرتبے ایسے پاس اور منزلت ایسے  
 قریب رحمت ایک دوسرے کو عام اور ضرورت ہر ایک کی  
 دوسرے کو لگی ہوئی ہے ایسے بھائی پائے کہ آپس میں دیرانت  
 کر نیو جو راہ حق میں لازم ہے چھوٹے سے چھوٹے ایک دوسرے  
 کی پستی نہیں کرتے۔ طبقہ اہل حدیث و اثر کا حال  
 یہ ہے کہ انہیں اکثر کی کوشش رہا بتوں کا بیان کرنا  
 اور سندوں کو اکٹھا کرنا اور غریب اور شاذ کو اُس  
 حدیث سے تلاش کرنا جو جس کا اکثر موضوع یا مقلوب ہو  
 یہ لوگ نہ الفاظ حدیث کا لحاظ کریں اور نہ معانی  
 کو سمجھیں اور نہ اُنکے راز کو استنباط کریں اور  
 نہ اُنکے دفتینہ اور فقہ کو نکالیں اور بعض اوقات  
 فقہا پر عیب لگا دین اور طعن سے اُنکو برا کہیں  
 اور اُنپر مخالفت سنت کا دعوے کریں اور یہ نہیں  
 جانتے کہ جس قدر علم فقہا کو دیا گیا وہ خود اُس سے  
 قاصر ہیں اور فقہا کے برا کہنے سے گنہگار ہوتے  
 ہیں۔ اور دوسرے طبقہ اہل فقہ و نظر کا یہ حال  
 ہے کہ انہیں سے اکثر حدیث کی طرف کستہ ہی



اقله ولا يكادون يميزون صحيحه من  
سقيه ولا يعرفون حيلة عزدي لا يعيرون  
بما بلغهم منه ان يحتجوا به على خصوصهم اذا  
واقعوا هذا هبه التي ينتحلونها ووافق اراءهم  
التي يعتقدونها وقد اصطالحوا على مواضع  
بينهم في قبول الخبر الضعيف الحسن المتعطل  
اذا كان ذلك قد اشتهر عندهم وتعاوروا  
اللسن فيما بينهم من غير ثبت فيه او غير  
علم به فكان ذلك زلة من الراي عياض  
وهؤلاء وفقنا الله واياهم لوحك اللهم عن  
واحد من رؤساء هذا هبه وزعماء غلظ  
قول يقول باجتهاده من قبل نفسه  
طلبوا فيه الثقة واستبرأوا له العهد  
فتجدوا صحابا لا يعتمدون في مذهبه  
الا ما كان من رواية ابن القاسم ولا شهاب  
وضربا ثما من نبل اصحابه فاذا اجاءت  
رواية عبد الله بن عبد الحكم واضرابا لم  
يكن عندهم طائلا وتري اصحاب ابي  
حنيفة لا يقبلون من الرواية عنه الا ما حكاه  
ابو يوسف ومحمد بن الحسن العلوية من  
اصحاب الاجلة من تلامذته فان جاء

میل کرتے ہیں نہ صحیح کو ضعیف سے جدا کریں اور کھڑے  
کو کھوٹے سے پہچانیں اور جو حدیث انکو پہنچتی ہے اس سے  
مخالفت پر حجت انکی پروا نہیں کرتے بشرطیکہ جن مذاہب  
کے وہ پابند ہیں حدیث مذکور انکو موافق ہو اور نیز انکے  
راویوں کے مطابق جسکے وہ معتقد ہیں اور آپس میں اس  
قرار داد پر مصطلح ٹھہرائی کہ خبر ضعیف اور حدیث منقطع  
اسوقت پذیرا ہوگی کہ چاہے اصحاب کے پاس مشہور  
اور انکے درمیان زبانوں پر نہ کور ہو گو کوئی پیشگی یا علم  
یقین اس میں نہ ہو تو یہ مصطلح اسے کی لغزش اور بحالت  
ہو یا اور اگر ان لوگوں کے سامنے خدا ہلکا اور انکو فوق  
عنایت قرار دے انکے مذہب کے کسی نہیں اور ملت کے  
کسی عظیم کا ایسا قول نقل کیا جائے کہ اُنکے خاص اپنے  
اجتماع سے انکو کما ہوتا نہیں راوی اُنکے کی تفتیش کرتے  
ہیں اور اس سے بری الذمہ ہوا چاہتے ہیں مثلاً مالک بن  
ویکھو گے کہ امام مالک کے مذہب میں ہی مستبرحانین گے  
جو ابن قاسم اور شہب اور ان جیسے ٹکے ٹکے اصحاب مالک  
کی روایت ہوا ہاگر کوئی روایت عبد اللہ بن عبد حکم اور  
اسکے ہمسرین کے آجائے تو انکے نزدیک معتبر نہ ہوگی۔ اور  
ایسے ہی امام ابو حنیفہ کے تابعین میں ہی روایت امام کی قبول کرتے  
ہیں جسکا ابو یوسف اور محمد بن حسن اور امام کے ٹکے شاگردوں اور  
جلیل تلامذہ نقل کیا ہوا اور اگر انکے پاس کوئی روایت



هم عن الحسن بن زياد اللؤلؤي ورواه  
 رواية قول بخلافه لم يقبلوه ولم يعتمدوا  
 وكان لا تجدوا صحاح الشافعي المليون في مزبارة  
 المزني والربيع بن سليمان المرادي فإذا  
 جاءت رواية حرملة والبخاري وأمثاله  
 لم يلتفتوا إليها ولم يعتمدوا في أقاويله على  
 هذا عادة كل فرقة من العلماء في أحكام  
 مذاهب أئمتهم واستأذيرهم فإذا كان  
 هذا دأبهم وكانوا لا يقتنعون في أمثلة  
 الفروع وروايتهم عن هؤلاء الشيوخ إلا  
 بالوثيقة والثابت فكيف يجوز لهم أن يثبتوا  
 في الأمر الأهم والخطب الأعظم وأن  
 يتواكوا الرواية والنقل عن إمام الأئمة  
 ورسول رب العزة الواجب حكمه اللازمة  
 طاعته الذي يجب علينا التسليم بحكمه  
 والالتقاء دلا من حيث لا نجد في  
 أنفسنا حرجا مما قضاه ولا في صدورنا  
 غلا من شوق إبرمه وامضاء أرائيم إذا  
 كان للرجل أن يتساهل في أمر نفسه  
 ويسامح غرماءه في حقه فيأخذ منهم  
 الزيف ويقضي لهم من لا عيب هل

حسن بن زياد اللؤلؤي اور اُس سے کمتر شخص کے  
 آوے جو پہلی روایت کے خلاف ہو تو اسکو پذیرا اور معتد  
 نہ کریں گے۔ اور ایسے ہی امام شافعی کے تابعین  
 کو دیکھو گے کہ شافعی کے مذہب میں  
 صرف مزنی اور ربیع بن سلیمان مرادی کی روایت  
 کو مستحکم سمجھتے ہیں اور اگر کوئی روایت حرملة اور بخاری اور  
 ان جیسوں کے آئے تو انکی طرف التفات نہیں کرتے  
 اور نہ اقوال شافعی میں اسکو شمار کریں اسبطح علما کے ہر فرقہ  
 کی عادت اپنے اماموں اور استادوں کے احکام میں ہر  
 اور جس صورت میں کہ ان لوگوں کا دستور اور قاعدہ ان  
 فتومات کے معاملہ میں اور اپنے استادوں سے انکے مروی  
 ہونے میں یہ ہے کہ بدون اعتماد اور پختگی کے التفات نہیں کرتے  
 تو انکو کیسے جائز ہوگا کہ امر ضروری اور بخاری کام  
 میں سستی کریں اور روایت اور نقل اماموں کی امام  
 اور رسول رب العزت کو دوسروں پر چھوڑ دیں جس  
 رسول کے حکم کو ماننا اور انکی فرمانبرداری ہمہرہی طرح  
 واجب ہے کہ جس بات کا وہ حکم کر دیں اُس سے  
 اپنے دلون میں تنگی نہ پائیں اور جس حکم کو وہ نافذ اور  
 جاری فرمائیں اُس سے ہمارے سینوں میں کچھ کینہ نہ ہو  
 بھلا دیکھو تو جب آدمی اپنے معاملہ میں سستی کرے اور  
 اپنے قرضخواہوں کے اپنے حق میں چشم پوشی کرے یعنی  
 اُسے کھوٹے دام قرض لے اور بے عیب دام انکو ادا کرے



يجوز له ان يفعل ذلك في حق غيره اذا  
كان ناشئاً عنه كولي الضعيف وصي  
اليتم ووكيل الغائب وهل يكون له  
ذلك منه اذا فعله الا خيانة للعهد لثنا  
اللزامة فهذا هو ذلك ما عيان حسروا ما عيانا  
مثل ولكن اقر ما عسى استوعر واطرق  
الحق واستطالوا المدة في ذلك الخط و  
احبوا عجمالة النيل فاخصروا طريق العلم  
واقصروا على تنف وحروف منتزعة من  
معاني اصول الفقه سموها عللاً وجعلوها  
شعاعاً لا نفسهم في الترسيم برسم العلم  
واخذوها جنة عند لقاء خصومهم  
ونصبوها درثية للنقض والجدال  
يتناظرون بها ويتلاطون عليها وعند  
التصادر عنها قد حكم للغالب بالحق  
والتبريز فهو الفقيه المذکور في عصره  
والرئيس المعظم في بلده ومصره هذا  
وقد دس لهم الشيطان حيلة لطيفة  
وبلغ منهم مكيده بليغة فقال لهم هذا  
الذي في ايديكم علم قصير وبضاعة  
مزحاة لا تفي بمبلغ الحاجة الى الكفاية

تو ایسے آدمی کو کہیں جائز ہو کہ یہ بات دوسرے کے  
حق میں کرے جسکی طرف سے نائب ہو مثلاً کسی ضعیف کا  
ولی اور یتیم کا وصی اور غایت کا وکیل ہو یہ بات انکو  
ہرگز جائز نہ ہوگی اور اگر ایسا کریگا تو بھڑاسکے کرے فصل  
عہد میں خیانت کرنا اور ذمہ کو توڑنا ہوا اور کیا ہوگا۔  
پس یہ صوت وہی ہے خواہ آنکھ سے دیکھو یا دل سے پرکھو  
لیکن کچھ لوگوں نے شاید طریق حق کو شکل جاتا اور بھڑوانی  
پانے کی مدت و راز بھی اور مقصود حاصل کرنے میں جلدی  
پسند کی اس غرض سے طریق علم کو مختصر کیا اور چند امور پر  
اکتفا کیا اور کچھ باتیں معانی اصول فقہ سے نکال کر انکا  
نام ملل رکھا اور علم کے پانچوں سواروں میں داخل ہونے  
کے لیے ان باتوں کو اپنی پہچان معتمدگی اور مخالفوں کے  
مقابلہ کے وقت اُنکو سپر کیا اور جنگ جہال میں اُنکو  
ٹٹی بنایا کہ ان ہی سے باہم مناظرہ کرتے ہیں اور ان ہی  
دھچکاؤ کی ہوتی ہے اور ان باتوں کے مناظرے پھرنے  
کے وقت جو غالب رہتا وہ اسپر زیر کی اور فوقیت ہونے کا  
لگتا ہے یعنی اپنے وقت میں فقیہ مشہور اور اپنے شہر میں  
بڑا رئیس وہی ہو اور اسپر طرہ یہ ہو کہ شیطان نے  
چپکے سے ایک لطیف جلد اُنکے لیے نکالا اور  
اُسے بڑا دوا کھینچا یعنی اُسے کہا کہ جو کچھ تھیست  
پاس ہے یہ علم کم اور متاع کا سد ہی حاجت اور کفایت کو



فاستعينوا عليه بالكلام و صلوة بالمقطعة  
منه واستظهروا باصول المتكلمين يتسع  
للمع من هب الخوض في مجال النظر فصل عليم  
ابليس ظنه و اطاعه كثير منهم و اتبعوه  
الا فبقا من المؤمنين في حال العقل  
اين يذهب بهم و اني يخذلهم الشيطان عن  
حظهم موضع رشد هم والله المستعان  
انتهى كلام الخطابي -

باب حكاية حال الناس قبل المائة  
الرابعة و بيان سبب الاختلاف بين  
الاولائل والاخر في الانتساب الى مذهب  
من المذاهب عدده و بيان سبب الاختلاف  
بين العلماء في كونهم من اهل الاجتهاد المطلق  
او اهل الاجتهاد في المذهب لفرق بين هاتين المذاهب  
واعلم ان الناس كانوا في المائة الاولى  
الثانية غير مجتمعين على التقليد المذاهب  
بعينه قال بوطالب المكي في قوت القلوب  
ان الكتب المجموعات محدثة والقول بمقتضى  
الناس و الفتيا بمذهب الواحد من الناس  
و اتخاذ قوله و الحكاية له في كل شيء و الثقة  
على مذهبه امر يكره الناس قد يماثلون ذلك

و اني نسين اسير علم كلام کی مدد و اور کچھ علم کلام سہین  
کا تھو اور تکلمین کے اصول سے قوت ہم پہنچاؤ تاکہ  
آدمی کو غور کی راہ اور فکر کے جولان گاہ کھلے غرض کہ  
شیطان نے اپنا خیال ان پر سچا کر دیا اور مومنوں کے ایک فرق  
کے سواہتوں نے اسکی اطاعت اور ہریری کے ہمہ کو  
مروون اور انکی عقلوں سے حیرت ہو کہ شیطان ان کو کہاں  
لے جاتا ہے اور یہود و انی اور مقام ہدیت سے کہاں بہکا تا  
ہو اور فیضی ہی سے مدد و کار ہو پورا ہوا کلام خطابی کا -  
باب ان لوگوں کے حال کے ذکر میں جو چوتھی صدی  
سے پیشتر ہوئی اور اس اختلاف کے سبب کے  
میان میں جو پہلون اور پچھلون میں کسی مذہب کی  
طرت منسوب ہونے اور نونے میں ہوا اور نیز  
علماء کے اس اختلاف کے سبب کیا نہیں کہ بعض مجتہد مطلق  
ہوئے بعض مجتہد فی المذهب و ان دونوں کو فرق کے ذکر میں  
جانتا چاہیے کہ پہلی اور دوسری صدی میں لوگ  
ایک مذہب معین کی تقلید پر متفق نہ تھے چنانچہ  
ابوطالب مکی نے قوت القلوب میں کہا ہے کہ  
کتابین اور مجموعی سب سے نکلی ہوئی ہیں اور  
لوگوں کے اقوال کا بیان کرنا اور ایک شخص کے  
مذہب کی فتویٰ دینا اور اس کے قول کو اختیار کرنا اور ہر چیز  
میں اسکی نقل کرنی اور اس کے مذہب پر اعتماد کرنا

فی القرنین الاول والثانی انھما بل کان النکاح  
 علی درجتین العلماء والعامۃ وکان  
 من خبر العامة انھما کانوا فی المسائل  
 الاجماعیۃ التی لا اختلاف فیہا بین المسلمین  
 و بین جمہور المجتہدین لا یقلدوا الا صاحب  
 الشرع وکانوا یتعلمون صفة الوضوء  
 الغسل احکام الصلوۃ والزکوۃ ونحو ذلك  
 من اباءھما و معلو بلادھم فیمشوا علی ذلك  
 و اذا وقعت لھم واقعة نادرة استفتوا فیہا  
 ای مفت جلد امن غیر تعین من قال ابن  
 الھمام فی آخر التحریر کانوا یتفتون مرة واحدة  
 او مرة غیرہ غیر ملتزمین مفتیا واحدا انھما  
 واما العلماء فکانوا علی مرتبتین منھما  
 من امعن فی تتبع الکتاب السنۃ والاثر  
 حتی حصل لہ بالقوۃ القریبۃ من الفعل  
 ملکہ از ینتصب مفتیا فی الناس یحببھم فی  
 الوقائع غالباً بحيث یكون جوابہ اکثر ما  
 یتوقف فیہ ویختص باسم المجتہد المطلق  
 وهذا الاستعداد یحصل نادرة باستفاد  
 الجہد فی جمع الروایات فانہ ورد کثیر من  
 الاحکام فی احادیث و کثیر منہا فی آثار الصحاب

اول اور دوم قرنوں میں لوگوں کا دستور نہ تھا تمام ہوا  
 قول ابو طالب کا۔ بلکہ لوگ اس وقت دو طرح تھے  
 علما اور عوام۔ عوام کا یہ حال تھا کہ مسائل فقہیہ میں  
 جن میں مسلمانوں کے اندر یا جمہور مجتہدین کے درمیان  
 اختلاف نہ تھا بجز شارع کے اور کسی کی تقلید نہیں کرتے  
 تھے اور کیفیت وضو اور غسل کی اور نماز اور زکوۃ  
 وغیرہ کے احکام اپنے باپ دادوں یا اپنے شہوں کے  
 پڑھانیوں سے سیکھ لیتے تھے اور اسی پر چلتے تھے  
 اور جب کوئی حادثہ منجبی واقع ہوتا اس کے بارے میں  
 جس مفتی کو پاتے بدون تعین مذہب کے پوچھ لیتے  
 ہیں ہمام نے آخر تحریر میں کہا کہ کبھی ایک شخص سے  
 پوچھتے اور کبھی دوسرے سے التزام ایک مفتی کا  
 نکرے لفظ۔ اور علماء و فہم کے تھے ایک وہ عالم  
 جنھوں نے قرآن اور سنت اور ہمارے کی جستجو میں  
 اتنا غور کیا کہ انکو باقوۃ جسکو بالفصل کہنا چاہتے ہیں  
 استعداد حاصل ہوئی کہ لوگوں میں مفتی مقرر ہو جائیں  
 کہ اکثر معاملات میں انکو جواب دین سطر حیر کہ چاہے  
 دینا توقف کر نیکی نسبت زیادہ ہو یہ لوگ مجتہدین تھے  
 نام سے خاص تھے اور یہ استعداد کبھی اس طرح ہوتا  
 ہوتا کہ وہ اتیان کے جمع کرنے میں خیر باتوں میں  
 کیونکہ بہت احکام احادیث میں ہیں و بہت آثار صحاب



والتابعین وتبع التابعین مع ما لا یفک  
 عنه العاقل العارف باللغة من معرفة  
 مواقع الکلام وخصایا العلم بالاثار من معرفة  
 طرق الجمع بین المختلفات وترتیب الدلائل ونحو  
 ذلك کحال الامامین القدیة بن احمد بن  
 محمد بن حنبل واسحق بن راهویه وتارة  
 بالحکام طرق التخریج وضبط الاصول المروية  
 فی کل باب باب عن مشائخ الفقه من  
 الضوابط والقواعد مع جملة صالحة من  
 السنن الاثار کحال الامامین القدیة  
 ابی یوسف ومحمد بن الحسن عندم من حصل  
 له من معرفة القرائح السنن فایتمکن به من  
 معرفة رؤس الفقه وانما مسائله بادلتهما  
 التفصیل وحصالة من غالب المرائی  
 ببعض المسائل الاخری من ادلتها وتوفیق  
 فی بعضها واخراج فی ذلك الی مساندة  
 العلماء لانه لم یسکمل له الزد واثبات کما  
 ینکام من تاجیهة المطلق وهو معتد فی  
 البعض غیر معتد فی البعض قد نواتر  
 عن الصغایة والتابعین انهم کانوا اذا  
 بلغهم احدیث یملون به من غیر ان

اور تابعین اور تبع تابعین میں آسکے ساتھ ہی یہ ہو  
 کہ عاقل زبان دان موقع کلام کو اور آثار کا جائزہ لے  
 طریق مطبقت مختلف حدیثوں کے درمیان اور  
 ترتیب دلائل وغیرہ کو برابر پہچان لیتا ہو جیسے دو  
 امام پیشوا احمد بن محمد بن حنبل اور اسحق بن راہویہ  
 کا حال ہو اور کبھی استعداد مذکور تخریج کے طریقوں  
 کو مستحکم کرنے اور ان ضوابط اور قواعد کو یاد کرنے  
 سے ہوتی ہو جو ہر باب میں جدا جدا فقہ کے مشایخ  
 سے مروی ہیں جنکے ساتھ سنن اور آثار کا ایک  
 لایق مجموعہ محفوظ ہو جیسے حال دو اماموں پیشوا  
 ابویوسف اور محمد بن حسن کا ہو۔ دوسرے دو  
 عالم تھے جنکو قرآن اور حدیث اس قدر معلوم  
 تھے کہ اُس سے فقہ کی جڑ اور اُس کے اصلی  
 مسائل تفصیلی دلیلوں کے ساتھ پہچان سکین اور  
 بعض مسائل پر دلیل کے ساتھ غالب سے حاصل  
 ہو جاوے اور بعض مسائل میں توقف کریں اور  
 علما کے مشورہ کے محتاج ہوں کیونکہ اُنکے پاس جو  
 سامان نہیں جیسے مجتہد مطلق کے پاس ہوتے  
 ہیں تو اس قسم کے عالم بعض مسائل میں مجتہد اور  
 بعض میں غیر مجتہد ہوئے۔ آدڑ حایہ اور تابعین سے  
 یہ دو تر ثبات ہو کر جب انکو کوئی حدیث پہونچتی تو بہ دن

بلا حطوا شرطاً وبعد لما شئت من ظهريهم  
 التمهيد للجهت من باعياهم وقل من  
 كان لا يعتمد على من هب فجهت به عنه  
 وكان هذا هو الواجب في ذلك الزمان وسبب  
 ذلك ان المشتغل بالفقه لا يملك عن حاله  
 احد ثما ان يكون اكبر منه معرفة المسائل  
 التي قد اجاب فيها المجتهدون من قبل من  
 ادلتها التفصيلية ونقد ما وتقيح ما خذ  
 وترجيح بعضها على بعض هذا امر جليل  
 لا يتم له الايام تبا سي به قد كفي مؤنة  
 فرش المسائل وايراد الدلائل في كل  
 باب باب فيستعين به في ذلك ثم  
 يشتغل بالنقد والترجيح ولولا هذا الامور  
 صعب عليه لا معقول لاركا بامر صعب  
 مع امكان الامر السهل ولا بد لهذا  
 ان يحسن شيئا مما سبق اليه امامه  
 ويستدركه عليه شيئا فان كان استدلاله  
 اقل من موافقته عد من اصحاب الوجوه  
 في المذهب وان كان اكثر لم يعد تفرد  
 وجه في المذهب في كان مع ذلك متسببا  
 الى صاحب المذهب في الجملة متنازلا

لحاظ کسی شرط کے وہ اس پر عمل کر لیتے اور بعد دو صدیوں کے  
 لوگوں میں یہ مجتہدین کا مذہب اختیار کرنا ظاہر ہوا اور ایسے کم  
 آدمی تھے کہ مجتہدین کے مذہب کا اعتماد رکھتے ہوں اور  
 اس وقت میں پابندی مذہب معین کے واجب ہو گئی اور اس کا سبب یہ  
 تھا کہ یہ تین مشغول ہوئے اور وہ حال سے غائب نہیں اول یہ کہ  
 اس کا مطلب ان مسائل کا پیمانہ جو جنکا جواب پیشہ تفصیلی  
 دلیلوں کے مجتہد کے چکے ہیں اور نیز یہ کہ پابندی اور ان کے  
 مآخذ کی تحقیق اور ان میں سے بعض کو بعض ترجیح دینا منظور ہوا اور  
 یہ کام ایسا بڑا ہے کہ ہر وقت اس کے لیے اس کے ساتھ رہنا چاہئے  
 مسائل کے پیمانے اور ان کے لاشکی مشقت ہر سہرہ جلد غایب کر دیا ہو  
 تا کہ وہ اس میں باہرین نام کے قول سے مدد لے کر پڑھنے  
 و ترجیح میں مشغول ہو و اگر بالفرض ان کے ہاں نہ تھا تو اس پر کام  
 دشوار ہوتا و نہ ہر سہرہ کو سہل بات کی جوتے ہوئے دشوار کام کو  
 اختیار کرنا بیجا نہ ہو اور ضرر یہ کہ رتہ ہی ان ہاں نہیں  
 کہ اس کا امام پہلے کہہ چکا ہو کچھ باتوں کو چھوڑ کے اور کچھ میں  
 اس کے خلاف کرے اگر اس کا خلاف بہ نسبت موافقت کے  
 کم ہو گا تو شخص مذہب ان اصحاب جمہوریت شمار کیا جائیگا اور  
 اگر اختلاف زیادہ ہو گا تو اس کا تنہا ہونا مذہبیت و جہنگنی جائیگی  
 اور باوجود اسکے فی البدیہہ صاحب مذہب کی طرف منسوب نہ ہو  
 اور ان لوگوں کے جنہوں نے دوسرا نام کا اقتداء اس کے کیے  
 بہت سے اصول اور ذووع میں کیا ہو مگر نہ رہا



عن ایتسی بامام آخر فی کثیر من اصول  
من مہمہ وفروعہ ویوجد مثل هذا بعض  
مجتہدات لم یسبق بالجواب فیہا اذ الوقایع  
متتالية والباب مفتوح فیاخذ من  
الکتاب السنة واثار السلف من غیر  
اعتماد علی امامہ ولکہا قلیلة بالنسبة  
الی ما سبق بالجواب فیہ وهذا هو المجتہد  
المطلق المنتسب ثانیہ ما ان یکون اکبرہما  
معرفة المسائل التي يستفتیہ المستفتی  
مما لم یتکلم فیہ المتقدمون وحاجتہ الی امام  
یا تسی بہ فی الاصول المہدۃ فی کل باب  
باب اشد من حاجة الاول لان مسائل  
الفقہ متعانقة متشابكة فروعہا  
یتعلق بامہا تھا فلو ابتل هذا بنقد  
من اہلہم وتنقیح اقوالہم لکان فلترا  
لما لا یصیقہ ولا یتفرغ منہ طول عمر  
فلا سبیل الی ما یھمہ الا ان یحمل  
الذم فیما سبق فیہ ویفرغ لتفاریع  
فی یوجد مثل هذا استدراکات علی  
امامہ بالکتاب السنة واثار السلف  
والقیاس لکنہا قلیلة بالنسبة الی موافقة

اور اس جیسے فقہ کے بعض اجتہادی مسائل ایسے  
پائے جائیں گے کہ ان کا جواب پہلے نہوا ہو کیونکہ معاملات  
پیائے جاتے رہتے ہیں اور اجتہاد کا دروازہ کھلا ہوتا ہے  
ایسے مسائل کا جواب وہ شخص قرآن اور حدیث اور آثار  
سلف سے بڑھ کر اجتہاد کے اپنے امام پر نکالتا ہو لیکن  
ایسے مسائل نسبت ان مسائل کے جکا جواب پہلے  
ہو چکا ہو کہ جاتے ہیں اور ایسا شخص مجتہد مطلق منتسب ہے  
دوسرا حال شغل الفقہ کا یہ کہ اسکی بڑی غرض ان  
مسائل کا پیچھا ہو جو فتویٰ پوچھنے والے دریافت  
کرتے ہیں جن میں پہلے لوگوں نے کچھ نہیں کہا اور اس  
شخص کو نسبت پہلے شخص کے ایک ایسے امام کی سخت  
ضرورت ہو کہ اسکا اقتداء ان اصول میں کرے جو ہر  
باب میں مرتب ہو چکی ہیں کیونکہ فقہ کے مسائل ایک  
دوسرے سے غوردار ہال کی طرح ہیں اور رائے فروغ اپنے  
اصول سے وابستہ ہیں لہذا اگر یہ شخص کہتا اُنکے مذاہب کا  
اور تنقیح اُنکے اقوال کی از سر نو شروع کرنا تو ایسی چیز اپنے دہر  
یز جسکی طاقت اسکو نہ تھی اور برسی غراس سے فارغ  
ہوتا ہی ہے اسکو اپنے مطلوب کی راہ بجز اسکے نہیں کہ جن  
مسائل کے جو پہلے ہو چکے ہیں ان میں کئے اور غایت کیلئے فارغ ہو چکے  
اور بعض اوقات آج جس شخص بھی قرآن و حدیث اور آثار سلف اور  
قیاس کے اپنے امام کا ذکر کرتا ہو لیکن اسکی خلاف میں یہ نسبت ہوتی

وهذا هو المجتهد في المذهب اما الحالة الثانیة  
وهی ان يستفرغ جهدا اولی فی معرفة ادلة  
ما سبق اليه ثم يستفرغ جهدا ثانیاً فی  
التفريع علی ما اختاره واستحسنه فی  
حالة بعيدة غیر واقعة لبعد العهد  
عن زمان الوحي واحتیاج كل عالم  
فی كثير مما لا بد له فی علمه الی مرتبة  
من رواية الاحادیث علی تشعب متونها  
وطرقها ومعرفة مراتب الرجال وراتب  
صحة الحديث وضعفه وجمع ما اختلف  
من الاحادیث والآثار والتنبه لمخ  
الفقه منها ومن معرفة غريب اللغة  
واصول الفقه ومن رواية المسائل  
التي سبق التكلم فیها من المتقدمين  
مع كثرة تماجد ونبایة ما اختلفوا  
من توجيه افكاره فی تمیز تلك الروايات  
وعرضها علی الادلة فاذا الفد عمر فی  
ذلك كيف یوفی حق التفريع بعد ذلك  
والنفس الانسانية وان كانت زكية  
لما حد معلوم تعجز عما رآها وانما كان هذا  
میسر للطراز الاول من المجتهدین

مسائل کچھ ہوتے ہیں اور یہ شخص مجتہد فی المذہب ہی  
اور تیسری حالت یہ ہو کہ عالم اول جہد میں کوشش اس  
بات میں کرے کہ جن مسائل کے جواب پہلے ہو چکے ہیں  
انکی بلیں پہچانے دوسرے کما فیہ کوشش کرے کہ جس بات کو  
مخبر اور اچھا سمجھا ہو اس پر تفریع نکالے یہ حالت بعد از  
عقل اور غیر متحقق ہو اس لیے کہ وقتی کا زمانہ دور پڑ گیا  
اور ہر عالم کو بہت سی باتوں میں کہ اس کے علم میں ضروری  
ہیں پہلے گذشتہ کی حاجت ہو مثلاً روایت کرنا احادیث کا  
باوجود متفرق ہونے الفاظ اور اسنادوں کے اور راویوں کے  
مترتبہ ان کا پہچاننا اور حدیث کے صحیح اور ضعیف ہونیکے مرتب  
کو معلوم کرنا اور احادیث اور آثار مختلف میں مطابقت دینا  
اور انہیں سے ماخذ فقہ پر واقع ہونا اور شکل الفاظ اور  
اصول فقہ کو پہچاننا اور ان مسائل کا روایت کرنا  
بنہیں پہلے ہو کر چکے ہیں حالانکہ مسائل نہایت  
کثرت سے درایت سے سے جدا اور مختلف ہیں اور  
اپنی نکتوں کو ان روایات کے امتیاز کرنے اور اس میں  
پریش کرنے کی طرف متوجہ کرنا اگر اپنی تمام عمر ان ہی  
باتوں میں صرف کرے تو اس کے بعد تفریعات کا حق  
کیسے پورا کرے اور نفس انسانی کے لیے گو تیز فہم ہو ایک  
مہینہ ہو کہ اس سے باہر عمل کرنے سے عاجز ہو ان  
یہ بات مجتہدین نقش اول کے لیے حاصل تھے



كان العهد قريبا والعلوم غير متشعبة  
 على انه لم يتيسر ذلك ايضا لان نفوس قليلة  
 وهم مع ذلك كانوا مقتدرين على ما هم فيه  
 معتمدين عليهم لكن لكثرة تصرفاتهم في  
 العلم صاروا مستقلين بالجملة فالتقدم  
 للجهتهذين سر الله الله تعالى العلماء  
 وجمعهم عليه من حيث يشعرون او لا  
 يشعرون ومن شواهد ما ذكرناه كلام  
 الفقيه ابن زياد الشافعي اليميني في فتا  
 حيث مثل عن مسئلتين اجاب فيهما  
 السلفيني بخلاف مذهب الشافعي فقال  
 في الجواب انك لا تعرف توجيه كلام البلقيني  
 سائر تعرف درجته في العلم فانه امام مجتهد  
 متق منسب غير مستقل من اهل  
 التخرج والتجديد واعني بالماطلق المنتسب  
 له اختيار وتوجيه بخلاف الراجح في مذهب  
 الامام الذي ينتسب اليه وهذا حال كثير  
 من جهابذة الكبار اصحاب الشافعي من  
 المتقدمين والمتأخرين وسياتي ذكرهم  
 تب درجاتهم ومن نظم البلقيني  
 في سبيل المجتهدين المطلقين المنتسبين

کیونکہ وحی کا زمانہ قریب تھا اور علوم بھی شاخ و شاخ  
 نہ تھے علاوہ اسکے سوقت میں بھی صرف تھوڑے ہی  
 شخصوں کو میرے پڑا اور وہ اشخاص باہم اپنے شاخ  
 کے مقتدی تھے اور ان ہی پر اعتماد رکھتے تھے لیکن  
 علم میں کثرت تصرفات کی وجہ سے خود مستقل ہو گئے تھے  
 حاصل یہ کہ مذہب مجتہدین کی پابندی ایک زمانہ کے بعد  
 نے علماء کے دلیں ڈال دی اور اس پر انکو متفق کیا خود وہ اسکو  
 جانیں یا نہ جانیں اور ہماری تقریر کا مؤید فقیہ ابن زیاد  
 شافعی مبنی کا کلام اسکا فتاویٰ میں ہے کہ جب جسے دو مسائل کا  
 حال پوچھا گیا جن میں بلقینی نے مذہب شافعی کے  
 خلاف جواب دیے یا تھا تو ابن زیاد نے جواب میں تقریر  
 ذیل لکھی۔ کہ جب تک تکوینی کا درجہ علم میں معلوم نہ ہوگا  
 تب تک اس کے علم کی توجیہ نہ ہوگی کہ جانو کہ بلقینی امام  
 مجتہد مطلق منتسب غیر مستقل تخرج اور ترجیح و اہل میں سے  
 ہیں۔ اور میری غرض مطلق منتسب کو وہ شخص جو کہ جبر  
 امام کی طرف وہ منسوب ہو سکے مذہب میں اختیار اور  
 ترجیح رکھتا ہو کہ قول حج کی نفلت کرے اور یہ حال جس  
 بڑے بڑے علماء اصحاب شافعی کا پسوں  
 و پیچنوں میں سے ہے اور انکا ذکر اور ان کے  
 درجہ کی ترتیب غنقریب آئیگی اور جن  
 نے بلقینی کو منتسب مطلق منتسب کے

تأييد الولي ابو زرعة فقال قلت مرة  
 لشيخنا الامام البلقيني ما يقص بالشيخ  
 تقي الدين لسكي عن الاجتهاد وقد استكمل  
 الله وكيف يقلد قال ولم اذكره اي شيخه  
 البلقيني استحياء منه لما اردت ان ارب  
 على لك فسكت فقلت فما عندى ان  
 الامتناع من ذلك ما هو الا للوظائف التي  
 قدرت للفقهاء على المزاها بالاربعه  
 يخرج عن ذلك واجتهاد لم ينله شيء  
 من ذلك وحرم ولاية القضاء وامتنع  
 الناس من استفتاءه ونسب للبديعة  
 فتبسم ووافقني على ذلك انتم قلت اما  
 انا فلا اعتقد ان المانع لهم من الاجتهاد ما  
 اشار اليه حاشا مناصبهم العلى عن ذلك  
 وان يتركوا الاجتهاد مع قدرتهم عليه  
 لغرض القضاء والاسباب هناك  
 لاحدان يعتقد فيهم وقد تقدم ان  
 عند الجمهور وجوب الاجتهاد في مثل  
 ذلك وكيف ساء للولى نسبتهم الى ذلك  
 ونسبة البلقيني الى موافقته على ذلك

زمرہ میں داخل کیا ہوا نہیں ہے بلقیسی کا شاگرد ولی اللہ  
 ہوا کہتا ہے کہ میں نے ایک بار اپنے استاد امام بلقیسی سے  
 کہا کہ کیا وہ کرشیخ تقی الدین بنکی اجتہاد سے کوئی بھی کرتے  
 ہیں حالانکہ مجتہد ہو نیکساں مان سب پورا کر لیا ہے تو وہ تھکے  
 لیون کرتے ہیں اور میں نے بارے شرم کے خود استاد بلقیسی  
 کا نام لیا کیونکہ مجھے منظور تھا کہ اجتہاد کرنے پر کچھ سخت  
 بات مرتب کروں گا امام بلقیسی خاشع ہو گئے عرب میں کہا کہ میرے  
 نزدیک اجتہاد سے باز رہنا صرف ان نوکریوں کی جہت  
 ہے جو فقہائے ہر چار مذاہب کیلئے غریب ہیں اور جو کوئی  
 مذاہب چارگانہ باہر ہوگا اور اجتہاد کرے گا اسکول زلفیہ میں سے  
 کچھ بیگیا اور عمدہ قصائے تحریر ہوگا اور لوگوں سے فہمی دریافت  
 کرنا چھوڑ دیں گے اور یہی کسرا بیگیا بلقیسی نے قسم کیا اور اس  
 کے پر میری موافقت کے پورا ہوا ظاہر ہو رہا ہے۔ میں نے  
 کہا ہوں کہ میرا اعتقاد نہیں کہ جس بات کی طرف ابو زہرہ  
 اشارہ کیا وہ بہ اجتہاد سے ان کو کو مانع ہوا نہ  
 منع علی اس پر میری ہر دہائیہ اجتہاد ہوا نہ ہو  
 ہر قادحیہ کے عمدہ قضا اور سیاحت و سیاحت کی وجہ اجتہاد  
 عربین ان لوگوں کے تین تین تین تین تین تین تین تین  
 تین تین تین تین تین تین تین تین تین تین تین تین  
 اجتہاد کرنا واجب ہے اور ابو زہرہ کو ان میں سے ہے

الحمد لله رب العالمين



وقد قال الجلال السيوطي في شرح التنبيه  
في باب الطلاق ما افظه وما وقع للائمة  
من الاختلاف من تغير الاجتهاد في كل  
في كل موضع ما ادى اليه اجتهادهم  
في ذلك الوقت وقد كان المصنف يعني  
صاحب التنبيه من الاجتهاد بالمحل الذي  
لا ينكر وصرح غير واحد من الائمة بان  
وابن الصباغ واهام الحرمين والغزالي بلغوا  
رتبة الاجتهاد المطلق وما وقع في فتاوى  
ابن الصلاح من انه بلغ رتبة الاجتهاد  
في المذهب دون المطلق في ذلك فانهم كانت  
لهم درجة الاجتهاد المنتسب والمستقل  
وان المطلق كما ذكره في كتابه ادا ب  
الفتيا والنووي في شرح المذهب في عا  
مستقل قد فقد من راس اربع دائة فلم  
يكن وجوده ومنتسب وهو باق الى ان يأتي  
اشراط الساعة الكبرى ولا يجوز انقطاع  
شرعاً لانه فرض كفاية ومتى قصر  
اهل عصر حتى تركوه اثموا كلهم عصوا  
باسرهم كما صرح به الاصحاب منهم  
المورد في الحاوي والرويان في البحر

حالا انكر جلال الدين السيوطي في شرح تنبيه کے باب  
الطلاق میں یہ عبارت لکھی ہے جو کچھ ائمہ میں اختلاف  
ہوا اس پر وہ اجتہاد کی تبدیلی سے نہیں ہر جگہ میں جو  
ائمہ تصحیح کرتے ہیں اسی بات کی کہتے ہیں یہ وقت  
انکا اجتہاد اُس تک پہنچا ہوا ہے کہ مصنف یعنی صاحب  
تنبيه اجتہاد کے ایسے مرتبہ پر تھی جسکا انکار نہیں کیا جاتا  
اور بہت سے ناموں نے تصحیح کی ہے کہ صاحب تنبيه اور  
ابن صباغ اور امام الحرمین اور امام غزالی اجتہاد کے  
مرتبہ پر پہنچے تھے اور فتاویٰ ابن صلیہ میں  
جو لکھا ہے کہ یہ لوگ اجتہاد فی المذہب کے مرتبہ پر پہنچے تھے  
یہ مطلق پر تو اسکا مقصود یہ ہے کہ وہ لوگ بہ اجتہاد منتسب  
کہتے تھے۔ اجتہاد مستقل اور یہ کہ اجتہاد مطلق کی دو  
قسمیں ہیں ایک مستقل وہ منتسب جیسا کہ خود اُس نے  
اپنی کتاب دایب غیا میں اور نووی نے شرح مذهب  
میں ثابت کیا یہ مستقل تو چوتھی صدی کے شروع میں غنود  
ہو گیا۔ اسکا وجود ممکن نہیں ومنتسب باقی ہر زمانہ تک رہتا  
قیامت کبریٰ آدین اور شرعاً اسکا موقوف ہو جانا جائز  
نہیں اسلئے کہ اجتہاد منتسب فرض کفایہ ہے اور جب کسی زمانہ  
کے لوگ نہیں کو تا ہی کرین یا نہ ہو کہ بالکل چھوڑ دیں تو  
سب کے سب گنہگار و رعاصی ہونگے چنانچہ اس بات کی تصریح  
علمائے کی ہو نہیں رہی حادوی میں اور روایانی نے بحر میں

والبغوی فی التہذیب غیر ہم ولا یتاد هذا  
 الفرض بالاجتہاد المقید کما صح بہ ابن  
 الصلاح والتوکی فی شرح المہذب المسئلة  
 مبسوطة فی کتابنا المسمی بالرد الی من  
 اخلد الی الارض وجرہا لان الاجتہاد فی  
 کل عصر فرض ولا یخرج هؤلاء عن الاجتہاد  
 المطلق المنتسب من کوثر شافعیہ  
 کما صرح بہ النووی ابن الصلاح فی  
 الطبقات تبع ابن السبکی وھذا صنفوا  
 کتب المنہب افتوا وولوا وظائف الشافعیۃ  
 کما ولی المصنف ابن الصباغ قد ریس النظام  
 ببغداد وولی امام الحرمین والغزالی  
 قد ریس النظامیہ بنیسا بور وولی ابن  
 عبد السلام الجابیہ والظاهریہ بالقاهرة  
 وولی ابن دقیق العید لصلاحیۃ الجا  
 مشہد امامنا الشافعی والفاضلیۃ و  
 الکاملیۃ وغیر ذلک اما من بلغ رتبة  
 الاجتہاد المستقل فانہ یخرج بذلک عن  
 کونہ شافعی ولا ینقل اقوالہ فی کتب

اور بغوی نے تہذیب میں اور دوسرے عالموں نے تصریح  
 کی ہوا صریح فرض اجتہاد مقید سے ادائیں ہوتا ہے ابن  
 صلاح نے اور نووی نے شرح مہذب میں اسکی تصریح  
 کی ہوا اور یہ سالہ ہاری کتاب سنی برہدالی من اخلد الی  
 الارض وجرہا لان الاجتہاد فی کل عصر فرض میں شرح ہو  
 اور یہ لوگ اجتہاد مطلق منتسب کے سبب سے شافعی ہونے  
 باہر ہونگے چنانچہ نووی نے اور طبقات میں ابن  
 صلاح نے اسکی تصریح کی ہوا اور ابن سبکی نے اسکی  
 موافقت کی اور بہین و جرہ انھوں نے مذہب کی  
 کتابیں تصنیف کیں اور فتوے دیے اور شافعی و ظہری  
 کے متولی کہے گئے مثلاً مصنف اور ابن صباغ کو  
 تعلیم کی تویت مدرسہ نظامیہ بغداد ملی اور امام الحرمین  
 اور امام غزالی کو تعلیم مدرسہ نظامیہ نیشاپور کی تولیت  
 ہوئی اور ابن عبد السلام قاہرہ کے مدرسہ جابیہ  
 اور ظاہریہ کا متولی ہوا اور ابن دقیق عید مدرسہ  
 صلاحیہ کا جو ہارے امام شافعی کو مقبرہ کو پاس ہے  
 اور مدرسہ فاضلیہ و کاملیہ وغیرہ کا متولی ہوا اور  
 جو شخص کہ اجتہاد مستقل کے مرتبہ کو پہونچا وہ  
 البتہ شافعی ہونے سے نکل گیا اس کے قوال

اسے معنی اس نام کے یہ ہیں کہ نہ وہ ایسے شخص کی جو پستی کا رغب ہو اور یہ نہیں جانتا کہ اجہتاد ہر نہ مازین



المذہب کے اعلام احداً بلغه هذه الرتبة من  
 الاصحاب الا ابا جعفر بن جریر الطبری  
 فانه كان شافعيًا ثم استقل بمذہب  
 ولهذا قال الرافعی غیره لا يعد تفردہ  
 وجهانی المذہب انتہی فی عندک حس  
 مما سلك الولی ابو نزہة الا ان کلامہ  
 يقتضی ان ابن جریر لا يعد شافعیًا و  
 هو مردود فقد قال الرافعی فی اول  
 کتاب الزکوۃ من الشرح تفرد ابن جریر  
 لا يعد وجهانی مذہبنا وان کان معذل  
 فی طبقاً اصحاب الشافعی قال النووی  
 لکن یب ذکرہ ابو عاصم العبادی فی الفقہ  
 الشافعیة وقال هو من افراد علمائنا و  
 اخذ فقہ الشافعی علی الربیع الماردی و  
 الحسن الذی عفرانی انتہی ومعنی انتسابہ الی  
 الشافعی انه جریر علی طریقہ فی الاجتہاد  
 واستقراء الأدلة وترتیب بعضها علی  
 بعض و اتق اجتهاده اجتہاده و اذا خالف  
 احیاناً لم یبال بالمخالفة ولم یخزع عن  
 طریقہ الا فی مسائل وذلك لا یقل  
 فی دخوله فی مذہب الشافعی ومن هذا

مذہب کی کتابوں میں منقول نہیں ہوتے اور میں کسی کو  
 اصحاب شافعی سے نہیں جانتا کہ وہ اس مرتبہ کو پہنچا  
 بجز ابو جعفر بن جریر طبری کے کہ وہ شافعی تھا پھر مذہب  
 میں مستقل ہو گیا اور اسی وجہ سے رافعی وغیرہ نے کہا کہ اسکا  
 تہما ہونا کسی قول میں مذہب کی وجہ شمار نہیں ہوتی سیوطی کا  
 قول ابو حامد اور یہ طریق میرے نزدیک اس سے بہتر جو جہر  
 ولی ابو نزہہ چلائے مگر سیوطی کا کلام اس بات کا مقتضی ہے کہ  
 ابن جریر طبری کو شافعی شمار کیا جائے اور اسکا یہ کلام  
 مسلم نہیں کیونکہ رافعی نے شروع کتاب الزکوۃ کی شرح میں  
 کہا کہ تہما ابن جریر کا قول ہے کہ مذہب میں کوئی مستوی  
 نہیں گنی جاتی اگرچہ بعد وہ صاحب شافعی کے طبقات میں شمار  
 کیا جاتا ہو اور نووی نے تہذیب میں ذکر کیا ہے کہ ابو عاصم  
 عبادی نے ابن جریر کو تہما شافعی میں بیان کیا ہے  
 اور کہا ہے کہ شیخ ہارے ملے یگانہ میں سے ہوا ہے  
 شافعی کی فقہ ربیع ماردی اور حسن بن عفرانی سے سیکھی نووی کا  
 کلام ختم ہوا اور اس کے منسوب شافعی ہونے کے معنی ہیں کہ  
 اجتہاد اور دلیلوں کی تلاش کرنے اور بعض کو بعض پر ترجیح  
 کرنے میں امام شافعی کے طریق پر چلا اور اسکا اجتہاد اپنے  
 کی اجتہاد سے موافق پڑا اور اگر کہیں مخالفت ہو تو مخالفت  
 کی وجہ نہیں کی امام کے طریقہ سے بجز چند مسائل کے خارج  
 نہیں اور اگر اس کے شافعی مذہب میں داخل ہے کا حطل لازم نہیں

القبیل محمد بن اسمعیل البخاری فان  
معدنی طبقاً الشافعية ومن ذكره  
في طبقاً الشافعية الشيخ تاج الدين  
السبكي وقال انه تفقه بالسبكي والحكيم  
تفقه بالشافعي واستدل شيخنا العلامة  
على ادخال البخاري في الشافعية بذكره  
في طبقاتهم وكلام النووي الذي ذكرنا  
شاهد له وذكر الشيخ تاج الدين السبكي  
في طبقاته ما لفظه كل تخریج اطلقه  
المخرج اطلاقاً في نظر ان ذلك المخرج ان كان  
من يغلب عليه المذهب التقليدي كما  
ابي حامد القفال عد من المذهب وان  
كان من يكثر خروجه كالمحدثين لا يعتد  
يعني محمد بن جرير ومحمد بن خزيمة ومحمد  
ابن نصر المروزي ومحمد بن المنذر <sup>بعد</sup> وفلان  
واما المنزقي وبعده ابن سريج فبين المحدثين  
لم يخرجوا خروج المحدثين ولم يتقيدوا  
تقيد العراقيين انما سائمين انتهم وقد  
ذكر السبكي في طبقاته الشيخ اباحسن الاشعري  
امام اهل السنة والجماعة وقال انه معد  
من الشافعية فانه تفقه بالشيخ ابو اسحق

اور محمد بن اسمعیل بخاری بھی اسی جنس کے ہیں کہ وہ  
طبقات شافعیہ میں گنی جاتی ہیں اور جن لوگوں نے انکو  
طبقات شافعیہ میں ذکر کیا ہو انہیں سے شیخ تاج الدین سبکی  
جو کہ اسے کہا ہو کہ بخاری نے فقہ حمیدی سے سیکھی اور  
حمیدی نے شافعی سے فقہ سبکی اور پھر استاد صلا سے  
بخاری کی شافعیوں میں داخل کرنے پر حجت بکڑی ہو کہ  
تاج الدین نے انکو طبقات شافعیہ میں ذکر کیا ہو اور نووی کا  
کلام جو سمجھنے ذکر کیا اس پر کا شاہد ہو اور شیخ تاج الدین سبکی  
نے اپنے طبقات میں یہ عبارت لکھی ہو کہ جس تخریج کو کسی  
نکالنے والے نے مطلق نکالا ہو تو دیکھنا چاہیے کہ اگر نکالنے  
والا ان لوگوں میں سے ہو چند مہذب و تقلید غالب ہو  
شیخ ابو حامد غزالی اور قفال تہا یہ تخریج کرنا وہ مذہب میں  
گنا جائیگا اور اگر ان لوگوں میں سے ہو کہ بہت مذہب سے  
خارج رہتے ہیں مثل چار محمد یعنی محمد بن جریر اور محمد بن خزيمة  
اور محمد بن نصر مروزی اور محمد بن المنذر کا تو مذہب شمار ہوگا  
اور مروزی اور اسکے بعد ابن سريج دونوں بیون کے بیچ  
میں ہیں تو چاروں محمد طرہ مذہب سے باہر رہتے ہیں اور  
عراقیوں اور خراسانیوں کی طرہ مذہب سے متبع رہتے ہیں اور  
نیز سبکی نے طبقات میں شیخ ابو الحسن اشعری امام اہل سنت  
وجامعہ کا ذکر کیا ہو کہ وہ شافعیوں میں سے گنی جاتی  
ہیں کہونکہ انھوں نے فقہ شیخ ابو اسحق



المروزی انتہی قول ابن زیاد  
 ومن شواہد ما ذکرنا ایضاً فی کتاب  
 الانوار حیث قال والمنتسبون الی حدیث  
 الشافعی او ابی حنیفہ ومالك احمد صنفا  
 احدهما العوام وتقلید ہم للشافعی متفرع  
 علی تقلید المنتسب الثانی البالغوزالی  
 رتبة الاجتهاد والمجتهد لا یقلد مجتهدا  
 وانما ینسبون الیه بحر ہم علی طریقہ  
 فی الاجتهاد واستعمال الادلۃ وترتیب  
 بعضها علی بعض الثالث المتوسطون  
 وهم الذین لم یبلغوا رتبة الاجتهاد لکنهم  
 وقفوا علی اصول الامام وتمکنوا من قیاس  
 ما لم یجد منصوصاً علی ما نص علیہ نحو  
 مقلدون له وکنامن یاخذ بقولہم من  
 العوام والمشہور انہم لا یقلدون فی انفسہم  
 لانہم مقلدون انتہی کلامہ انوار فان قلت  
 کیف یکون شیء واحد غیر واجب فی  
 زمان وواجب فی زمان اخر مع ان الشرع  
 واحد فلیس قولک لم یکن الا قتداء  
 بالمجتہد المستقل اجباتھ صفاً واجبا الا  
 قول امتناعاً من انہ باقلت الواجب الاصلی

مروزی سے سیکھی ابن زیاد کا قول پورا ہوا۔  
 اور جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اسکا ایک شاہد مضمون کتاب  
 انوار بھی ہے کہ اسکا مولف کتاب ہے کہ جو لوگ بہت شافعی و  
 ابو حنیفہ و امام مالک امام احمد کی طرف منسوب ہیں انکی  
 چند قسمیں ہیں۔ اول عوام اور انکا شافعی کی  
 تقلید کرنا مجتہد منسوب کی تقلید پر منحصر ہے۔ دوم وہ  
 لوگ جو اجتہاد کے مرتبہ پر پہنچے ہیں اور مجتہد شیخ  
 مجتہد کی تقلید نہیں کیا کرتا اور ایسے لوگ دوسری طرف  
 منسوب اس لیے ہوتے ہیں کہ اجتہاد کرنے اور دینوں کے  
 عمل میں لانے اور بعض کو بعض پر قریب کرنے میں اس دوسرے  
 کے طریق پر چلتے ہیں صوم درمیں لوگ جو تہ مجتہد  
 کو نہیں پہنچے لیکن امام کے قاعدہ کا قیاس اور ایسے  
 قیاس پر قادر ہیں کہ حیثیات کو معصوم بنادیں تو اسکو صحیح  
 خیال کر لیں یہ لوگ امام کے مقدم ہوتے ہیں اور ایسے ہی لوگ  
 جو عوام میں سے انکے قول کو اختیار کریں اور مشہور ہے کہ خود  
 انکی کوئی تقلید نہیں کرتا کیونکہ خود اس کے مقدم ہیں پورا  
 جو کلام انہار کا اور اگر تہ یوں کہو یہی چیز ایک وقت میں  
 ہے اور دوسرے وقت میں واجب کیسے ہو سکتی ہے شریعت تو  
 ایک ہی ہے پھر تمہارے کہنا کہ اقتداء مجتہد مستقل کا بیشتر  
 واجب نہ تھا پھر واجب کیا مخالفت اور ساقط ہے۔ اس  
 اعتراض کے جواب میں میں کہتا ہوں کہ واجب اصل تو یہ ہے

هو ان يكون في الامة من يعرف الاحكام  
الفرعية من ادلتها التفصيلية <sup>فان</sup> اجماع على  
اهل الحق ومقدمة الواجب ايجابية فاذا  
كان للواجب طرق متعددة وجب تحصيل  
طريق من تلك الطرق من غير تعيين اذا <sup>تعيين</sup>  
له طريق واحد وجب لك الطريق بخصوصه  
كما اذا كان الرجل في محنة شديدة  
يخاف منها الهلاك وكان لدفع المحنة  
طرق من شراء الطعام والتقاط الفواكه  
من الصمراء واصطياد ما يتقوت به وجب  
تحصيل ثمن من هذه الطرق لا على التعيين  
فاذا وقع في مكان ليس هنالك يد ولا  
فواكه وجب عليه بذل المال في شراء  
الطعام وكذلك كان للسفن طرق في  
تحصيل هذا الوجوب كان الواجب تحصيل  
طريق من تلك الطرق لا على التعيين ثم  
انسدت تلك الطرق الا طريق واحد وجب  
ذلك الطريق مخصوصه وكان السائل لا يكون  
الحديث اثر صادري منا هذا كتابه الحديث  
واجبة لان رواية الحديث لا سبيل لها اليه  
لا معرفة هذه الكتب كان السلف لا يشتغل

کہ امت میں ایسا شخص ہو کہ فری احکام کو مع تفصیلی ہون  
 کے بچا تھا وہاں ہر بات پر سب اہل حق کا اتفاق ہوا اور سب  
 بات پر واجب موقوف ہوتا ہے وہاں ہر واجب ہوتی ہو اور  
 جس صورت میں کہ واجب کے چند طریق ہوں تو ان میں سے  
 ایک غیر معین کا حاصل کرنا واجب ہوا اور جب اس کا ایک ہی  
 طریق ہو تو خاص اسی طریق کا حاصل کرنا واجب ہو مثلاً  
 جب آدمی سخت بھوک میں مبتلا ہو کہ اس سے مزین کا ڈور ہو تو  
 بھوک در کر نیچے چند طور میں جیسے کھانا سول لینا اور چنگل  
 سے میوہ کا چٹا اور قوت کی چیز کھانے کرنا پس ان طریقوں میں  
 کسی چیز غیر معین کا ہم پونچنا واجب ہوا اور اگر بھوک ایسی  
 جگہ میں ہو کہ بان شکار اور میوہ نہ ہوں تو اسپر بال کا خرچ کرنا  
 کھانے کی خرچہ نہیں واجب ہو۔ ایسی طرح سلف کو اس  
 واجب اصل کے حاصل کرنے میں چند طریق تھے اور  
 ایک طریق غیر معین کا حاصل کرنا نیز واجب تھا بھوک  
 طریق مسدود ہو گئے صرف ایک طریق رہ گیا تو وہی خاص  
 ایک طریق واجب ہو گیا۔ مثلاً سلف کا دستور  
 تھا کہ حدیث کو لکھتے نہ تھے پھر آج حدیث کا  
 لکھنا واجب ہے اس لیے کہ حدیث کا نسخہ حدیث  
 کے واسطے آج کوئی سبیل سوائے ان کتابوں  
 کے جاننے کے نہیں ہے۔ اس واسطے کہ  
 یہ دستور تھا کہ



بالفہم واللغة وكان لسانهم عربيا لا يحتاجون  
الى هذه الفنون ثم صار يومنا هذا معرفة  
اللغة العربية واجبة لبعث العهد عن العرب  
الاولى شواهدنا نحن فيه كثير جدا وعلى  
هذا ينبغي ان يقاسر جوب التقليد لا امام  
بعيته فانه قد يكون واجبا وقد لا يكون  
واجبا فاذا كان انسان جاهل في بلاد  
الهند بلاد ما وراء النهر وليس هناك علم  
سافر ولا مالكي ولا حنبلي ولا كتاب من  
كتب هذه المذاهب عليه ان يقلد المذاهب  
التي هي في ذلك ويحرم عليه ان يخرج من مذهبه  
لانه حينئذ يخلع من عنقه ربة الشريعة  
ويبقى سكا م لا بخلاف ما اذا كان في  
احد من هذه فانه يتيسر له هناك معرفة  
جميع المذاهب لا يكفيه ان ياخذ بالظن  
من غير ثقة ولا ان ياخذ من السنة العوام ولا ان  
ياخذ من كتاب غير مشهور كما ذكر كل ذلك في  
التمهيد الفائق شرح كنز الدقائق واعلم ان  
المجتهد المطلق من جمع خمسة من العلوم  
قال النووي في المنهاج شرط القاضي مسلم  
مكة في حوزة كراچی سميع بصير باطون

علم نحو اور لغت میں مشتمل ہوتے تھے اور انکی زبان عربی  
تھی ان فنون کے محتاج نہ تھے پھر ہمارے وقت میں  
لغت عربی کا جانتا واجب ہو گیا کہ چونکہ عرب اول کا زمانہ  
دور پڑ گیا۔ اور جس بات کی ہم تقریر کر رہے ہیں اُسکے  
شاہد نہایت کثرت سے ہیں اور اسی پر تقلید ایک امام  
معین کی واجب ہونے کو قیاس کرنا چاہیے کیونکہ تقلید  
امام معین کہیں واجب ہوتی ہو اور کہیں واجب نہیں ہوتی  
مثلاً جب جاہل آدمی ہندوستان کے مالک اور مالدار بنہر  
کے شہروں میں ہو اور کوئی عالم شافعی اور مالکی اور حنبلی  
وہاں نہ ہو اور نہ ان مذہبوں کی کوئی کتاب ہو تو اُس پر جب  
ہو کہ تقلید امام ابو حنیفہ سے یا شریعت سے یا شریعت میں  
شرعیات کا پھندا اپنی گردن سے لگا کر عمل بیکار رہ جائیگا  
بغلام اس صورت کے کہ حرمین میں ہو کیونکہ وہاں اُسکو  
سب مذہبوں کا پچھتا سکتا لیکن جو اور اُسکو یہ کافی نہیں کہ  
بدون وثوق کے گمان پر عمل کرے اور نہ یہ کہ  
عوام کی زبانوں سے کوئی بات اختیار کرے اور  
نہ یہ کہ کسی کتاب غیر مشہور سے کوئی قول لے چنانچہ  
یہ سب باتیں نہر الفائق شرح کنز الدقائق میں مذکور ہیں  
اور جانتا چاہیے کہ مجتہد مطلق وہ ہو جو پانچ علوم کی  
حادی ہو چنانچہ نووی نے منہاج میں کہا کہ قاضی کی  
شرط یہ ہو کہ مسلمان ماعقل بالغ آزاد مذکر عادل شنوا نیا

کاف مجتهد و هو ان يعرف من القرائن السنة  
ما يتعلق بالاحکام و خاصه و عامه و جمل  
و صيغته و ناسخه و منسوخه متواتر السنة  
و غيرها و المتصل المرسل حال الرواة قوة  
و ضعفه و لسان العرب لغة و نحو و اقوال  
العلماء من الصحابة و من بعدهم اجماعاً  
و اختلافاً و القياس بانواعه ثم اعلم ان  
هذا المجتهد قد يكون مستقلاً و قد يكون  
منتسباً الى المستقل و المستقل من امثاله  
عن سائر المجتهدين بثلاث خصال كما  
تري ذلك في الشافعي ظاهر احدها  
ان يتصرف في الاصول و القواعد التي  
يستنبط منها الفقه كما ذكر ذلك في اوائل  
الامم حيث عد صنيع الاوائل في استنباطهم  
و استدلالهم و كما اخبرنا شيخنا ابو  
محمد بن ابراهيم المدني عن شيخه المكي  
الشيخ حسن بن علي العجمي و الشيخ احمد  
الغزالي عن الشيخ محمد بن العلماء البابلي  
عن ابراهيم بن ابراهيم اللقاني و عبد  
الروف الطبري و عن الجلال ابى الفضل  
السيوطي عن ابى الفضل المرجاني و انما

گو یا کافی مجتهد ہو اور مجتهد ہانچ باتوں کا واقعہ ہوا  
قرآن اور حدیث متعلق باحکام کو اور انکی خاص و عام  
اور محل اور مہین اور ناسخ اور منسوخ کو پہچانے دوم  
حدیث کی متواتر اور غیر متواتر اور متصل اور مرسل اور  
راویوں کی قوت اور ضعف کا حال جانتا ہو سوم  
عربی زبان کو لغت اور نحو کی راہ سے واقف ہو چہارم  
اقوال علمائے صحابہ و تابعین کو اجماع اور اختلاف کے  
حاطہ سے جانتا ہو پنجم قیاس کے سبب قیاس سے آگاہ ہو  
چہرہ معلوم کر دے کہ مجتهد بھی مستقل ہو تا یا اور کبھی منسوب  
بمستقل اور مجتهد مستقل وہ ہو کہ باقی مجتہدون سے تین  
باتوں میں امتیاز رکھتا ہو جیسے یہ بات امام شافعی میں  
ظاهر دیکھتے ہو اول یہ کہ ان اصول اور قواعد میں  
جن سے فقہ کا استنباط ہوتا ہو تصرف کرے چنانچہ امام  
شافعی نے اس بات کو کتاب ام کے شروع میں ذکر کیا ہے کہ  
پہلے لوگوں کے فعل و بارہ انکی استنباط کے بیان کیے پھر  
انکی ترمیم کی اور جیسی جگو خیر می ہائے استاد ابو طاهر محمد  
ابن ابراہیم مدنی نے کہ وہ روایت کرتے ہیں اپنے دو مکی استادوں  
شیخ حسن بن علی و شیخ احمد غزالی سے اور وہ روایت کرتے  
ہیں شیخ محمد بن حلائی و ابی سے اور وہ ابراہیم بن ابراہیم لقانی  
اور عبد الرؤف طبرانی سے اور وہ دونوں جلال ابو الفضل  
سیوطی سے اور وہ ابو الفضل مرجانی سے اجازت کی بطور



عن ابی الفرج انغری عن یونس بن  
 ابراهیم الدبوسی عن ابی الحسن بن  
 المقیر عن الفضل بن سهل الاسفرائینی  
 عن الحافظ الحجۃ ابی بکر احمد بن علی  
 الخطیب نا ابو نعیم الحافظ ثنا ابو محمد عبد  
 بن محمد بن جعفر بن حدان ثنا عبد  
 بن محمد بن یعقوب ثنا ابو حاتم یحیی  
 الرازی ثنی یونس بن عبد الا علی قال  
 قال محمد بن ادریس الشافعی الاصل قرآن  
 وسنة فان لم یکن فقیاس علیہا و اذا  
 اتصل الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم وصحہ الاسناد منه فهو  
 سنة والاجماع اکبر من خبر المفرد  
 والحدیث علی ظاهرہ و اذا احتمل المعانی  
 فما اشبه منها ظاہرہ اولہا بہ و اذا انکار  
 الاحادیث قاصرہا اسناد اولہا و لیس  
 المنقطع بشئ ما عدل منقطع ابن السیب  
 ولا یقاس اصل علی اصل ولا یقال فی  
 الاصل لم و کیف انما یقال للفرع لم  
 فاذا احضر قیاسہ علی الاصل صح  
 وقامت بہ الحجۃ انتہی و ثانیہا ان الجمع

اور وہ ابوالفرج غزالی سے اور وہ یونس بن ابی الفرج  
 سے اور وہ ابوالحسن بن مقیر سے اور وہ فضل بن سهل  
 اسفرائینی سے اور وہ حافظ حجت ابوبکر احمد بن علی  
 خطیب سے انھوں نے کہا کہ حدیث کی جیسے حافظ ابو نعیم  
 نے کہا کہ حدیث کی جیسے ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن محمد  
 ابن جعفر بن حدان نے کہا کہ حدیث کی جیسے عبد اللہ  
 ابن محمد بن یعقوب نے کہا کہ حدیث کی جیسے ابو حاتم یحیی  
 رازی نے کہا کہ بیان کیا مجھے یونس بن عبد الا علی نے  
 اس نے کہا کہ محمد بن ادریس یعنی امام شافعی نے کہا کہ اصل  
 قرآن اور حدیث ہوا اگر نہ تو ان دونوں پر قیاس  
 کرنا ہو اور جب حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 متصل ہو اور اسکی اسناد آتھ حضرت  
 علیہ السلام صحیح ہو تو وہ سنت ہو اور اجماع خبر مفرد  
 بزرگتر ہو اور حدیث اپنی ظاہر پر محمول ہوتی ہو اور جب ہر  
 معنوں کا احتمال کھتی ہو تو نہیں سے جو ظاہر حدیث کی زیادہ  
 مشاہد ہو وہ معنی سب معنوں سے اولیٰ ہیں اور جب بہت سی  
 حدیثیں ہر پہلو سے متعارض ہوں تو جسکا اسناد زیادہ صحیح ہو تو وہ  
 انہیں اولیٰ ہو اور حدیث منقطع سے منقطع ابن السیب کے  
 کوئی چیز نہیں اور ایک اصل کو دوسری اصل پر قیاس کیا جائے  
 اور اصل میں بات کہی جائے کہ گروہ ہے اور کیونکر ہو بلکہ فرعون  
 کہنا چاہیے کہ کیونکہ اور جب فرع کا قیاس اصل پر درست ہو تو

وہ حدیث ہے کہ کیونکہ اور جب فرع کا قیاس اصل پر درست ہو تو

الاحادیث والآثار فیحصل احکامها  
 ویستنبه لما خذلفه منها و یجمع مختلفها  
 و یرجع بعضها علی بعض یمین بعض  
 یمتازها و ذلک قریب من تلقی علم الشیخ  
 فی مائتوی واللہ اعلم و ثانیہا ان یفرع  
 التفریع القی ترد علیہ عالم یسبق بالحق  
 فیہ من القرون المشہورہا بالخیر و  
 بالجملة فیکون کثیر التصرفات فی هذه  
 الخصال فانقا علی قرانہ سابقا فی حلیہ  
 رہانہ مبرز فی میدانہ و خصلہ را  
 تناوہا و ہی ان یترک لہ القبول من  
 السماء فیقبل الی علمہ جماعات من العلم  
 من المفسرین المحدثین الاصولیین و  
 حفاظ کتب الفقہ و بعضی علی ذلک  
 القبول والاقبال قرون متطاوالت حتی  
 یدخل ذلک فی صمیم القلوب المجتہد المطلق  
 المنتسب المقتدی المسلم لہ فی الخصلہ  
 الاولی جاری مجراہ فی الخصلہ الثانیہ تو  
 المجتہد فی المذہب ہو الذی مسلم منہ

کہ احادیث اور آثار کو جمع کرے اور انکے احکام کو ہم  
 پہنچائی ہو انہیں سے ماخذ فقہ پر واقع ہو اور انہیں سے  
 مختلف کی تطبیق کرے اور بعض کو بعض پر ترجیح دی اور بعض  
 احتمالات کو معین کرے اور یہ بات ہمارے خیال میں علم  
 اہم شافعی کے دو تہائی کے قریب ہے واللہ اعلم تیسری بات  
 مجتہد مستقل کی ہے کہ جو مسائل پر ایسے پیش میں جہاں جواب  
 پہلے نہیں یعنی جو کہ قرن میں جگہ بہتر و نیکی شہادت ہو چکی  
 ان مسائل کے تعریف کا لے یعنی جواب کو حاصل کر ان قیون  
 باتوں میں اسکا بہت تصور ہو اور انہیں اپنے ہمسران پر  
 قوت اور بیان نقاش میں گئے سبقت کتا ہو اور اس معرکہ میں  
 سب سے بڑھا ہو اور تین باتوں کے بعد ایک جماعت نے  
 انکی ہوئی ہے جو کہ اسکے بچے قبول ہونا آسان ہے اگر کسی  
 علم کی طرف سے مفسرین و محدثین اور باب اصول اور کتب  
 فقہ کی جانچ کر دے کہ وہ جھکٹین اور اس قبولیت اور عل  
 کے متوجہ ہو چکے ہوں اور اگر گذر جائیں یہاں تک کہ یہ قبول  
 دلون کی تین گھس جائے اور مجتہد مطلق منتسب ہو پوری  
 ازیر الاسیہ کہ مجتہد مستقل کی اولیات کو ماننا ہو اور  
 دوسری بات میں اسکی روش اختیار کرتا ہے  
 اور مجتہد فی المذہب وہ ہو جو مجتہد مستقل کی

۱۰ یعنی مجتہد مستقل نے جو تصورات اصول اور قواعد میں کی ہیں انکو دستور دیکھا جو اپنی طرف سے کچھ کمی بیشی نہیں کرتا ۱۱  
 یعنی ماخذ فقہ معلوم کر ۱۲ تطبیق اور ترجیح دینے میں پہلے کے فصل پر پس نہیں کرتا بلکہ انکی طرح خود بھی کرتا ہو ۱۳



الاولی والثانیة وجری مجرای التفریح  
 علی منہاج تفاربعہ ونضرب لذلك  
 مثلاً فنقول کل من تطبی هذه الارمنة  
 المتاخرة اما ان یكون ایقتد باطباء یونان  
 او باطباء الهند فهو بمنزلة المجتهد <sup>مستقل</sup>  
 ثم ان کان هذا المتطبیب قد عرف خواص  
 الادویة وانواع الامراض فکیفیه ترتیب  
 الاشریة والمأجین بعدالة بان یتنبه  
 لذلك من تنبیہهم حتی صار علی یقین  
 من امره من غیر تقلید اقتد علی ان یفعل  
 كما فعلوا فیعرف خواص العقاقیر التي لا یستوی  
 بالتکلم فیها ویبین اسباب الامراض علاماتها  
 ومعالجاتها مما یرصد السابقون زاحم  
 الاوائل فی بعض ما تکلموا قل ذلك منه او  
 فهو بمنزلة المجتهد المطلق المنتسب وان  
 سلم ذلك منهم من غیر یقین کامل  
 وکان اکثرهم تولید الاشریة والمأجین  
 من تلك القواعد الممهدة کا اکثر متطببة  
 هذه الارمنة المتاخرة فهو بمنزلة  
 المجتهد فی المذهب وکذلك کل من  
 نظم الشعر فی هذه الارمنة اما ان یتنبه

پہلی اور دوسری بات مانتا ہے اور تیسری بات میں یعنی  
 تفریح مسائل میں ایسی چال چلتا ہے اور تینوں قسم کے  
 مجتہدوں کے سمجھانے کیلئے ہم مثال بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں  
 کہ ان پچھلے زمانوں میں جو کوئی طبیب استکراہ تو خود یونان  
 کے طبیعوں کا اقتد کرتا ہو یا وہ کے طبیعوں کا تو یونان اور  
 ہند کے پہلے طبیعوں سے ہیں جیسے مجتہد مستقل۔ پھر طبیعوں  
 مقتدی ہارڈو اوں کے خواص اور مرضوں کے اقسام اور اثرات  
 اور معجون کے بنانی کی کیفیت اپنی عقل سے جانی طرح کہ پہلے  
 اطباء کے تنبیہ کرنے سے ایسا آگاہ ہو جاوے کہ بارہ میں  
 بدون تقلید کے اسکو یقین ہو اور اس بات پر قادر ہو کہ  
 جیسا انھوں نے کیا خود کر لی یعنی دواؤں کے خواص کہ پہلے  
 طبیعوں نے انہیں گفتگو نہیں کی پہچان لی اور بیماریوں کے  
 اسباب اور علامات اور علل کہ پہلے نے صیانت نہیں کی  
 انکو بیان کر دی اور بعض امور میں کہ پہلے طبیعوں نے  
 کلام کیا تھا انکی مخالفت کر کے خواہ یہ مخالفت کو ہو یا زیادہ  
 تو ایسا شخص بمنزرت مجتہد محقق منتسب ہے اور اگر نہ بہترین  
 پہلے لوگوں کی بہترین یقین کامل کے تسلیم کر کے دوسرے  
 بعضی بعض شہرتوں اور مجنون کا بناوے ان جو قواعد کے بہترین  
 جو پہلے ہو چکے ہوں جیسے اکثر عربین پچھلے قرون کے ہیں  
 تو ایسا شخص سب کا مجتہد فی المذہب ہے۔ اس طرح جو کوئی اس  
 زمانہ میں شعر نظم کرتا ہو یا تو اس باب میں شوق ہے یا اقتد کرتا ہو

فی ذلك باشعرا العرب ويختارونهم و  
 قوافيهم واساليب قصائدهم وباشعرا  
 الجمع فهم بمنزلة المجتهد المستقل ثم ان  
 كان هذا الشاعر مخترعا لاناواع من الغزل  
 والتشبيب والمدح والهجو والوعظ واتي  
 بالعجب العجائب والاستعارات البدائع ونحو  
 ما لم يسبق الي مثله بل تنبه لذلك من بعض  
 خصا فاخذ بالنظير بالنظير وقاس الشيء  
 بالشيء واقتل على ان يخرج بحر الميت  
 فيه من قبله واسلوبا جديلا كنظم الشعر  
 والرباعية ورعاية الرديف عن كلمة  
 تامه يعيد هافي كل بيت بعد القافية  
 كل ذلك في الشعر العربي فهو بمنزلة  
 المجتهد المطلق المنتسب ان لم يكن مخترعا  
 وانما يتبع طريقهم فقط فهو بمنزلة المجتهد  
 المذهب وهذا الحال في علم التفسير و  
 التصوف وغيرهما من العلوم  
 فان قلت ما السبب في ان الاوائل لم  
 يشكروا في اصول لفقه كثير كلام فلما  
 نشأ الشافعي تكلم فيها كلاما شافيا و  
 افاد واجاد قلت سببه ان الاوائل كان

اورائے وزن اور قافیہ اور قصیدوں کے طور پر نہ کرتا ہو  
 یا شعرائے عجم کا اقتداء کرتا ہو تو شعرائے عرب عجم بجائے مجتہد  
 مستقل کے ہیں۔ پھر اگر یہ حال کاشاعر اقسام غزل اور  
 تشبیب اور مدح اور ہجو اور دہخا کا موجد ہو اور استعمال  
 بائع وغیرہ کو عجیب و غریب حد تک سے لادے کہ پہلے اُس جیسا  
 کسی نے نہ کیا ہو بلکہ خود اُس حد تک کو پہلے کسی نے بعض صنعتوں سے  
 واقف ہو کر نکالا ہو اور نظیر کو نظیر پر ڈالا اور ایک چیز کو  
 دوسری چیز پر قیاس کر لیا ہو اور اس بات پر قادر ہو کہ  
 ایسی بجا بجا کرے جس میں پہلے کسی نے شعر نہیں کہا یا  
 کوئی نیا ڈھنگ لکھے مثلاً ثنوی اور رباعی کا ہانا اور  
 ردیف کا التزام کرنا یعنی کسی پورے کلمہ کو ہر بیت میں  
 بعد قافیہ کے ککر لانا اور یہ سب باتیں شعر عربی میں کہے  
 تو وہ بمنزلہ مجتہد مطلق منتسب ہے جو اگر شاعر حال موجود  
 نہیں بلکہ صرف پہلے شاعروں کے طریقوں کی پیروی  
 کرتا ہو تو وہ بجا ہے مجتہد فی المذهب کے ہو۔ اور  
 ایسا ہی حال علم تفسیر اور تصوف اورائے سوا  
 دوسرے علوم میں ہو۔

اور اگر یہ کہو کہ اس کا کیا سبب کہ پہلے لوگوں نے  
 اصول فقہ میں بہت کلام نہیں کہا اور جب  
 امام شافعی پیدا ہوئے تو انھوں نے اصول  
 میں کلام شافعی کیا اور فائدہ پہونچایا



مجمع عند كل واحد منهم احاديث بلاد  
 انارة ولا يجمع احاديث البلاد فلذا  
 تعارضت عليه الاولة في احاديث بلاد  
 حكم في ذلك التعارض بنوع من القياس  
 بحسب ما ينس له ثم اجمع في عصر الشافعي  
 احاديث البلاد جميعا لوقوع التعارض في  
 احاديث البلاد ومختارات فقهاها  
 مرتين مرة فيما بين احاديث بلاد  
 بلاد اخرى مرة في احاديث بلاد واحد فيما  
 بينها وانتصر كل رجل لشيفه فيما رأى  
 من الفراسة فانتزع الحرق وكثر الشعب  
 وهجم على الناس من كل جانب من الاختلاف  
 ما لم يكن بحساب فبقوا متحيرين <sup>من</sup> لا  
 يستطيعون سبيل الحق جلاهم فامد  
 ربحهم فالهم الشافعي قواعدهم جمع بمابين المحتاجين  
 وفتح لمن بعده بابا اى باب -  
 وانقرض المجتهد المطلق المنتسب في  
 مذهب الامام ايعنفه بعد المائة الشافعية  
 وذلك لانه لا يكون الا محدثا حريذا و  
 واشغالهم بعلم الحديث قليل قد ياد  
 حديثا وانما كان فيه المجتهدون في المذاهب

اذ خوب بیان کیا تو میں کہتا ہوں کہ اسکا سبب یہ تھا کہ  
 سلف میں سے ہر ایک کے پاس اسی کے شہر کی حدیثیں  
 اور انما جمع تھے سب شہروں کی حدیثیں جمع نہ تھیں جب  
 ان کے پاس دلیلین متغایر ہوئیں یعنی اُس کے شہر کی حدیثوں میں  
 اختلاف ہوتا تو وہ اس اختلاف میں ایک قسم کی راست جیسے  
 اسکوں سے لکنا نہ کر دیتا۔ پھر امام شافعی کے زمانہ میں سب  
 شہروں کی حدیثیں ایک جگہ اکٹھی ہوئیں اور شہروں کی حدیثوں میں  
 اور ان کے تھا کے اقوال مختارین و خصوصیت اختلافات ہوا  
 ایک کہ ایک شہر کی حدیثوں اور دوسرے شہر کے حدیثوں میں  
 ہوا اور دوسرے کہ ایک شہر کی حدیثوں میں باہم اختلاف ہوا اور  
 ہر شخص نے اپنے استاد کی طاعت سے قول میں کی جو اسے  
 راستہ بخیر رک تھا غرض یہ خیر ہر جگہ اور شافعیوں بہت  
 ہو گئے اور لوگوں میں ہر طرف یہ اختلافات پڑ گیا کہ کون  
 تھا اللہ الکریم اور ہر جگہ دیکھ کر کوئی روہ پناستہ تھے  
 یہاں تک کہ انکو ان کے دروکار کے طرف سے مدد پہنچی یعنی امام شافعی  
 کے دلیلین نے عدسے ڈالے گئے جسے انھوں نے مختلف  
 حدیثوں کی تطبیق کی اور پھوپھوں کیلئے دروازے کی طرح کھول دیا  
 اور مجتہد مطلق منتسب بہ امام ابوحنیفہ میں بعد تیسری صدی کے  
 نہ ہوا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ایسا مجتہد میں ہو یا مگر وہی شخص محدث  
 ہر اجداد و خونی طحا کا مشغول ہو با علم حدیث میں رہے سے اور  
 حال میں کہ اسکا مشغول بہ مجتہد فی مذہب ہی ہوتا ہے

وہذا الاجتهاد اراد من قال في الشروط المجتهد  
 حفظ المبسوط قل المجتهد المنتسب في علمه فان كل من  
 كان منہر مجتہد المنزلة فانه لا يعد تفرقه  
 وجه في المذهب كابي عمر المعروف بابن  
 عبد البر وكالقاضي ابی بکر العریانی اما  
 منہب احمد فكان قليلا قد يمازجوا  
 وكان فيه المجتهدون طبقة بعد طبقة  
 الى ان انقرض في المائة التاسعة واكمل  
 المذهب اكثر البلاد والوقوع الناس قليلا  
 بسروية ادومرية مذهب احمد بن محمد  
 الشافعي بمنزلة مذهب ابو يوسف وجمهورية  
 بتقليد لا يشبه المذهبين والشافعي مذهب  
 الشافعي كما دون من هبما مع مذهب ابی  
 حنيفة فلذلك لم يعد من هبما واحد فيما  
 نرى والله اعلم بمسرتي رنية مع  
 من هبما عسيرا على من تلقاهما  
 على وتجهما -

واما مذهب الشافعي فاكثر المذاهب  
 مجتهدا مطلقا ومجتهدا في المذهب و  
 اكثر المذاهب اصوليا ومتكلما وافرعا  
 مفسرا للقرآن وشارحا للحديث اسنادا  
 اسنادا ورواية واقواها ضبط النصوص

اور جس شخص نے کہا ہو کہ مجتہد کی کہ سے کم شرط یہ ہو کہ مبسوط  
 یاد کر لے لے کر اسی اجتہاد فی المذہب ہو اور امام  
 مالک کے مذہب میں مجتہد منتسب کم ہے اور جو کوئی نہیں  
 اس مرتبہ کا ہوا اسکا منفرد ہونا مذہب کی کوئی وجہ نہیں  
 گنتی جاتی جیسے ابو عمر کہ ابن عبد البر کے نام سے معروف ہے  
 اور جیسے قاضی ابوبکر بن عربی اور امام احمد کے مذہب کا  
 یہ حال یہ کہ وہ پہلے بھی امام ابی بکر کے باوجود اس میں مجتہد طبقہ  
 میں تھے یہاں تک کہ نویں صدی میں جو قوت ہو گئے اور  
 بہت سے شہر زمین مذہب سست ہو گیا ابان کچھ آدمی مصر  
 اور بغداد میں امام احمد کے مذہب کی نسبت امام شافعی  
 کے مذہب کی ایسی جو جیسے ابی حنيفة اور محمد کے مذہب کی  
 نسبت امام ابو حنیفہ کے مذہب کے ہوتا تفرق ہو کہ امام احمد کا  
 مذہب گنتی میں امام شافعی کے مذہب کے ساتھ اکٹھا نہیں  
 کیا گیا جیسے صاحبین کا مذہب امام ابو حنیفہ کے مذہب کے ساتھ  
 اکٹھا کیا گیا اس لیے خیال میں امام احمد اور امام شافعی کا  
 مذہب ایک ہی نہیں گنا گنا وہ علم امام احمد کے مذہب کے  
 امام شافعی کے مذہب کے ساتھ لکھن اس شخص کے دشوار نہیں ہے  
 جو نہیں ہو کہ درست سیرکی ہو اور مذہب امام شافعی کا خیال  
 ہو کہ کس مجتہد مطلق اور مجتہد فی المذہب اصولی اور اہل علم اور  
 قرآن کے مفسر اور حدیث کے شارح اور مذہب کی نسبت بہت زیادہ  
 ہو اور فیہا اسکا اور اس میں اس کے بہت زیادہ تصریحات



الإمام واشد هاتمين اباين اقوال الامام  
 وجوه الا صحابا اكثر ما اعتناء تاجهم بعض  
 الاقوال والوجوه على بعض كل ذلك لا يخفى  
 على من طالع المذاهبة شغل بها وكان  
 اوائل اصحابه مجتهدين بالاجتهاد المطلق  
 ليس فيهم من يقلد في جمع مجتهداته حتى  
 نشأ ابن سريج فاسس قواعد لتقليد  
 التخرج ثم جاء اصحابه يشون في سبيل  
 وينسبون على منواله ولذلك بعد من  
 المجتهدين على روس المئين والله اعلم  
 ولا يخفى عليه ايضاً ان مادة من هب  
 من الاحاديث والامور مدونة مشهورة  
 مخدومة ولم يتفق مثل ذلك في مذهب  
 غيرهم من مادة مذهب كتاب الموطاء وهو  
 وان كان متقدماً على الشافعي فالشافعي  
 بنى عليه مذهباً وصحيحه بخاري صحيح  
 مسلم وكتب الى داود والترمذي وابن  
 ماجه والدارمي ثم مسند شافعي سنن  
 النسائي وسنن الدارقطني و سنن البيهقي  
 ومنهج السنن للبعوث ما البخاري فانهم  
 كان منتسباً الى الشافعي موافقاً له في

امام کی ضبط کرنے میں قوی تر اور اقوال امام کو وجہ مباحثہ  
 علحدہ کرنے میں نہایت سخت اور بعض اقوال اور وجہ کو  
 بعض ترجیح دینے کے ساتھ امام میں سب سے زیادہ بڑا اور سب سے  
 باتیں اس شخص پر پوشیدہ نہیں جسے مذہبون کی مزاوت  
 اور انہیں شغولی رکھی ہو اور امام شافعی کے پہلے شاگرد  
 سب مجتہد مطلق تھے انہیں کوئی ایسا نہ تھا کہ امام کے سب سے  
 اجتہادی سالون میں امام کی تقلید کرتا ہو یہ نیک کلین سیرت  
 سے سننے تقلید اور تخریج کے قاعدوں کی زیادہ دلی پھر اس کے  
 شاگرد اس کے کسی راہ چلے اور اس کا مذہب اختیار کیا اسی  
 ابن سريج کو ان مجتہدوں میں گنا جاتا ہے جو صدیوں کے  
 شروع پر چلتے ہیں واشد اعلم۔ اور مذاہب کے ماہر پر یہ بات  
 بھی پوشیدہ نہیں کہ مذہب شافعی کی اصل احادیث اور آثار  
 سے مرقوم اور مشہور ہے جسکی خدمت سنی کی ہو ایسی بات  
 دوسرے مذہب میں واقع نہیں ہوتی مثلاً مذہب کی  
 اصل کتاب موطاء اگرچہ شافعی سے پہلے کی ہو لیکن شافعی  
 نے اس پر اپنے مذہب کی بنیاد لی اور نیز ان کے مذہب  
 کی اصل یکتا بین میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور  
 ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور داعی پھر مسند  
 شافعی اور سنن نسائی اور سنن دارقطنی اور سنن  
 بیہقی اور بغوی کی شرح سنن۔ انہیں سے  
 بخاری نے اگرچہ منسوب بشافعی

كثير من الفقه فقد خالفه ايضا في كثير  
 ولان لك لا يعد ما تفرق به من مذهب  
 الشافعي اما ابوداود والترمذي فهما  
 مجتهدان منتسبان الى احمد اسحق كذلك  
 ابن ماجة والدارمي فيما تری والله اعلم  
 وامام مسلم وابوالعباس الاصم جامع مسند  
 الشافعي واللام والذين ذكرنا هم بعينه  
 فهم منقرضون من مذهب الشافعي يتا صلو  
 دونه واذا الحطت بما ذكرناه اتفق عند  
 ان من عادی مذهب الشافعي يكون  
 محروما عن منصب الاجتهاد المطلق وان  
 علم الحديث قد ابى ان يتا صلو من لم  
 سفل على الشافعي واصحابه  
 وكن طيفلاهم على ادب  
 فلا اری شافعا اسوا لادب  
 باب حكاية ما حدث في الناس بعد  
 المائة الرابعة ثم بعد هذه القرون كان  
 اخرون ذهبوا يمينا وشمالا وحدث فيهم  
 اموزة الجدل واختلاف في الفقه و  
 تفصيله على ما ذكره الفخر الى اذ لم  
 تقرض عهد الخلفاء الراشدين المحدثين

اور بہت سے فقہین ان کے موافق ہو چکے ہیں بہت سی قانون  
 میں ان کا خلاف کیا ہوا اور اس وجہ سے جن مسائل میں وہ  
 علما کو ہیں مسائل امام شافعی کے مذہب کے خلاف نہیں ہوتے  
 اور ابوداؤد اور ترمذی و نو مجتہدین اور نسو ابی امام احمد اور اسحق  
 کی طرف اور سیطوح ہائے خیال میں ابن ماجہ اور دارمی میں  
 والشماعلم اور مسلم اور ابی عباس اصم جسے مسند شافعی در کتاب  
 ام کو جمع کیا ہے ورنہ لوگ جن کا ذکر کرتے ہیں بعد مسند شافعی کے  
 کیا ہے وہ لوگ شافعی سے علحدہ ہیں ان کے اصول کے  
 سوا دوسرے اصول رکھتے ہیں۔ اور جب تم ہماری تقریر پر  
 واقف ہو جاؤ گے تو ٹکرو واضح ہو گا کہ جو کوئی مذہب شافعی سے  
 دشمنی رکھتا ہے تو وہ اجتہاد مطلق کے رتبہ سے محروم ہے اور  
 علم حدیث، سنن کا منکر ہے کہ ایسے شخص کی فیر خواہی کر  
 جو شافعی اور ان کے جراحین کا طفیلی نہ بنے  
 ادب کی رہ سے ان لوگوں کا طفیلی بن  
 سفارشی میں نہیں دیکھتا ادب کے سوا  
 باب ان قانون کے بیان میں جو چوتھی صدی کے بعد  
 لوگوں میں پیدا ہوئے پھر ان قانون کے بعد دوسرے  
 لوگ ہوئے جو ادھر ادھر گئے اور انہیں بہت سے  
 امور پیدا ہوئے اول لڑائی جھگڑا علم فقہ میں اور اسکی  
 تفصیل امام غزالی کی بیان کے موافق یہ ہے کہ  
 جب خلفائے راشدین ہر صدی میں کا زمانہ



انضمت الخلافة الى قوم تولوها بخبر استحقاق  
 ولا استقلال لعلم الفتوى والاحكام <sup>صحيح</sup>  
 الى الاستعانة بالفقهاء الى استحقاق احوالهم  
 وقد كان يقي من العناء من هو مستمر على الطران  
 الاول وملازم صفو الدين فكانوا اذا  
 طلبوا امر بواو اعرضوا فرأى اهل تلك  
 الاعصار عن العلم والقبال الائمة عليهم  
 مع اعراضهم فاشروا بطلب العلم توصلوا  
 نيل العز ودرج الجاه فاصبح الفقهاء بعد  
 ان كانوا مطلوبين عالمين بعد ان كانوا  
 اعز بالاعراض عن السلاطين اذلة  
 بالاقبال عليهم الامم فقه الله قد كان  
 من قبلهم تحفت ناس في علم الكلام و  
 اكثر والقليل قال الايراد والجواب تمهيد  
 طريق الجدل فوق ذلك منهم بموقع من  
 قبل ان كان من الصدور والملوك من حالت  
 نفسه الى المناظرة في الفقه وبيان الاولى  
 من مذهب الشافعي وايضا حنفية فتراو  
 الناس الكلام وفنون العلم واقبلوا على المناظرة  
 الخلافية بين الشافعي وايضا حنفية على  
 الخصوص من تساهلوا في الخلاف مع مالك

نہ رہا تو نوبت خلافت ایسے لوگوں کو پہنچی جو نہ  
 استحقاق حاکم تھے اور علم فقہ اور احکام کو خوب  
 نہ جانتے تھے لہذا فقہاء سے مدد لینے اور اپنی سب  
 حالتوں میں انکو ساتھ رکھنے کے لیے مجبور تھے اور  
 اسوقت تک بہت ایسے لوگ باقی تھے جو پہنچے رہ گئے  
 تھے جو سے اندر دین مداند ہوا تھے تھے بہت انکو  
 کوئی بلا تو نہ گئے اور روگردانی کرتے۔ اس من مانہ کے  
 لوگوں نے علما کی عزت اور باوجود انکی روگردانی کے  
 حکام کا سبکیا کرتے توجہ نہ دیکھا لہذا اصول و احکام  
 کے لیے طلب علم پر جب تک ٹٹے تو فقہاء جو مطلوب تھے طالب  
 بن گئے اور سلاطین سے روگردانی کی وجہ سے عزت کھتے تھے  
 انکی طرف توجہ دینے سے ذلیل ہوئے مگر جبکہ ان کے تالے نہ  
 تو نہیں ہی اندر انکے پیشتر کے کچھ لوگ علم کام میں تصنیفیں  
 کر چکے تھے اور بہت سی گفتگو اور اعتراض اور جواب  
 اور مناظرہ کے طریق کی تمہید کر چکے تھے ان باتوں کے  
 انکی خوب بیندہی پیشتر اس سے کہ وسا اور حکام میں ایسے  
 لوگ ہوں جنکا دل قدیم مناظرہ کرنے اور مدہلہام  
 شافعی اور امام ابوحنیفہ میں سے بہتر کے بیان کرنے کی  
 طرف مایل ہو پس بعد حکام کی رغبت کے لوگوں نے علم  
 کلام اور فنون علم دین کو چھوڑ دیا اور خاص ان سائل  
 یہ طرف توجہ دے جنہیں شافعی اور ابوحنیفہ کا خلاف ہو گیا

وسفیان واحمد بن حنبل وغیرہم  
وزعموا ان غرضہم استنباط دقائق الشریع  
وتقریر علی المذہب وتعمید اصول الفقہاء  
واکثروا فیہا النصانیف والاستنباطات  
ورتبوا فیہا انواع المجادلۃ المصنیفات  
وہم مستمرین علیہ الی الان لہ ہدی  
ما الذی قد دانہ تعالیٰ فی ما بعدہا  
من الاعصار انفقہ حاصلہا  
واعلم انی وجدت اکثرہم  
یزعمون ان بناء الخلاف بین  
ابی حنیفہ والشافعی علی ہذہ  
الاصول المذکورۃ فی کتاب البزوری  
ونحوہ وانما الحق ان اکثرہا  
اصول مخرجة علی قولہم وعندی  
ان المسئلة القائلة بان الخاص مبين  
ولا يلحقه البیان وان الزیادة  
نسبة وان العام قطعی كالخاص

اور سفیان واحمد بن حنبل وغیرہم  
چشم پوشی کی اور یہ بیان کیا وہاں جو غرض شریعت کی  
باریکیوں کو کانت اور ذہب کی حلتوں کو ثابت کرنا اور  
فتاویٰ کے ہر ایک مرتبہ کے لیے اور اس باب میں فہم  
نہ بت ہی تصنیفیں اور استنباطات لکھے ہر قسم  
جدال اور تصنیفات ترقیب مجملہ اور تکلیفی حال پہلے جتے  
میں اور سب کو معلوم نہیں کہ آئندہ زمانوں میں خدا کی تائید  
کیا مقصد کیا ہو حاصل امام غزالی کے قول کا مستم ہو  
در جانتا پیسے کہ میں نے نہیں سے اکثر وہ کہ  
کتے برس یا یا کہ بنا خلافت کی بوضیفہ اور شافعی  
کے درمیان ان ہی اصول پر ہو جو کتاب بزوری  
وغیرہ میں مذکور ہیں اور حق یہی ہو کہ ان میں سے  
اکثر اصول ان کے قول پہ ترجیح ہو سے میں  
اور میرے نزدیک یہ ہو کہ مسائل مختلف  
ذیل یعنی آدل یہ کہ خاص مبین ہو اور  
بیان لائق نہیں ہوتا۔ و ثوم یہ کہ باقی  
ناسخ ہوتی ہو شوم یہ کہ عام قطعی ہوتا ہو خاص کہیں

۱۔ شاید چشم پوشی کی در یہ ہو کہ امام مالک کا مذہب عراق میں مست کم رائج ہوا اور سفیان کا مذہب بھی کم  
زیادہ سرور لاج نہیں دوہ میوں نہ یا امام ابو حنیفہ کے مذہب نے اور امام شافعی کے مذہب نے  
۲۔ تخریج وہ مسائل ہیں جو فقہائے اصول مقرر ہو بہ استخراج کہے ہیں اور اصل مذہب میں مستحق کہنا  
غیر مکرر ہل کے سخت و شوار ہو۔



وان لا ترجح بكثرة الرواة وان لا يجب  
 العمل بمحدث غير الفقيه اذا ائتم  
 باب الراي ولا عبرة بمفهوم السطر  
 والوصف صلاح وان موجب الزم  
 هو الوجوب البتة وامثال ذلك  
 اصول مخرجة على كلام الاثمة  
 انما لا تصح بما رواه عن ابي حنيفة  
 وصاحبيه وانه ليست المحافظة على  
 والتكلف في جواب ما يرد عليها من ضا  
 المتقدمين في استنباطهم كما بفعله  
 البزدوى وغيره الحق من المحافظة على  
 خلافا والجواب عما يرد عليه مثاله  
 انهم اسلوا ان الخاص مبين فلا  
 يلحقه البيان وحر جود من صنع الروا  
 في قوله تعالى اسجدوا واركعوا وقوله  
 صلوا لا تجزى صلاة الرجل حتى  
 يقيم ظهره في الركوع والسجود حيث  
 لم يقولوا بوضعية الاطميناء ولم يحدوا  
 الحديث ببيان الالافية فورد على

چهارم پیکر۔ اوہوں کی کثرت سے ترجیح نہیں ہوتی چیم پیکر  
 عمل غیر فخر کی حدیث پر واجب نہیں جس صورت میں کہ  
 اسے کا باب بند ہو ششم کہ مفہوم شرط اور وصف کا پھر  
 اعتبار نہیں ہفتم پیکر کہ مضمون یقینی واجب ہونا پھر  
 اس طرح کے اور مسائل ایسے اصول ہیں کہ اماموں کے  
 کلاموں سے نکالے ہیں انکی روایت ابو حنیفہ اور فضیل  
 سے ثابت نہیں ہوتی۔ اور ان اصول کی نگاہ اشت  
 کرنے اور ان اعتراضات کے جواب میں تکلف کرنا  
 جو ان اصول پر متقدمین کی استنباط کی کارروائی سے  
 بڑی ہیں جیسے بزدوی وغیرہ کرتے ہیں، حق تر  
 میں بہ نسبت نگاہ اشت ان اصول کے خلاف  
 اور اس کے اعتراضات کے جواب کے۔ اسکی مثال یہ  
 ہے کہ انھوں نے قاعدہ ٹھیرایا کہ خاص خود بیان کیا ہوا  
 ہوتا ہے سکو بیان نہیں لاحق ہوتا اور اس قاعدہ کو  
 پست و کون کے فعل سے نکالا ہے اس آیت میں اسجد و  
 و ا رکعوا یعنی سجدہ کرو اور رکوع کرو اور اس حدیث  
 میں یہ آیت کی نماز کافی نہیں ہوتی جب تک وہ اپنی  
 پست رکوع سے سجدہ میں برابر نہ رہے یعنی جس حدیث  
 میں ان کے فرض ہو چکے قال میں ہے اور حدیث کو اگر

اسے یقین نہ ہو کہ اس حدیث میں کوئی چیز ہے جس سے وہ اس حدیث سے  
 کیا ہے تو اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے  
 اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے







ويكفيك دليلا على هذا قول المحققين  
 في مسئلة لا يجب العمل بحديث من اشتم  
 بالضبط والعدالت دون الفقه اذا انسدا  
 باب الرأي كحديث المصراة ان هذا المذهب  
 عيسى بن ابان واختاره كثير من المتأخرين  
 وذهب الكرخي وتبعه كثير من العلماء  
 الى عدم اشتراط فقه الراوي لتقديم الخبر  
 على هذا القياس وقالوا لم ينقل هذا  
 القول عن اصحابنا بل المنقول عنهم ان خبر  
 الواحد مقدم على القياس لا ترى انهم  
 عملوا بخبر ابي هريرة في المصائم اذا اكل وشرب  
 ناسيا وان كان مخالفا للقياس حتى قال ابي حنيفة  
 في الرواية لقلت بالقياس ويرشدك  
 ايضا اختلا فهم في كثير من التخرجات  
 خدا من صنائعهم ورد بعضهم  
 على بعض ووجدت بعضهم يزعم ان جميع  
 ما يوجه في هذه الشرح الطويلة  
 وكتب الفتاوى الضخمة فهو قول  
 الى حنيفة وصاحبها ولا يفرق  
 بين القول الخرج وبين ما هو  
 قول في الحقيقة ولا يحصل

اور تم کو اس پر بھی دلیل کافی ہو کہ اس مسئلہ میں کہ جو شخص  
 ضبط اور عدالت میں مشہد ہو نہ فقہ میں اسکی حدیث پر  
 عمل کرنا واجب نہیں جس صورت میں کہ رای کا باب مسند  
 ہو جیسے مصراة کی حدیث میں محقق یوں کہتے ہیں کہ یہ  
 مذہب عیسیٰ بن ابان کا ہے اور بہک متاخرین نے اسکو پسند  
 کیا ہے۔ لہذا کرخی کا مذہب اور بہک علماء کا جنہوں نے اسکی نفی  
 کی ہے یہ ہرگز راوی کا فقیہ ہونا شرط نہیں کیونکہ خبر واحد  
 قیاس پر مقدم ہوتی ہے ان لوگوں کا یہ قول ہے کہ  
 راوی کے فقیہ ہونے کی شرط ہمارے یہاں منقول نہیں  
 بلکہ انہی سے منقول ہے کہ خبر واحد قیاس پر مقدم ہے  
 کیا یہ نہیں دیکھتے ہو کہ انہوں نے ابو ہریرہ کی حدیث پر وہاں  
 کے باب میں جو جہولے سے کہا ہے عمل یا اگرچہ حدیث مخالف  
 قیاس کے ہو یا شک کا نام ہو حنیفہ نے کہا اگر حدیث کی سند  
 نہ ہو تو میں قیاس کے موافق حکم کرتا اور نیز ان لوگوں کا بہک  
 تخریجات میں جبکہ متقدمین اعمال سے لیا ہے مختلف بنا اور انہی  
 اب دو سکا کر دکر بنا لیا ہے کہ ہماری تقریر صحیح ہے  
 اور کسی کو پہننے یہ کہتے پایا نہ جو کچھ ان ہی شرحوں  
 اور ہرڑی فتاویٰ کی کتابوں میں موجود ہے وہ  
 امام ابو حنیفہ اور صاحبین کا قول ہے حالانکہ وہ فرق  
 نہیں مانتا کہ ان کے اذ اس سے حال ہو قول کیا ہے  
 اور تحقیقت میں انکا قول کیا ہے اور نہ علماء کے





کلا واسبل لیس المراد بالرأی نفس  
 الخدم والعقل فان ذلك لا ينقل من  
 العلماء ولا الرأی المذی لا یحصل علی مستصلا  
 فانه لا ینقله مسلم البتة ولا القدره  
 المستنباط والقیاس فان اهل العلم  
 الشافعی ایضاً لیسوا من اهل الرأی بالانحاف  
 وهم یستنبطون ویقیسون بل المراد من  
 اهل الرأی قوم توجهوا بعد المسائل  
 المجمع علیها بآبائهم او بآبائهم  
 الحی القریح علی اصل من اهل من القدره  
 مکان اکثر امرهم حل النطیر علی الظیر  
 الرد الی اصل من الاصول وینتبع  
 الاحادیث والآثار الظاهره من لا یقول  
 بالقیاس لا بانار الصحابہ واتباعهم  
 کذا ودر حرم وبنی المجمعون من اهل  
 المسننه کاحمد الامین

ومنہا احمد اعظم نواقل نقلہ  
 صدورہ دسبائل وصدورہ سنن  
 سبب ذلک برامہ السنن وصدورہ  
 صدورہ سنن وصدورہ سنن  
 صدورہ سنن وصدورہ سنن

کذا یمن ہرگز نہیں بلکہ اسے سے نفس فہم اور  
 عقل نہیں کیونکہ اس بات سے تو کوئی عالم جدا نہیں  
 اور نہ وہ اسے مقصود ہو جسکا اعتقاد سنت پر کچھ بھی نہ  
 کیونکہ کوئی مسلمان یقیناً ایسی ماسے کا پابند نہیں اور  
 نہ استنباط اور قیاس پر قادر ہو ناماد ہو کیونکہ احادیث  
 بلکہ شافعی بھی بالاتفاق اہل رائے نہیں ہیں حالانکہ  
 وہ استنباط اور قیاس کہتے ہیں بلکہ غرض اہل رائے سے  
 وہ لوگ ہیں جنہوں نے بعد ان مسائل کے جن پر مسلمانوں کا  
 یا ان کے جمہور کا اتفاق ہو گیا جو متقدمین سے کسی شخص کی  
 اصل کے مطابق توحیح کی طرف توجہ کی اور انکا بڑا ہتمام یہی  
 ہوا کہ نظیر کو نظیر پر محمول کرینا اور اصول میں سے کسی اصل پر  
 یہی نہیں نہ یہ کہ احادیث اور آثار کو ڈھونڈیں۔ اور فرقہ  
 ظاہری وہ جو کہ قیاس اور آثار صحابہ ورتا بعین کے  
 حامل نہ ہوں جیسے داود بن حذیم جو دوران دونوں  
 ذوق کے بیچ میں متعین اہل سنت میں جیسے  
 احمد ادراسی۔

اور نہیں دسری بات یہ پیدا کرنے میں دونوں سنت  
 یہاں تک کہ یہاں اور نقلہ اس میں سے جہاں سے  
 جس میں ہر نامہ جزوی اور حقیر اور کمال  
 وہاں تک کہ ہر نامہ جزوی اور کمال  
 وہاں تک کہ ہر نامہ جزوی اور کمال





فی اصل المشروعية وانما كان خلافاً ففهم  
 فی اول الامر من بظيرة اختلاف القرآنی  
 وجوه القراءات قد عللوا کثیراً من هذا  
 البابان الصحابة مختلفون وانهم جميعاً على  
 الهدى لذلك لم يزل العلماء يجوزون  
 فتاوى المعتندين فی المسائل الاجتهادية و  
 يسلمون قضاء القضاة وبعداون فی بعض  
 الاحیان بخلاف من هم و لذا لا ترى  
 ائمة المذاهب فی هذه المواضع الا وجهين  
 القول ويثبتون الخلاف بقول احد هم  
 هذا احوط وهذا هو المختار وهذا احوط  
 ويقول ما بلغنا الا ذلك وهذا کثیر فی  
 المبسوط و آثار محمد کلام المتأفقي ثم  
 خلف من بعدهم خلف اختصر کلام القو  
 ففوا الخلاف فثبتوا على مختارائهم  
 للذي يروى من السلف من تأكيد  
 الاخذ بذهب اصحابهم لا يخرج منها  
 محال فان ذلك الامر جلی خان کل انسان  
 ما هو فختار اصحابه وقومه حتى في الري  
 والمطاع والصوله ناسبه عن ملاحظ  
 الدليل ثم ذلك من الاستا قطن البعض

کہ اصل مشروع ہونے میں اختلاف کرتے تھے بلکہ اختلاف  
 دونو باتوں میں سے بہتر کے بارہ میں تھا اور اسکی تکمیل کا  
 اختلاف وجوہ قراءات میں ہوا اور اس قسم کی بہت سی باتوں  
 کی یہی وجہ بیان کی ہو کہ صحابہ میں باہم اختلاف ہوا اور وہ سب  
 تحیکت پر ہیں۔ اور یہیں وجہ پیشہ کے علما مفتیوں کے فتاویٰ  
 مسائل اجتہادی میں ہمیشہ جائز رکھتے رہے اور قاضیوں کے  
 حکم ملتے رہے اور کبھی اپنے مذہب کے خلاف پر بھی عمل  
 کیا اور ایسے جگہوں میں مذاہب کے ائمہ کو اس کے سوا  
 نہ کہیو گے کہ وہ ہر قول کی تصحیح کرتے ہیں اور خلاف کو  
 اس طرح کہنے سے ثابت کرتے ہیں کہ کوئی انہیں سے کہتا ہو  
 کہ یہ قول مختار تر ہے یا یہ قول مختار ہو یا میرے نزدیک  
 زیادہ محبوب ہو اور کوئی کہتا ہو کہ کچھ اسکے سوا کچھ نہیں  
 پہونچا اور یہ بات مبسوط اور آثار محمد اور کلام شافعی میں  
 بہت ہو۔ پھر ان کے بعد کچھ لوگ پیچھے ہوئے جنہوں نے  
 قوم کے کلام کو مختصر کیا اور خلاف کو قوی کر دیا اور اپنے  
 اماموں کے قول مختار پر جم گئے اس خیال سے کہ سلف سے  
 تاکید مروی ہو کہ اپنے اصحاب کے مذہب کو اختیار کریں  
 اور کسی حال میں اس سے باہر نہوں کیونکہ یہ بات شرعی ہو  
 کہ آدمی اپنی قوم اور اصحاب کے مختار کو پسند کیا کرتا ہے حتیٰ کہ  
 باس اور تخرش میں بھی یا غلبہ کے خیال سے کہ دلیل کے  
 دیکھنے سے پیدا ہوا ہو یا سب سے کسی اور خیال سے پس بعض





يزاد في العبد من تكبير ابن عباس لان  
 هارون الرشيد كان يحب تكبيره ووصل  
 الشافعي الصبي قريبا من مقبرة الخليفة  
 فلم يقنت تادبا معرو قال يغرب بالخدرنا  
 الى مذهب اهل العراق قال مالك المنصور  
 وهارون الرشيد ما ذكرنا عنه سابقا  
 وفي البزازية عن الامام الثاني وهو يروي  
 انه صلى يوم الجمعة مغتسلا من الحمام ووصل  
 وقت قواته اخبر بوجود فارة ميتة في بيوتها  
 فقال اذناخذ بقول اخواننا من اهل المدينة  
 اذا بلغ ابناء ذلتين لم يحل خنثا ان تقضى  
 ومنها ان اقبل اكثرهم على النعمان في كل  
 فس فثم من زعمانه يؤمن على اسباب الرحمة  
 ومعرفة مراتب الجرح والتعديل ثم خرج من  
 البيت الى التربة فقام عليه حديثا وشيئا من  
 كلامه في الاحياء وشيئا من كلامه في  
 النمل في حديثه من كلامه في النمل  
 فقيل انما في اصول افقتوا استنبطوا  
 في كتابه قواعد جلدية واوردوا استنبط  
 في اجود نفقة في عهدا قسم في طول الكرم  
 في اوردوا في اوردوا في اوردوا في اوردوا

نماز عیدین میں ابن عباس کے تکبیر کہتے تھے اس لیے کہ  
خليفة ہارون اپنے دادا ابن عباس کی تکبیر کو دوست رکھتا تھا  
اور امام شافعی نے صبح کی نماز امام احمد حنفیہ کے قبرہ کے سامنے  
پڑھی اور انکے ادب کی وجہ سے اس نماز میں قنوت نہ پڑھا اور  
ابھی امام شافعی کا قول ہے کہ ہم بعض اوقات تنزل کر کے جب  
اہل عراق اختیار کرتے ہیں۔ اور امام مالک نے منقول اور ہر شیئ  
سے جو کچھ کہا تھا وہ ہم پیشتر ذکر کر چکے ہیں۔ اور بزاز بن ابی عامر  
ثمالی یعنی ابو یوسف کا حال منقول ہے کہ انھوں نے حمام  
میں غسل کر کے جمعہ کے دن لوگوں کو نماز پڑھائی اور لوگ  
منتشر ہو گئے پھر انکو حمام کے کنوے میں ایک مرے جسم  
کی خبر ملی تو امام ابو یوسف نے کہا کہ اس صورت میں مجھ پر  
بجائے دن۔ یہ والوں کا قول اختیار کرتے ہیں کہ اس بدن  
وہ تیار ہو جائے تو وہ نجس نہیں ہوتا نیز زید کی روایت ہے کہ  
در اندھن میبری بات پیدا ہوئی کہ بہت دور سے میری  
بین مہ دہ۔ حضرت نے یہ دعویٰ کیا کہ عمرؓ کا رب ارادہ رفت  
آج و تبدیل کی نہ ملے رہے ہیں پھر اسکو چھو کر پانی و  
انہی طرح بی طرفت مس لئے۔ اور بعض نے اجازت دار و غیرہ کی  
طاش و... بنا رہنا فی جن احباب نے بعض نے حمل نقل  
یعنی جس کی غلطگی دربر ایکٹ اپنے نمبر میں لے لی ہو گی کہ  
تواند یک امر عزیز خود کو با کسی را و یا دیگر مرد و

۱۰۲ - یعنی مواضع تا بخرمید که ساعات با باران می رسد و بعد از آنکه در دوسری که مستقر میگردد برآورد



الصواب المستبعدة الق من حقها ان لا يعرض  
 له عاقل يستحب العون والاعانة من كل امر  
 المخرجين فمنهم من لا يرتضى استماعه  
 عالم ولا جاهل ففتنة هذا الجدل الخلاق  
 والتعق قربة من الفتنة الاولى حينئذ  
 في الملك وانتصر كل رجل لصاحبه فكما  
 اعقبت تلك ملكا عضوا وضاد وقابع  
 صماء عمياء فكذا لك عقب هذا جمل  
 واختلاط وشكوكا ووهاما لها من الاجا  
 فنشأت بعد هم قرون على التقليد الضا  
 لا يميزون الحق من الباطل ولا الجمل  
 من الاستنباط فالفتنة يومئذ هو الترتا  
 المتشرف الذي حفظ اقوال الفقهاء قويا  
 وضعفها من غير تميز وسر ما بشكشة  
 شد قية الحد من على الاساديت صحيف  
 وسقيمها وخذل كنه الازمة رغبوة الحيد  
 ولا اقول ذاك كما امره ابا ان الله صا  
 من عبادة لا يعزهم وخذلهم وهدوا  
 حجة اسمى اربعة راقية ولهم باقر هذا  
 ان وهو اكثر فتنة واوفر تقليد واشد  
 اختراعا للامانة من صدر الرجا حنى

جو اس لائق تھیں کہ کوئی عاقل انکے ورپے نہواور تہیج کر نہواور  
 اور اسے کم تر جہا لون کے تر م سے وہ عموما در شانوات  
 پسند کرنے لگتے تھے اسے کوئی عام و جاہل قوش نہواور اس  
 ترانی جھگڑے اور بار یک بینی کا فساد پہلے فساد کے قریب تھا  
 جسوقت اس ملک گیر می بین جھگڑے تھے اور ہر شخص نے اپنے  
 ساتھی کی حمایت کی تو جیسے پہلے فساد کے پیچھے سسٹت نظم  
 امیر اور واقعات اندادھن تھے سبط اس زمانہ جھگڑے  
 کے بعد ایسی جمالت اور ضل اور شک اور وہم واقع تھے  
 جسکی کچھ حد نہیں پھر ان دگوان کے بعد بہت عرصہ  
 تقلید پر یہ آہد کہ حق کو باطلت جد کرتے نہ جدال کہ متنبط  
 سے توفیقہ سوقت وہی تھا جو بہت کی منہ پٹ ہو کہ فقہا کے  
 قوی اضعیف اقول کہ وہ دن تیر کے یا کرے اور انکو چھین  
 چیر بیان کرے۔ اور محدث وہ تھا جو صحیح و سقیم حدیث کو  
 شمار کرے اور اپنی نگہ زوری سے انکو کانیوں کی طرح  
 بکت چڑھاوے اور میں یہ بات بکیر کے ط پر عام نہیں  
 کہتا مہون کرے خوا کہ بن دن میں سے یکسر وہ ایسے بھی  
 بہ کہ لوگوں کا اسے فی عن ہوتا انہ نصر نہیں کرتا۔ اور  
 نہ سے تونے کی زمین میں اسے بہت جین اور جہم میں  
 اور اس زمانہ تک بعد قرآن ہوا۔ فقہ میں اثر اور  
 تغید میں زیادہ تر اور لوگوں کے دونوں میں سے  
 اہانت کی نکل جانے میں بڑھکر ہوا یہ کتاب کہ



دین کے معاملہ میں غور کرنے پر مطمئن ہو گئے اور کہنے لگے  
 کہ جیسے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم ان ہی  
 کے قدم کے نشانوں پر انکی پیروی کرتے ہیں اور اس  
 بات کی شکایت خدا ہی سے ہو اور اسی سے مدد مطلوب  
 ہو اور اسی پر بھروسہ اور توکل ہو۔ اور یہ آخر ہوا ان  
 باتوں کا جنکا لکھنا ہم کو اس رسالہ انصاف فی بیان  
 اسباب اختلاف میں مقصود تھا اور پہلے اور پیچھے اور ظاہر  
 اور باطن میں سب تعریفیں خدا ہی کو لائق ہیں۔

تمت بالخیر

اطمانوا بترك الخوض في امر الدين  
 وبان يقولوا انا وجدنا آباءنا على امه  
 وانا على اثارهم مقتدون والى الله  
 المشتكى وهو المتعان وبه الثقة وعليه  
 التكلان وهذا اخر ما اردنا ايراد في هذه  
 الرسالة المستامة بالانصاف في بيان اسباب  
 الاختلاف والحمد لله تعالى اولاً و آخر  
 وظاهراً وباطناً +

تمت بالخیر

## فہرست صاف ترجمہ انصاف

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۴	صحابہ اور تابعین کے بعد کتابوں کے لکھنے کا اہم ہوا۔	۲	وہاچہ صفت۔
۲۵	امام مالک کا حال۔	۳	باب اول ان سببوں کے بیان میں جسے باہم صحابہ میں اور باہم تابعین میں فروعی اختلاف پیدا ہوا ان اختلافات کی نہایت مفید مثالیں۔
۲۶	امام ابو حنیفہ اور صاحبین کا حال۔	۱۸	سعی بن مسیب کے مذہب کی اصل۔
۲۸	امام شافعی کا حال۔	۱۹	ابراہیم نخعی کے مذہب کی اصل۔
۳۲	ازہر سے کیا غرض ہو۔	۲۰	باب دوم مذاہب فقہاء کے مختلف ہونے کے اسباب اور نتیجہ خیز مثالیں۔
۳۴	باب سوم اہل حدیث اور اہل فاسدہ کے اختلاف کا سبب۔		
۳۵	اہل درجہ کے محدثین کا ذکر۔		



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۴	اللہ تعالیٰ کا۔	۴۰	مسائل کے جواب میں لوگوں کا قاعدہ۔
	قول ابن زیاد شافعی مبنی کا۔	۴۱	دوسرے درجہ کے محدث
۶۵	قول سیوطی ضمن میں منقولہ ابن زیاد کے۔	۴۲	بکارتی اور مسلم و ابو داؤد و مسلم و ترمذی
۷۰	تقلید پہلے واجب نہ تھی پھر کیسے واجب ہوئی۔	۴۳ تا ۴۴	بڑے عالم مشہور ہیں۔
۷۱	ہندوستان کے جہلا پر تقلید ابو حنیفہ واجب ہے۔	۴۸	تخریج کا قاعدہ۔
۷۲	اور ان کے مذہب سے باہر نکلنا حرام۔	۵۰	علمائے محقق فقہ اور حدیث دونوں کو اختیار
۷۳	مجتہد مطلق پانچ باتوں کے جاننے سے ہوتا ہے۔		کرنے رہے۔
۷۵	مجتہد مستقل تین باتوں میں اور وہ بھی ممتاز ہوتا ہے۔	۵۱	دونوں فرقوں کو کیا مناسب ہو۔
	مجتہد مطلق اور منتسب نے المذہب کی	۷۷	ابو سلیمان خطابی کا قول ضرورت فتنہ
	مثالیں۔		اور حدیث میں۔
۷۸	مذہب ائمہ چار گانہ میں کس قسم کے مجتہد ہوئے۔	۵۲	فقہاء کو بڑا کہنے والا گنہگار ہو۔
	مذہب شافعی کی اصل۔	۵۶	باب چہارم چوتھی صدی سے پہلے
۸۱	مذہب شافعی کا دشمن بڑا ہو۔		لوگوں کا حال۔
۸۱	باب پنجم ان باتوں کے بیان میں جو	۵۷	مجتہد مطلق کا حال۔
۷۷	چوتھی صدی کے بعد ہوئیں۔	۵۸	بعد دو صدیوں کے پابندی مذہب معین
۷۷	قول امام غزالی کا۔		کی واجب ہو گئی۔
۸۵	اہل راسے اور فرقہ انگیزی ہری کون لوگ ہیں۔	۶۱	اصحاب وجوہ کون ہیں۔
۷۷	تقلید کے پھیلنے کے درجہ۔	۶۲	مجتہد مطلق اور مجتہد فی المذہب کا بیان
	اخیر زمانہ کے فقیہ احمد محدث۔	۶۳	مذہب مجتہدین کی پابندی ایک راہ۔



## دفتر انجم کی مخصوص بیشس بہا کتابوں کی فہرست

### حمائل شریف مترجم

مطبوعہ دارالعلوم دیوبند

یہ وہی حمائل شریف ہے جس کا اشتہار اپنے انجم کے ساتھ  
کئی مرتبہ دیکھا جو جسکی حسن و خوبی سے آپ حضرات اچھی طرح  
واقف ہو چکے ہیں جس میں علاوہ سلیس اور قابل اعتبار ترجمہ کے  
حاشیہ پر ایک نہایت کارآمد تفسیر بھی ہے اور آیات کے  
شان نزول عمدہ سلیقہ سے بیان کیے گئے ہیں اور آخر میں  
ایک رسالہ بھی ہے جو حسین تمام ان انبیاء کے حالات ہیں  
جس کا ذکر قرآن پاک میں ہے اسی طرح اور بھی بہت سے  
کارآمد مضامین اس رسالہ میں ہیں۔ یہ حمائل شریف  
حاشیہ اور مجلد ہے۔ رنگ خاکہ زرد ہے اور ایک عمدہ  
کاریگر کے ہاتھ کی بنائی ہوئی ہے۔ جلد پوسے چمڑے سے  
بندھی ہوئی اور چاندی کے خوشنما کام سے مزین ہے۔  
قیمت برعایت خاص تین روپیہ ہے۔

### حمائل شریف معری تقطیع خورد

اس حمائل شریف میں چند خوبان مکتوب ہیں۔ (۱) تقطیع بہت  
چھوٹی ڈاکٹان کے کارڈ کے برابر (۲) قلم بہت واضح اور  
خوشخط (۳) چھپائی بہت صاف (۴) متن حنائی (۵)  
حمائل شریف کے شروع پر ایک رسالہ ہے جو حسین بہت مفید  
مضامین ہیں (۶) حمائل کا کتب خانہ ہے جس کے ذریعہ سے تمام  
امراض کا علاج آیات قرآنی سے کیا جا سکتا ہے جلد نہایت  
خوبصورت ہے۔ یہ صرف عرصہ

علم الفقہ | یہ وہی فقہی مقدس رسالہ ہے جو سات

برس سے ماہوار شائع ہو رہا ہے جو حسین حق فقہ کی مستند  
کتابوں سے مفتی پر مسائل منتخب کر کے لکھے جاتے ہیں تعریف  
کی اب بالکل ضرورت نہیں تمام ملک کے اسباب پر اتفاق کر لیا ہے  
کہ فقہی مسائل کی تعلیم کے لیے اس سے بہتر آج تک کوئی کتاب  
اُردو زبان میں شائع نہیں ہوئی چھ جلدیں اس رسالہ کی  
اس وقت تیار ہیں۔ جلد اول طہارت کا بیان قیمت ۸  
جلد دوم نماز کا بیان قیمت ۸ جلد سوم روزہ کا بیان قیمت ۸  
جلد چہارم زکوٰۃ و عشر کا بیان قیمت ۸ جلد پنجم حج و زیارت کا بیان  
جلد ششم حسین نکاح کے مسائل بیان کیے ہیں قیمت ۸  
ترجمہ اسد الغابہ | یہ وہی مقدس کتاب ہے جو حسین (۵۰)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے  
حالات ہیں اُردو زبان میں آج تک کوئی کتاب ایسی نہ تھی  
جس میں تمام صحابہ کا تذکرہ ہو چھ جلدیں اس کتاب کی تیار ہیں  
شاہین جلد طلب کریں نہ اس کتاب کا دوبارہ چھپنا دشوار ہے۔  
پہلی جلد حسین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مختصر حالات اور  
نہایت جامع تذکرہ کے بعد (۶۶۳) صحابہ کا تذکرہ ہے۔  
دوسری جلد حسین (۶۶۳) صحابہ کا تذکرہ ہے دوسری جلد  
حسین (۵۰۸) صحابہ کا تذکرہ ہے جلد چہارم میں (۵۰۲)  
صحابہ کا تذکرہ ہے جلد پنجم میں (۶۲۱) صحابہ کا تذکرہ ہے  
جلد ششم میں (۶۴۸) صحابہ کا تذکرہ ہے۔ قیمت فی جلد عا  
ترجمہ تاریخ طبری | عربی کی قدیم مستند تاریخ ابن کثیر تھی  
اسکے ترجمہ کا تو خیال بھی نہ آتا تھا انجم کی برکت سے اس کتاب کا  
ترجمہ ہو گیا پہلی جلد حسین ابتدا و فرس سے حضرت موسیٰ کا تذکرہ ہے



## دفتر انجم کی مخصوص شیش بہا کتابوں کی فہرست

### ایکابینا کامل

اس وقت اس بیظیر کتاب کی تینوں جلدیں ہمارے پاس موجود ہیں کاغذ - لکھائی - چھپائی - ان تینوں جلدوں کی مندرست اعلیٰ تر اس کتاب کی شہرت ایسی نہیں ہو کہ مضامین کی نسبت کچھ کہنے کی ضرورت ہو۔

پہلی دونوں جلدوں میں صحابہ کرام کے فضائل عقلی و نقلی شواہد اور مسلمہ و یقین دلائل سے نہایت دلچسپ و مفید عبارت میں بیان کیے ہیں اور شیعوں کی صحیح و معتبر روایتیں تقریباً دو سو نقل کی ہیں۔ جلد اول کے آخر میں نکل ام کلثوم کی بحث بہت ہی نفیس ہے۔ جلد سوم میں ملعون فدک کے قلع و قمع کے بعد وہ شروع میں چند مقدمات لکھے ہیں اور پھر آیت سے عمدہ اور کارآمد ذخائر بیان کیے ہیں اور شیعوں کی کتابوں سے ایسا عمدہ سامان فراہم کیا ہوگا اسکی خوبی دیکھنے سے قسطنجی ہی قیمت جلد اول دوم و تیسرے جلد کے ہمارے پاس ہے۔ قیمت جلد سوم ہمارے پاس ہے۔

ترجمہ تفسیر اثنا عشریہ | الحمد للہ کہ تفسیر اثنا عشریہ کا ترجمہ سلیمس اردو میں چھپ

گیا تفسیر اثنا عشریہ کے نام سے کون دانت نہیں ہو کون نہیں جانتا کہ شیعوں کی مناظرہ میں ایسی دلچسپ اور تہ بیظیر کتاب آج تک نہیں لکھی گئی ہے کون نہیں جانتا ہو کہ تفسیر اثنا عشریہ میں شیعوں نہایت تمام اصول و فروع کو ایسے تھمتہ و دلائل سے ثابت کیا ہو کہ کسی شیعہ کو سرگھٹائی

ہمت باقی نہیں رہی۔ تمام شیعوں نے اپنی متفقہ کوشش اسکے جواب لکھنے میں ختم کر دی مگر کچھ ہوسکا۔ جب لکھا گیا کہ مصنف حضرت مولانا شاہ عبد الغفر نے محدث و دہلوی عالیہ رحمہ اللہ کی حسن خوبی کا کیا پوچھا۔ حق یہ ہو کہ اس کتاب کے دیکھنے سے آدمی ایک قدر مناظرہ میں ملتا ہو اور شیعہ مذہب کی اصل حقیقت معلوم کر سکے لیکن دوسری کتاب کی محتاج نہیں ہو سکتا۔ نام اس ترجمہ کا یہ ہے مجید ہے۔

جم ۱۲۱۱ ہجری ۱۸۱۱ء صفحہ لکھائی - چھپائی - کاغذ - قابل دیدہ ہو قیمت ہمارے پاس ہے کتاب کی عبارت لکھی ہو کیونکہ اسکو چھپنا ہی

مناظرہ حصہ اول دوم و سوم | یہ دونوں اب مضامین

شائع ہوئے ان مضامین کا لطف بغیر دیکھے معلوم نہیں ہو سکتا احادیث اور سلیمس لکچس اور عبارت میں علمی تحقیقات اور فن حدیث کے موافق ہمارے شیعوں کے کام مولوی حامد حسین کے استقصا کی عجیب و غریب سیلطفے شیعوں کے مقام کی ترقیہ غرض جگہ جگہ وہ عجیب اور

دوسرے حصہ کو بھی سی ہر قیاس کرے کہ ان دونوں حصوں میں مزید اور لطیف اور کارآمد مضامین کی قیاس کریم کے متعلق ایسا سبق بہاوت کے لئے ہوں جگہ دیکھتا ہر سال ان کے لئے ضروری ہو۔ انان تازہ ہوتا ہو اور قرآن پاک کی غلطی و غلطی ظاہر ہوتی ہو اور کیا کتاب۔ حصہ سوم میں فن حدیث کے ساتھ شروع کیے گئے ہیں فریقین کی احادیث پر گہری تحقیق نظر ڈالی گئی ہے

ترجمہ تفسیر اثنا عشریہ